پیش لفظ

محترم قارئین

السلام علیکم

میرا نیا ناول "ریڈ ماسٹرز" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ سابقہ ناولوں کی طرح یہ ناول بھی آپ کو بے حد پسند آئے گا۔ آزمالیجئے کہ میں اس دعویٰ میں کس حد تک حق بجانب ہوں۔ پچھلے ماہ شائع ہونے والے ناول "بلیک جیک" کو بے حد پسند کیا گیا ہے۔

کسی بھی لکھنے والے کی اصل طاقت اس کے قارئین ہوتے ہیں۔ جن کے خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ اچھا لکھا گیا ہے یا برا۔ مگر میں اپنی تحریروں کو آپ کے سامنے اس قدر یقین سے پیش کرتا ہوں کہ یہ آپ سے یقیناً خراج تحسین حاصل کریں گی اور اب تک میں اپنے مقصد میں کامیاب رہا ہوں۔ میرا یہ ناول بھی سابقہ ناولوں کی طرح منفرد اہمیت کا حامل ہے۔ جو آپ کو یقیناً بے حد پسند آئے گا۔ اس کہانی میں مزاح بھی ہے، سسپنس بھی اور ایڈونچر بھی اور یہ ناول اس قدر دلچسپ اور سنسنی خیز واقعات پر مشتمل ہے جسے پڑھ کر آپ یقیناً اچھل اچھل پڑیں گے۔

بعض قارئین کا اصرار ہے کہ میں ہر ماہ دو ناول لکھا کروں یا اپنی

تمام کہانیوں کو دو حصوں میں لایا کروں تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ میری تحریریں پڑھ سکیں۔اس طرح مجھے کھل کر لکھنے کا بھی موقع مل جائے گا۔آپ کی دو ناول شائع کرنے کی خواہش تو پوری کی جا رہی ہے۔ رہی بات حصوں میں لکھنے کی تو اس کے لئے عرض ہے کہ یہ کہانی پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ کہاں تک پھیلتی ہے اور اسے کہاں تک پھیلایا جا سکتا ہے۔بعض اوقات کہانیاں خود بخود آگے بڑھ جاتی ہیں جنہیں روکنا خود میرے اختیار میں بھی نہیں ہوتا۔بہر حال آپ سب کی خواہش سر آنکھوں پر۔میں ہر ممکن کوشش کروں گا کہ آپ کے لئے حصوں پر بھی مشتمل ناول تحریر کر سکوں۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

ظہیر احمد

سرداور آج کافی دنوں بعد لیبارٹری سے اپنی رہائش گاہ پر آئے تھے ان کے گھر کے افراد چونکہ چھٹیاں گزارنے کے لئے کسی ہل سٹیشن پر گئے ہوئے تھے اس لئے سرداور نے خود کو لیبارٹری تک ہی محدود کر لیا تھا۔وہ شاذ و نادر ہی اپنی رہائش گاہ میں آتے تھے۔ان کی رہائش گاہ ایک بڑی اور عظیم الشان کوٹھی تھی جس کی حفاظت کے لئے وہاں سرکاری طور پر سیکورٹی گارڈ تعینات تھے جو سرداور کی موجودگی اور ان کی غیر موجودگی میں ان کی رہائش گاہ کی حفاظت پر مامور رہتے تھے۔

لیبارٹری سے رہائش گاہ تک آنے جانے پر بھی سیکورٹی گارڈ ان کے ساتھ رہتے تھے۔سرداور کو یہ سب بالکل پسند نہیں تھا۔وہ ہمیشہ اس بات سے چڑتے تھے کہ صرف ایک شخص کی حفاظت کے لئے اس قدر سیکورٹی اور ان کی سرکاری گاڑیوں پر پانی کی طرح روپیہ

بہایا جاتا ہے لیکن وہ چونکہ ملک کی اہم شخصیت تھے اس لئے ان کے چاہنے اور نہ چاہنے کے باوجود حکومت ان کی حفاظت کا پورا پورا خیال رکھتی تھی۔ سرداور کی تمام تر حفاظت کی ذمہ داری سپرنٹنڈنٹ عباس کے سپرد تھی جو لیبارٹری سے باہر سائے کی طرح سرداور کے ساتھ لگ جاتے تھے اور ان کے ساتھ رہتے ہوئے ان کا پورا پورا خیال رکھتے تھے۔

اس وقت سرداور اپنے کسی نجی کام کے سلسلے میں اپنی رہائش گاہ میں آئے تھے۔ ان کی رہائش گاہ کے اندر اور باہر ہر طرف سکیورٹی گارڈ گشت کر رہے تھے۔ رات کا وقت تھا اس لئے پوری کوٹھی کے ایک ایک حصے کو انہوں نے طاقتور سرچ لائٹوں سے روشن کر رکھا تھا۔ باہر لان میں دو بلڈاگ کتے بھی موجود تھے جو خوفناک انداز میں غراتے ہوئے کمپاؤنڈ میں گھومتے پھر رہے تھے۔ سرداور اس وقت اپنے سپیشل روم میں تھے اور ایک سائنسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔ آج رات انہوں نے اپنی رہائش گاہ میں ہی سونے کا پروگرام بنایا تھا۔

اس وقت وہ کمرے میں اکیلے تھے اور ریڈنگ ٹیبل پر بیٹھے کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔ سکیورٹی گارڈان کے دروازے کے باہر پہرہ دے رہے تھے جن کے بھاری بوٹوں کی آواز انہیں سنائی دے رہی تھی۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور سرداور چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ دروازے سے ایک بوڑھا ملازم اندر آ رہا تھا جس

کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھا۔

یہ بوڑھا ملازم بابا کریمو تھا جو عرصہ دراز سے سرداور کی رہائش گاہ میں ان کی اور ان کے اہل خانہ کی خدمت کر رہا تھا۔ سرداور کا بچپن اس کریمو بابا کے ہاتھوں میں گزرا تھا اس لئے سرداور ان کی بہت عزت کرتے تھے اور انہیں پسند کرتے تھے۔ سرداور کو شروع سے ہی کریمو بابا کے ہاتھ کا کھانا اور چائے پسند تھی۔ وہ جب بھی اپنی رہائش گاہ میں آتے تو ان کی چائے اور کھانا بنانے کی تمام تر ذمہ داری کریمو بابا کی ہی ہوتی تھی۔

سرداور رات کا کھانا کھا کر آئے تھے اور چونکہ رات کو چائے پینا پسند نہیں کرتے تھے اس لئے کریمو بابا اپنا فرض نبھانے کے لئے ان کے لئے دودھ کا گلاس لے آئے تھے۔

"آپ ابھی تک جاگ رہے ہیں"۔ سرداور نے کریمو بابا کو آتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں بیٹا۔ آج تم نے نہ میرے ہاتھوں کا کھانا کھایا ہے اور نہ چائے پی ہے۔ میں نے سوچا کہ چلو ایک گلاس دودھ ہی دے آؤں"۔ کریمو بابا نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ رکھ دیں یہاں"۔ سرداور نے میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو کریمو بابا نے گلاس ان کی میز پر رکھ دیا جو ایک ٹشو پیپر سے ڈھکا ہوا تھا۔

"اب آپ جائیں اور جا کر آرام سے سو جائیں۔ صبح میں آپ کے

ہاتھ کا ناشتہ بھی کروں گا اور دوپہر کا کھانا بھی کھا کر جاؤں گا"۔ سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے بیٹا۔ صبح ہو گی تو دیکھا جائے گا۔ پہلے میرے سامنے یہ دودھ پیو۔ مجھے معلوم ہے تم ہمیشہ کی طرح رات بھر اس کتاب کو پڑھتے رہو گے اور پھر تھک ہار کر بستر پر جا کر سو جاؤ گے اور یہ گلاس اسی طرح یہاں پڑا رہ جائے گا"۔ کریمو بابا نے کہا تو سرداور ان کی شفقت پر ہنس پڑا۔

" ارے نہیں۔ دودھ کا یہ گلاس آپ بڑی محبت اور خلوص سے بنا کر لائے ہیں۔ میں اسے پیئے بغیر نہیں سوؤں گا"۔ سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ تمہیں یہ گلاس میرے سامنے خالی کرنا ہو گا۔ ابھی اٹھاؤ اور میرے سامنے پیو"۔ کریمو بابا نے مصنوعی غصے سے کہا تو سرداور کے ہونٹوں پر موجود مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

" میں پی لوں گا کریمو بابا۔ کیا آپ کو مجھ پر اعتبار نہیں ہے"۔ سرداور نے کہا۔

" میرے سامنے پیو گے تو مانوں گا کہ تم مجھے اپنے بزرگ کا درجہ دیتے ہو ورنہ میں یہی سمجھوں گا کہ تمہاری نظر میں میری حیثیت صرف ایک ملازم کی سی ہے"۔ کریمو بابا نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" ارے۔ ارے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کریمو بابا۔ آپ اور

میرے ملازم۔ توبہ توبہ۔ اچھا یہ لیں۔ یہ سارا دودھ میں ابھی پیتا ہوں"۔ سرداور نے جلدی سے کہا اور کتاب بند کر کے میز پر رکھی اور دودھ کا گلاس اٹھا لیا۔ انہیں دودھ کا گلاس اٹھاتے دیکھ کر بوڑھے کریمو بابا کی آنکھوں میں چمک سی آگئی۔ سرداور نے گلاس سے ٹشو پیپر ہٹایا اور گلاس ہونٹوں سے لگا لیا۔ چند ہی لمحوں میں انہوں نے سارا گلاس خالی کر دیا۔

" لیں۔ پی لیا سارا دودھ۔ اب تو خوش ہیں ناں آپ"۔ سرداور نے دودھ کا خالی گلاس کریمو بابا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ بہت خوش ہوں"۔ کریمو بابا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ان کی مسکراہٹ بے حد گہری اور پراسرار تھی۔

" کریمو بابا۔ میں ابھی تھوڑی دیر بعد سونے کے لئے چلا جاؤں گا۔ آپ صبح نماز کے وقت مجھے اٹھا دیجئے گا"۔ سرداور نے کہا۔

" ضرور اٹھاؤں گا بیٹا۔ کیوں نہیں"۔ کریمو بابا نے سر ہلا کر کہا اور پھر وہ کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ انہوں نے کمرے سے نکل کر دروازہ بند کیا۔ دروازے پر دو مسلح گارڈ موجود تھے۔ کریمو بابا نے ان کی جانب مسکراتے ہوئے دیکھا اور پھر وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے راہداری سے گزرتے ہوئے کچن میں آگئے۔ کچن میں آ کر انہوں نے گلاس دھونے والے برتنوں کے قریب رکھ دیا اور کچن سے نکلنے کے لئے مڑے ہی تھے کہ کچن سے سیکورٹی انچارج سپرنٹنڈنٹ عباس نکل آئے۔ سپرنٹنڈنٹ عباس ایک ادھیڑ عمر اور

خاصے خوش شکل تھے۔

" صاحب نے دودھ پی لیا"۔ سپرنٹنڈنٹ عباس نے کریمو بابا کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ پی لیا ہے"۔ کریمو بابا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" گڈ۔ انہیں تم پر کوئی شک تو نہیں ہوا"۔ سپرنٹنڈنٹ عباس نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

" شک۔ کیسا شک۔ انہیں بھلا مجھ پر کیسے شک ہو سکتا ہے۔ میں ان کا پرانا اور وفادار ملازم ہوں"۔ کریمو بابا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میں ہائی کمان کو وکٹری کا کاشن دے دوں تاکہ وہ دوسرے مراحل کا انتظام کر لیں"۔ سپرنٹنڈنٹ عباس نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ضروری ہے۔ اگلے دو گھنٹوں تک سرداور ریڈ سپارگو کا شکار ہو جائے گا"۔ کریمو بابا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس بار اس کے منہ سے نوجوانوں جیسی آواز نکلی تھی۔

" ٹھیک ہے۔ تم ایک سپیشل کافی لے کر میرے کمرے میں آ جاؤ۔ میں تمہاری موجودگی میں ہائی کمان کو رپورٹ دوں گا"۔ سپرنٹنڈنٹ عباس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوکے۔ میں آ رہا ہوں"۔ کریمو بابا نے کہا اور سپرنٹنڈنٹ عباس کچن سے نکل گئے۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا سپرنٹنڈنٹ

عباس رہائش گاہ سے الگ ایک کمرے میں آگیا جو خاص طور پر ان کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ کمرے میں اس کی ضرورت کا تمام سامان موجود تھا۔ سپرنٹنڈنٹ عباس نے کمرے میں آکر سب سے پہلے لباس تبدیل کیا اور پھر ایک الماری سے بریف کیس نکال کر ایک صوفے پر آ بیٹھا۔ اس نے بریف کیس صوفے کے سامنے پڑی ہوئی میز پر رکھ دیا تھا۔ اسی لمحے کریمو بابا کافی کا ایک مگ لے کر اندر آگیا۔ اس نے مگ سپرنٹنڈنٹ عباس کے سامنے میز پر رکھا اور پھر پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور اسے لاک لگا کر اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا سپرنٹنڈنٹ عباس کے سامنے دوسرے صوفے پر آ بیٹھا۔

" باہر کی کیا پوزیشن ہے"۔ سپرنٹنڈنٹ عباس نے کریمو بابا سے پوچھا۔

" گارڈز اس کمرے سے کافی فاصلے پر ہیں۔ کوئی ہماری باتیں نہیں سن سکتا"۔ کریمو بابا نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ پھر بھی حفاظت کے طور پر میں جی وی ایکس مشین آن کر دیتا ہوں۔ اس مشین سے نکلنے والی ریز کی وجہ سے ہماری آوازیں اس کمرے سے باہر نہیں جا سکیں گی"۔ سپرنٹنڈنٹ عباس نے کہا تو کریمو بابا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سپرنٹنڈنٹ عباس نے بریف کیس کھولا تو اس میں عجیب و غریب اور پیچیدہ سی مشین موجود تھی۔ سپرنٹنڈنٹ عباس نے ایک بٹن پریس کیا تو

مشین آن ہو گئی اور اس کے بے شمار اور رنگ برنگے بلب آن ہو کر جلنا بجھنا شروع ہو گئے۔ سپرنٹنڈنٹ عباس مشین کے مختلف بٹن دباتا چلا گیا اور پھر اس نے سائیڈ میں لگا ہوا ایک ایریل نما راڈ اوپر اٹھا دیا۔

"اب ٹھیک ہے۔ اب یہ کمرے مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہو گیا ہے"۔ سپرنٹنڈنٹ عباس نے کہا تو کریمو بابا نے اثبات میں سر ہلا دیا سپرنٹنڈنٹ عباس نے بریف کیس کی سائیڈ میں موجود ایک چھوٹا سا مائیک نکالا اور ایک بار پھر مشین کے بٹن دبانے لگا۔ اسی لمحے بریف کیس میں موجود ایک سپیکر سے ٹوں ٹوں کی آواز آنے لگی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ایم ڈی کالنگ۔ اوور"۔ سپرنٹنڈنٹ عباس نے ایک بٹن دبا کر زور زور سے کہنا شروع کر دیا۔

"یس۔ سپیشل ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک تیز اور کرخت آواز سنائی دی۔

"سپیشل کال فرام پاکیشیا۔ اوور"۔ سپرنٹنڈنٹ عباس نے تیز لہجے میں کہا۔

"کوڈ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نائن ایکس تھری نائن ایکس۔ اوور"۔ سپرنٹنڈنٹ عباس نے کہا۔

"اوکے۔ ہولڈ کریں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر سپیکر سے ہلکی سی موسیقی کی آواز سنائی دی اور پھر پہلے سے زیادہ

کرخت اور تیز آواز سنائی دی۔

"ہائی کمان۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مارشل ڈریلے بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔ میں نے ون مین مشن میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اوور"۔ سپرنٹنڈنٹ عباس نے کہا جو مارشل ڈریلے تھا۔

"تفصیل بتاؤ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے اسی طرح سخت لہجے میں کہا گیا۔

"میں نے پاکیشیا پہنچ کر سرداور اور اس کی رہائش گاہ کو ٹریس کیا اور سرداور کے قریبی لوگوں کے بارے میں چھان بین شروع کر دی۔ سرداور کے بارے میں مجھے معلومات ملی تھیں کہ وہ زیادہ تر سپیشل لیبارٹری میں رہتے ہیں جہاں میرا داخلہ بے حد مشکل تھا۔ البتہ سرداور کی رہائش گاہ میں، میں ان پر آسانی سے ہاتھ ڈال سکتا تھا۔ چنانچہ سرداور کی رہائش گاہ میں داخل ہو کر میرے ایک ساتھی نے ان کے ایک بوڑھے ملازم کریمو بابا کا روپ دھار کر اس کی جگہ سنبھال لی اور کریمو بابا کو ہلاک کر کے اس کی لاش کے ٹکڑے گٹر میں بہا دیئے۔

اسی طرح سرداور کو لیبارٹری سے ان کی رہائش گاہ تک لانے اور لے جانے کی ذمہ داری سپرنٹنڈنٹ عباس کی تھی جس کے بارے میں، میں نے ذاتی طور پر انفارمیشن حاصل کیں اور پھر میں نے اس رہائش گاہ پر جا کر سپرنٹنڈنٹ عباس کو بھی ہلاک کر دیا اور اس کی

لاش کے ٹکڑے کر کے گٹر میں بہا کر اس کی جگہ سنبھال لی۔
مجھے انفارمیشن ملی تھی کہ سرداور ہفتے میں ایک روز اپنی رہائ
گاہ میں ضرور آتے ہیں اس لئے میں نے یہ سارا پروگرام بنایا تھا۔
آج سرداور کی طرف سے مجھے اطلاع ملی کہ وہ اپنی رہائش گاہ پر آر
ہیں چنانچہ میں نے اپنے ساتھی کو سرداور کی رہائش گاہ میں آنے
بارے میں بتایا اور پھر مسلح گارڈز کے ساتھ سپیشل لیبارٹری سے د
ایک پرانے قلعے میں پہنچ گیا جہاں سے سرداور سپرنٹنڈنٹ عباس
ساتھ اپنی رہائش گاہ میں آتے تھے۔ بہرحال میں نے سرداور کو وہا
سے پک کیا اور پھر میں انہیں لے کر نہایت حفاظت سے ان
رہائش گاہ میں آ گیا۔
ابھی تھوڑی دیر پہلے سرداور کو دودھ میں ریڈ سپار گو ملا کر پلا
ہے۔ ٹھیک دو گھنٹے بعد ریڈ سپار گو اپنا اثر دکھا دے گا اور سردا
ریڈ ڈیتھ کا شکار ہو جائیں گے۔ اوور"۔ مارشل ڈریلے نے پور
رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔
"گڈ۔ کیا تمہارے ساتھی نے ریڈ سپار گو اپنی نگرانی میں سردا
کو پلایا تھا۔ اوور"۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
"یس۔ میرے ساتھی نے سرداور کے ملازم کا روپ اختیار کر ر
تھا جس کی سرداور بے پناہ عزت کرتے ہیں اور ان کی ہر بات آس
سے مان جاتے ہیں۔ میرا ساتھی دودھ میں ریڈ سپار گو ملا کر سردا
کے پاس لے گیا تھا اور اس نے ضد کر کے سرداور کو دودھ کا گلا

نہیں مجبور کیا تھا۔ اوور"۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔
"گڈ شو۔ سرداور کو اب ریڈ ڈیتھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔
اوور"۔ دوسری طرف سے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا گیا۔
"یس۔ ریڈ سپار گو انسانی جسم میں داخل ہو کر فوری طور پر خون
میں شامل ہو جاتا ہے۔ البتہ اس کے اثرات دو گھنٹوں کے بعد ظاہر
ہوتے ہیں۔ اوور"۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ اب تم دونوں کا کیا پروگرام ہے۔ اوور"۔ دوسری
طرف سے کہا گیا۔
"میرا ساتھی یہاں سے ابھی نکل جائے گا جبکہ میں سرداور کی
تدفین کے تمام انتظامات تک یہیں رہوں گا اور باقی کام بھی اپنی
نگرانی میں ہی کراؤں گا۔ اوور"۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔
"یہ زیادہ بہتر رہے گا مارشل ڈریلے۔ میں تم پر ہی اس معاملے
میں اعتماد کر سکتا ہوں۔ اس مشن کی کامیابی کا انحصار تم پر ہے۔
مجھے امید ہے تم سابقہ مشنوں کی طرح اس مشن میں بھی کامیاب
رہو گے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔
"یس۔ مارشل ڈریلے آج تک اپنے کسی مشن میں ناکام نہیں
ہوا پھر اس پسماندہ ملک میں اس چھوٹے سے مشن میں کیسے ناکام ہو
سکتا ہے۔ اوور"۔ مارشل ڈریلے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"میں جانتا ہوں مارشل ڈریلے۔ تم ہمارے لئے بہت اہمیت
رکھتے ہو۔ ہم تمہاری صلاحیتوں کے معترف ہیں اسی لئے تو ہم نے

تمہیں اس قدر اہم مشن پر بھیجا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ سرداور کے ساتھ اس قدر پیچیدہ کھیل کیوں کھیلا جارہا ہے۔ ہم دونوں سرداور کو زندہ بھی تو لا سکتے تھے۔ اوور"۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

"ابھی ان باتوں کو رہنے دو مارشل ڈریلے۔ وقت آنے پر تمہیں سب کچھ بتا دیا جائے گا۔ تم وہی کرو جو تمہیں ہدایات دی گئی ہیں۔ اوور"۔ اس بار دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"مگر۔ اوور"۔ مارشل ڈریلے نے کچھ کہنا چاہا۔

"نو آر گومنٹس۔ اوور"۔ دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا تو مارشل ڈریلے نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اوکے۔ اوور"۔ مارشل ڈریلے نے کہا جیسے ہائی کمان کا سرد انداز اسے ناگوار گزرا ہو۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ مارشل ڈریلے نے منہ بناتے ہوئے مائیک بریف کیس میں رکھا اور مختلف بٹن پریس کر کے اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس دوران اس کا ساتھی جس نے کریمو بابا کا میک اپ کر رکھا تھا بالکل خاموش رہا۔ وہ غور سے مارشل ڈریلے اور ہائی کمان کی باتیں سن رہا تھا۔

"ہائی کمان ضرورت سے زیادہ احتیاط کر رہے ہیں۔ مارشل ڈریلے کے ساتھی نے مارشل ڈریلے کو ٹرانسمیٹر آف کرتے دیکھ کر کہا۔

"ہاں۔ بہرحال ہمیں اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ سرداور کو ہمیں صحیح سلامت ٹامیا پہنچانا ہے۔ اس لئے ہمیں ہائی کمان کی ہدایات پر ہی عمل کرنا پڑے گا۔ وہ سب یہ کھڑاگ کیوں کر رہے ہیں ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔ ہمیں صرف اور صرف اپنے مشن سے مطلب ہونا چاہئے ساڈگر"۔ مارشل ڈریلے نے کہا تو بوڑھا اور مارشل ڈریلے کا ساتھی ساڈگر تھا مسکرا دیا۔

"یہ تم کہہ رہے ہو"۔ ساڈگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہم اسرائیل کے مفاد کے لئے کام کر رہے ہیں اور اسرائیل کے مفاد کے لئے ہائی کمان ہم سے جیسے کام لے، جو کام لے ہمیں بہرحال ان کے حکم کی پابندی کرنا ہوتی ہے۔ یہ ہماری ڈیوٹی بھی ہے اور ہمارا فرض بھی"۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ہے"۔ ساڈگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم یہاں سے چلے جاؤ۔ ابھی سرداور پر ریڈ ایکشن ہونے میں ڈیڑھ گھنٹہ باقی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی کو ہم پر شک ہو جائے۔ ہمیں یہاں ہر کام شک سے بالاتر ہو کر کرنا ہے"۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

"اوکے"۔ ساڈگر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے بریف کیس بند کیا اور اسے اٹھا کر الماری میں رکھ دیا اور پھر وہ کمرے کا دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ مارشل ڈریلے اطمینان بھرے انداز میں مگ اٹھا کر کافی پینے لگا۔

دوسرے دن ملک کے تمام اخبارات میں سرداور کی ہلاکت کی خبر جلی سرخیوں میں شائع ہوئی تھی۔ سرداور کی حیرت انگیز اور پراسرار ہلاکت نے حکومت کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور ملک کے بڑے بڑے سرکاری آفیسر، سائنس دان اور حکومت کے نمائندے، پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ تک سرداور کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے تھے۔ آدھی رات کے وقت سرداور کے پیٹ میں اچانک درد اٹھا تھا۔ وہ اچانک کمرے میں بری طرح سے چیخنے چلانے لگے تھے۔ ان کی چیخیں سن کر ان کے کمرے میں پہلے سیکورٹی گارڈز پھر ان کے ملازم پہنچے تھے جہاں بستر پر سرداور بری طرح سے تڑپ رہے تھے۔

سرداور کا سارا جسم سرخ ہو رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ان کا سارا خون ان کی جلد میں سمٹ آیا ہو۔ پھر سرداور کے حلق سے دردناک چیخیں نکلیں اور وہ ساکت ہو گئے اور ان کے جسم پر یکلخت

سرخ رنگ کے بڑے بڑے آبلے بنتے چلے گئے۔ یہ دیکھ کر گارڈز اور ان کے ملازم گھبرا گئے۔ فوری طور پر سب سے پہلے سپرنٹنڈنٹ عباس کو اطلاع دی گئی۔ وہ بھاگم بھاگ سرداور کے کمرے میں آئے تھے اور پھر سرداور کی حالت دیکھ کر وہ گھبرا گئے۔ انہوں نے فوراً سرداور کو ملٹری ہسپتال پہنچانے کا انتظام کیا مگر اس وقت تک سرداور دم توڑ چکے تھے۔ ملٹری ہسپتال میں جب ان کا چیک اپ کیا گیا تو ڈاکٹروں نے ان کی ہلاکت کی تصدیق کر دی جس پر سپرنٹنڈنٹ عباس نے فوراً اعلیٰ حکام کو فون کر کے سرداور کی ہلاکت کی اطلاع دے دی۔

یہ ایسی اطلاع تھی جسے سن کر حکومتی مشنری بری طرح سے بوکھلا گئی تھی۔ راتوں رات ہی حکومت کے اعلیٰ عہدے دار، وزیراعظم اور پھر صدر تک ان کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ ڈاکٹروں کے کہنے کے مطابق سرداور کے جسم پر نمودار ہونے والے آبلوں نے خود بخود پھٹنا شروع کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس قدر تعفن ہو گیا تھا کہ انہوں نے فوری طور پر سرداور کی لاش کو ایک سپیشل تابوت میں بند کرا دیا تھا اور تابوت کو مکمل طور پر سیلڈ کر دیا گیا تھا۔

ڈاکٹروں کے کہنے کے مطابق سرداور کی لاش گلنا سڑنا شروع ہو گئی تھی۔ اگر انہیں کولڈ روم میں بھی رکھا جاتا تو سرداور کی لاش مکمل طور پر گل سڑ جاتی۔ سرداور کی لاش کو محفوظ کرنے کے لئے تابوت کا انتظام بھی سپرنٹنڈنٹ عباس نے ہی کیا تھا اور پھر

سپرنٹنڈنٹ عباس ہی سرداور کی تابوت میں بند لاش ان کی رہائش
گاہ میں لایا تھا۔

سرداور کی ہلاکت کی خبر ان کے اہل خانہ کو بھی دے دی گئی تھی
جو راتوں رات ہی واپس رہائش گاہ پر پہنچ گئے تھے۔ اس وقت سرداور
کی رہائش گاہ میں بڑے بڑے لوگوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ سرداور
جیسی عظیم شخصیت کی ہلاکت نے وہاں موجود ہر شخص کو آبدیدہ کر
رکھا تھا۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر سرداور کو یکلخت ہوا کیا
تھا۔ وہ پوری طرح سے تندرست اور صحت مند تھے پھر اچانک ان
کے پیٹ میں درد کا اٹھنا اور اس کا جسم سرخ ہونا اور پھر ان کے جسم
پر آبلے پڑنا انتہائی حیرت انگیز بات تھی۔

ملٹری ہسپتال کے ڈاکٹروں نے سرداور کا پوسٹ مارٹم بھی نہیں
کیا تھا کیونکہ ان کے جسم پر موجود آبلوں کے پھٹنے اور ان سے بہنے
والے مواد کی بو نے ان کا برا حال کر دیا تھا۔ سرداور کے جسم سے
اس قدر تیز بو نکل رہی تھی جس کی وجہ سے کسی ڈاکٹر نے ان کا
پوسٹ مارٹم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ البتہ ان کے آبلوں
سے نکلنے والے مواد، ان کے خون اور سکن کے ٹکڑے انہوں نے
ضرور حاصل کر لئے تھے تاکہ وہ لیبارٹری ٹیسٹ کے لئے بھجوائے جا
سکیں۔

صدر مملکت نے سرداور کی اس پراسرار ہلاکت کا سخت نوٹس لیا تھا
اور فوری طور پر ایک تحقیقاتی کمیٹی قائم کر دی تھی تاکہ وہ اس بات

کا پتہ چلا سکیں کہ سرداور کے ساتھ ہوا کیا ہے اور ان کی اس قدر
ہولناک اور پراسرار موت کے پیچھے کیا راز تھا۔ اس تحقیقاتی کمیٹی کا
تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے تھا جو فوری طور پر حرکت میں آگئی تھی
اور اس کا انچارج کرنل آصف تھا جو بے حد ذہین اور جہاندیدہ انسان
تھا۔ کرنل آصف نے فوری طور پر احکام صادر کرتے ہوئے
سپرنٹنڈنٹ عباس، وہاں تعینات گارڈز اور سرداور کے ملازمین کو
حراست میں لے لیا تھا کیونکہ جس انداز میں سرداور ہلاک ہوئے تھے
اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ ان کی ہلاکت طبعی طور پر نہیں ہوئی
بلکہ انہیں باقاعدہ ہلاک کیا گیا تھا۔

کرنل آصف نے سپرنٹنڈنٹ عباس اور ان تمام افراد کو جنہیں
گرفتار کیا گیا تھا فوری طور پر ملٹری ہیڈ کوارٹر لے جانے کا پروگرام
بنایا تھا جس کی وجہ سے سپرنٹنڈنٹ عباس کے روپ میں موجود
اسرائیلی ایجنٹ مارشل ڈریلے خاصا پریشان ہو گیا تھا۔ اس کا خیال
تھا کہ سرداور کی ہلاکت کا فوری طور پر ان لوگوں کو پتہ نہیں چل
سکے گا اور وہ سرداور کی تدفین کے تمام انتظامات تک وہیں رہے گا اور
پھر وہ وہاں سے فرار ہو جائے گا۔ اس کے بعد جب ان پر حقیقت کھلے
گی تو اس سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا مگر کرنل آصف نے
اسے ایسا موقع ہی نہیں دیا تھا اور وہ اس وقت کرنل آصف کی
حراست میں تھا۔ تمام افراد کو بند باڈی کے ٹرک میں ملٹری
ہیڈ کوارٹر لے جایا جانا تھا اور دوسری طرف سرداور کے اہل خانہ اور

اعلیٰ حکام سرداور کی تدفین کی اپنی نگرانی میں تیاری کرا رہے تھے جبکہ مارشل ڈریلے کا ساتھی ساؤگر جو کریمو بابا کے میک اپ میں تھا پہلے ہی فرار ہو گیا تھا۔

مارشل ڈریلے نے ملٹری ہیڈ کوارٹر میں جانے سے پہلے فرار ہونے کا منصوبہ بنا لیا تھا۔ چنانچہ مارشل ڈریلے پیشاب کرنے کے بہانے واش روم میں گیا اور اس نے ایک سپیشل لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر اپنے خاص آدمیوں کو کال کر کے انہیں فوراً ایکشن میں آنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ بند باڈی کا ٹرک جب ایک ویران سڑک پر آیا تو اچانک سامنے سے آنے والی چار اسٹیشن ویگنوں نے انہیں گھیر لیا۔ اس سے پہلے کہ محافظ کچھ سمجھتے ویگنوں سے بے شمار مسلح افراد نکلے اور انہوں نے اندھا دھند فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ مسلح آدمیوں نے ٹرک کا پچھلا حصہ کھول کر مارشل ڈریلے کو نکالا اور باقی تمام افراد کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا اور پھر وہاں سے فرار ہو گئے۔

سرداور کو نہایت عزت اور اعلیٰ مرتبے کے ساتھ ان کے گاؤں کے آبائی قبرستان میں دفنا دیا گیا۔ ان کو دفنانے کے لئے گاؤں اور قبرستان میں اعلیٰ ہستیوں کے ساتھ پورا ملک ہی امڈ آیا تھا۔ ہر شخص کی آنکھ اشکبار تھی۔ سرداور نے ملک کے لئے جو کارنامے سرانجام دیئے تھے وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں تھے اس لئے اس عظیم سائنس دان کو ان کی خدمات پر خراج تحسین دینے کے لئے ہر شخص وہاں موجود تھا۔ سرداور کو مزید خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ان کی

تدفین کے بعد انہیں اکیس توپوں کی سلامی بھی دی گئی تھی۔

صدر مملکت کو جب اس واقعے کی اطلاع ملی کہ کرنل آصف کی حراست سے سپرنٹنڈنٹ عباس کو چھڑا لیا گیا ہے تو وہ غصے سے بھر گئے۔ انہیں یقین ہو گیا کہ سرداور کی پراسرار موت کے پیچھے سپرنٹنڈنٹ عباس کا ہاتھ تھا۔ ابتدائی تحقیقات کے مطابق آخری وقت میں کریمو بابا نے سرداور کو دودھ کا گلاس مہیا کیا تھا اور پھر کریمو بابا خاص طور پر سپرنٹنڈنٹ عباس کے لئے کافی بنا کر ان کے سپیشل روم میں گیا تھا جہاں وہ آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت دروازہ بند کئے بیٹھے رہے تھے۔

صدر مملکت نے فوری طور پر انٹیلی جنس اور دوسری ایجنسیوں کو حرکت میں لا کر سپرنٹنڈنٹ عباس اور کریمو بابا کی تلاش شروع کرا دی تھی۔ سپیشل کال کر کے صدر نے تمام وزیروں، مشیروں، سائنس دانوں اور تمام مسلح افواج کے سربراہوں کو بلا لیا تھا اور اس نازک صورت حال پر ان سے کھل کر ڈسکس کی تھی اور سرداور جیسی عظیم ہستی کے پراسرار قتل پر انہوں نے شدید غم و غصے کا اظہار کیا تھا۔ اس میٹنگ میں سر سلطان بھی شامل تھے۔ صدر مملکت نے اس سپیشل میٹنگ میں ایکسٹو کو بھی بلایا تھا مگر ایکسٹو نے فون پر اس معاملے کی تحقیق کرنے اور سرداور کے قاتلوں کا سراغ لگانے کی حامی بھر لی تھی۔

سرداور کی پراسرار ہلاکت نے پورے ملک کو سوگوار کر دیا تھا۔

سرداور کی حیثیت ان چند سائنس دانوں میں شمار ہوتی تھی جو پاکیشیا کے مفادات کے لئے دن رات کام کر کے ملک کی بنیادیں مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے آ رہے تھے۔ سرداور کی ناگہانی موت ایسی تھی جس سے پاکیشیا میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا تھا جسے کسی بھی صورت میں پر نہیں کیا جا سکتا تھا جس کے لئے پورا ملک سوگوار تھا۔

اسرائیل کے پرائم منسٹر سرجان اپنے آفس میں بیٹھے ایک ضخیم فائل کا مطالعہ کر رہے تھے کہ ان کے میز پر پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فونز میں سے سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سرجان نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر انہوں نے فائل بند کر کے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔ سرجان نے گھمبیر اور متکبر انداز میں کہا۔

"مارشل ڈریلے بول رہا ہوں جناب"۔ دوسری طرف سے ایک بھاری لیکن بے حد مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ یہ فون جنرل کالز کے لئے تھا جس پر عام کیٹگری کے آفیسر اور اعلیٰ عہدے دار بھی براہ راست بات کر سکتے تھے۔ مارشل ڈریلے کی آواز سن کر سرجان بے اختیار چونک پڑے۔

"مارشل ڈریلے۔ اوہ۔ تم نے جنرل فون پر بات کیوں کی ہے"۔

سرجان نے چونکتے ہوئے کہا۔

" میرے پاس آپ کا یہی نمبر ہے سر"۔ دوسری طرف سے مارشل ڈریلے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ تم میرا سپیشل نمبر نوٹ کرو اور اس پر کال کرو"۔ سرجان نے کہا۔

" یس سر"۔ مارشل ڈریلے نے کہا تو سرجان نے اسے ایک سپیشل نمبر نوٹ کرا دیا۔ نمبر نوٹ کرا کر سرجان نے فون بند کیا اور میز پر پڑے ہوئے ریڈ کلر کے فون کی جانب دیکھنے لگا۔ اسی لمحے ریڈ کلر کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سرجان نے جھپٹ کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

" یس مارشل۔ اب بولو۔ تم کہاں سے کال کر رہے ہو"۔ سرجان نے بے تابی سے کہا۔

" میں تل ابیب میں ہوں سر اور اپنے ہیڈ کوارٹر سے بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے مارشل ڈریلے کی آواز سنائی دی۔

" تل ابیب۔ ہیڈ کوارٹر۔ اوہ۔ کیا تم پاکیشیا سے واپس آگئے ہو"۔ سرجان نے چونک کر اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت گہری سرخی اور سنسنی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

" یس سر۔ میں ابھی کچھ دیر پہلے پہنچا ہوں اور پہنچتے ہی اپنے آفسر سے آپ کو کال کر رہا ہوں"۔ مارشل ڈریلے نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

" گڈ۔ پاکیشیا میں تمہیں جس مشن پر بھیجا گیا تھا اس کا کیا ہوا"۔ سرجان نے کرسی پر بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

" وکٹری سر۔ پاکیشیا کے مشن میں کامیابی ہوئی ہے"۔ دوسری طرف سے مارشل ڈریلے نے کہا تو اس کی بات سن کر سرجان کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آ گئی۔

" کیا۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو مارشل ڈریلے۔ کیا واقعی تم نے اپنے مشن میں کامیابی حاصل کر لی ہے"۔ سرجان نے حیرت اور خوشی سے ملے جلے لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ مارشل ڈریلے کا تعلق اسرائیل کی گریٹ ایجنسی سے ہے اور گریٹ ایجنسی نے آج تک جس مشن پر بھی کام کیا ہے اس میں کامیابی حاصل کی ہے اور پاکیشیا کا مشن تو انتہائی معمولی نوعیت کا اور انتہائی چھوٹا سا تھا۔ پھر بھلا کیسے ممکن ہے کہ مارشل ڈریلے اس میں کامیابی حاصل نہ کرتا"۔ دوسری طرف سے مارشل ڈریلے نے مؤدبانہ مگر قدرے مغرورانہ لہجے میں کہا۔

" گڈ شو مارشل ڈریلے۔ گڈ شو۔ پاکیشیا میں مشن مکمل کر کے تم نے واقعی ثابت کر دیا ہے کہ تم اسرائیل کی تمام ایجنسیوں کے ایجنٹوں سے زیادہ ذہین، طاقتور اور دلیر ہو۔ میں نے نہایت سوچ سمجھ کر اور نہایت غور و خوض کے بعد اس مشن کے لئے تمہارا انتخاب کیا تھا۔ تم اور تمہاری گریٹ ایجنسی کے سابقہ کارناموں کو

دیکھتے ہوئے ہی میں نے اس مشن کے لئے تمہیں چنا تھا۔ میں جانتا
تھا کہ اس مشن پر صرف اور صرف تم ہی کامیابی حاصل کر سکتے ہو
کیونکہ تم بہترین اور سپر ایجنٹ ہونے کے ساتھ ساتھ ماسٹر مائینڈ بھی
ہو۔ اس مشن میں کامیابی کے لئے مجھے کسی ماسٹر مائینڈ کی ہی
ضرورت تھی جو تم ہو۔ صرف تم"۔ سرجان نے کہا۔

" تھینک یو سر۔ آئی ایم رئیلی تھینک یو"۔ دوسری طرف سے
مارشل ڈریلے نے کہا۔

" اچھا یہ بتاؤ اس مشن میں تمہارے راستے میں کوئی رکاوٹ تو
نہیں آئی"۔ سرجان نے پوچھا۔

" رکاوٹ۔ کیسی رکاوٹ سر"۔ مارشل ڈریلے نے حیران ہوتے
ہوئے کہا جیسے وہ پرائم منسٹر کی بات نہ سمجھا ہو۔

" میرا مطلب ہے پاکیشیائی ایجنسیاں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس
نے تو تمہارے راستے میں آنے کی کوشش نہیں کی"۔ سرجان نے
کہا۔

" اوہ۔ نو سر۔ میں نے وہاں کھیل ہی ایسا کھیلا تھا کہ کسی کو
میری پاکیشیا آمد کی ہوا تک نہیں لگی تھی۔ میں نے اپنا تمام کام
خاموشی اور پلاننگ سے کیا تھا"۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

" تمہاری پلاننگ اور تمہارے کام کی تفصیل میں بعد میں سنوں
گا پہلے یہ بتاؤ سرداور کہاں ہے"۔ سرجان نے اس کی بات کاٹتے
ہوئے کہا۔

"سرداور ایکریمیا کی ریاست ثامیا میں پہنچ چکا ہے۔ آج رات کو
ہمارے آدمی اسے وہاں سے نکال لائیں گے"۔ مارشل ڈریلے نے کہا تو
سرجان چونک پڑا۔

"اوہ۔ کیا تم اسے اسرائیل میں لا رہے ہو"۔ سرجان نے جلدی
سے کہا۔

"یس سر"۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

"اوہ۔ ایسی غلطی مت کرنا مارشل ڈریلے۔ سرداور کو تم کسی
بھی صورت اسرائیل میں نہیں لاؤ گے"۔ سرجان نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب سر۔ اگر اسے اسرائیل نہیں لانا تو کہاں لے جانا
ہے"۔ مارشل ڈریلے نے چونکتے ہوئے اور حیران کن لہجے میں کہا۔

"پہلے بتاؤ وہ کہاں ہے اور کس پوزیشن میں ہے"۔ سرجان نے
کہا۔

"وہ ریاست ثامیا کے نواحی قبرستان میں موجود ایک ایکریمی مسٹر
ڈیوس کے تابوت میں ہیں سر"۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

"مسٹر ڈیوس کی قبر میں۔ کیا مطلب۔ کون مسٹر ڈیوس"۔
سرجان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مسٹر ڈیوس پاکیشیا میں ایکریمی سفارت خانے کے سیکنڈ
سیکرٹری تھے جنہیں ہم نے اپنے مفاد کے لئے ہلاک کیا تھا اور پھر ہم
نے سرداور کو انہی کے تابوت میں بند کر کے چھپا دیا تھا۔ اس طرح
ہم سرداور کو آسانی سے پاکیشیا سے نکال لانے میں کامیاب ہو گئے

تھے۔ اگر ہم ایسا نہ کرتے تو سرداور کو پاکیشیا سے نکال لانے میں
ہمیں بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا"۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔
"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ایکریمی فرسٹ سیکرٹری کو معلوم
ہے کہ تابوت میں مسٹر ڈیوس کی نہیں بلکہ سرداور کی ڈیڈ باڈی
ہے"۔ سرجان نے پریشانی کے عالم میں کہا۔
"نہیں سر۔ انہیں تو کیا وہاں کسی کو بھی اس بارے میں کوئی
بات معلوم نہیں ہے۔ میں نے وہاں اپنا تمام کام جامع منصوبہ
بندی سے کیا تھا۔ پاکیشیا سے ایکریمیا جو تابوت پہنچا تھا اسے مسٹر
ڈیوس کا ہی تابوت سمجھ کر لایا گیا تھا اور ایکریمیا کے حکومتی نمائندوں
نے اپنے طور پر ریاست ٹامیا میں مسٹر ڈیوس کو ہی دفن کیا ہے"۔
مارشل ڈریلے نے کہا۔
"اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا ایکریمیا میں اس تابوت کو چیک
نہیں کیا گیا تھا اور مسٹر ڈیوس کو دیکھنے کے لئے کیا اس تابوت کو
کھولا نہیں گیا تھا"۔ سرجان نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو دوسری
مارشل ڈریلے ہنس پڑا۔
"میں نے اس تابوت کو کھولنے اور چیک کرنے کی نوبت ہی
نہیں آنے دی تھی سر"۔ مارشل ڈریلے نے جواب دیتے ہوئے کہا
اس کے لہجے میں بے پناہ فخر تھا۔
"کیا مطلب"۔ سرجان نے کہا۔
"میں آپ کو تفصیل بتا دیتا ہوں سر۔ آپ خود ہی جان جائیں

گے کہ مارشل ڈریلے واقعی ماسٹر مائینڈ ہے۔ مارشل ڈریلے جو
پلاننگ کرتا ہے اس کی پلاننگ اس قدر بہترین اور عمدہ ہوتی ہے
کہ اس کی تہہ تک پہنچنا ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن"۔ مارشل ڈریلے
نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔
"ہونہہ۔ بتاؤ۔ کیا پلاننگ تھی تمہاری اور تم اپنے مشن میں
کیسے کامیاب ہوئے"۔ سرجان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ شاید
انہیں مارشل ڈریلے کا یہ فاخرانہ انداز ناگوار گزرا تھا۔ دوسری طرف
مارشل ڈریلے نے سرجان کو اپنے کامیاب مشن کی تفصیل بتانی
شروع کر دی جسے سنتے ہوئے سرجان کا چہرہ حیرت کی زیادتی سے بگڑتا
چلا گیا۔
"ویل ڈن مارشل ڈریلے۔ ویل ڈن۔ تمہاری پلاننگ واقعی بے
داغ اور انتہائی جاندار تھی۔ تم نے جس پلاننگ کے تحت کام کیا
ہے اور انتہائی آسانی سے سرداور کو وہاں سے نکالا ہے یہ واقعی تمہاری
ذہانت اور تمہاری کارکردگی کی بہترین مثال ہے۔ تمہاری اس
شاندار کامیابی پر میں اور پورے اسرائیل کے یہودی تمہیں خراج
تحسین پیش کرتے ہیں۔ تمہاری بے داغ اور انوکھی پلاننگ سے
میں واقعی بے حد متاثر ہوا ہوں۔ ویل ڈن۔ تمہاری اس کامیابی پر
میں تمہیں بے پناہ انعام دیا جائے گا اور تمہارا نام اسرائیل میں
سنہری حرفوں سے لکھا جائے گا"۔ سرجان نے مسرت بھرے لہجے میں
کہا۔

"تھینک یو۔ تھینک یو سر۔آپ کے یہ الفاظ میرے لئے کم اعزاز سے کم نہیں ہیں"۔ مارشل ڈریلے نے خوشی سے لرزتے ہوئے کہا۔

"مارشل ڈریلے"۔ سرجان نے کہا۔

"یس سر"۔ مارشل ڈریلے نے اور زیادہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ انعام اور اپنا نام سنہرے حرفوں میں لکھے جانے کا سن کر اس کا لہجہ ابھی تک لرز رہا تھا۔

"تم نے جو کام کیا ہے اس کا انعام تو بہر حال تمہیں ملے گا ہی۔ سرداور کو پاکیشیا سے لا کر تم نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس سے میں بہت خوش ہوا ہوں۔ اب تم ایک کام اور کرو۔ سرداور کو یہاں لانے کی بجائے تم ایکریمیا کی دوسری ریاست بوگونا میں لے جاؤ۔ بوگونا میں ایک کلب ہے واسٹن کلب۔ تم نے سرداور کو نہایت خاموشی اور راز داری سے واسٹن کلب کے مینجر کے سپرد کرنا ہے۔ اس کے بعد تمہارا کام ختم ہو جائے گا"۔ سرجان نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں یہ کام کر لوں گا"۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

"گڈ۔ اور سنو۔ سرداور کو واسٹن کے حوالے کر کے تم فوراً واپس آ جاؤ گے اور اس کی تم مجھے ذاتی طور پر رپورٹ دو گے"۔ سرجان نے کہا۔

"اوکے سر"۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

"گڈ"۔ سرجان نے کہا اور پھر اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ اس

...ں میں اس وقت تیز چمک تھی۔ وہ فون بند کر کے کسی ... خیالوں میں نظر آ رہے تھے۔ چند لمحے وہ سوچتے رہے اور پھر ...وں نے سرخ فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگے۔

"واسٹن کلب"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک ...وانی آواز سنائی دی۔

"ایس جے"۔ سرجان نے دبنگ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ سر آپ۔ ہولڈ آن کریں سر۔ میں بات کراتی ہوں"۔ ...ی طرف سے یکلخت بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور پھر ہلکی ...ں کلک کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ واسٹن"۔ دوسری طرف سے ایک بھاری مگر انتہائی ...بانہ آواز سنائی دی۔

"واسٹن۔ ایس جے بول رہا ہوں۔ میری بات دھیان سے سنو۔ مارشل ڈریلے نے پاکیشیا میں مشن مکمل کر لیا ہے۔ وہ سرداور کو لے کر ایکریمیا پہنچ گیا ہے۔ میں نے اسے ہدایات دی ہیں کہ وہ ...داور کو تمہارے حوالے کر دے۔ جیسے ہی سرداور تمہارے پاس پہنچے تم نے فوراً مارشل ڈریلے کو آف کر دینا ہے اور سرداور کو خفیہ طور پر ایکریمی ریاست پام ڈل پہنچانا ہے۔ پام ڈل میں ایک کلب ہے جسے ڈارک کلب کہا جاتا ہے۔ اس کلب کا مالک کیوسنگ ہے۔ تمہیں سرداور کو کیوسنگ کے حوالے کرنا ہے۔ اوکے"۔ سرجان نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ ہر کام راز داری سے ہونا چاہیئے"۔ سرجان نے کہا۔

"یس سر"۔ واسٹن نے کہا تو سرجان نے کریڈل پر ہاتھ رکھ کر فون کی ٹون کلیئر کی اور پھر ایک اور نمبر ملانے میں مصروف ہو گئے۔

"ڈارک کلب"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"ہارڈ مین کالنگ"۔ سرجان نے آواز بدل کر کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ میں کیوسنگ بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے فوراً مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کیوسنگ۔ تمہارے پاس واسٹن کلب کا مینجر واسٹن ایک آدمی کو لا رہا ہے۔ اس آدمی کا تعلق ایشیا سے ہے۔ تم نے اس آدمی کو وصول کرنے کے بعد واسٹن کو ہلاک کرنا ہے اور ایشیائی آدمی کو اس وقت تک اپنے پاس رکھنا ہے جب تک میں تمہیں دوسری ہدایات نہ دے دوں"۔ سرجان نے کہا۔

"اوکے باس"۔ کیوسنگ نے کہا۔

"اور سنو۔ اس ایشیائی کے بارے میں کسی کو ہوا تک نہیں لگنی چاہیئے اور واسٹن کی ہلاکت ضروری ہے۔ اسے اس انداز میں ہلاک کرنا کہ اس کی لاش کی کسی بھی طرح شناخت نہ ہو سکے"۔ سرجان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ کیوسنگ آپ کو شکایت کا موقع نہیں دے گا"۔ دوسری طرف سے کیوسنگ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سرجان نے اسے مزید چند ہدایات دے کر فون بند کر دیا۔ فون بند کر کے انہوں نے اس بار نیلے رنگ کا فون اٹھایا اور اسے قریب کر کے اس کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور نمبر پریس کرنے لگے۔

"یس"۔ دوسری طرف سے ایک کرخت اور انتہائی سرد آواز سنائی دی۔

"ماسٹر ڈکاسٹو سے بات کراؤ"۔ سرجان نے اس سے بھی زیادہ کرخت اور سرد لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو"۔ دوسری طرف سے کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"بگ ڈیول"۔ سرجان نے کہا۔

"اوہ۔ یس۔ یس سر۔ ہولڈ آن کریں سر۔ مم۔ میں بات کرتا ہوں"۔ بگ ڈیول کا نام سن کر دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"یس ماسٹر ڈکاسٹو سپیکنگ"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایسی آواز سنائی دی جیسے شیر غرا رہا ہو۔

"بگ ڈیول"۔ سرجان نے کہا۔

"یس باس۔ حکم باس"۔ ماسٹر ڈکاسٹو نے آواز پہچان کر مؤدبانہ لہجے میں کہا لیکن اس کی آواز میں بدستور غراہٹ کا عنصر تھا۔

"ڈکاسٹو۔ ایک ایشیائی سائنس دان کو سپیشل ایجنٹ اغوا کر کے

اکریمیا لایا ہے ۔ اس ایشیائی سائنس دان کا نام سرداور ہے ۔ ایک
روز میں سرداور پام ڈل کے ڈارک کلب میں کیوسنگ کے پاس پ
جائے گا ۔ تم نے سرداور کے وہاں پہنچتے ہی سرداور کو وہاں سے اغ
کرنا ہے اور کیوسنگ کو اور اس کے ڈارک کلب کو مکمل طور پر خ
کرنا ہے ۔ وہاں ایسی تباہی ہونی چاہئے کہ کسی کو سرداور ا
کیوسنگ کا نشان بھی نہ مل سکے ۔ اس کے بعد تمہیں سرداور کو ۔
کر کہاں جانا ہے یہ تمہیں پہلے سے ہی معلوم ہے "۔ سرجان نے کہا۔
" یس باس "۔ دوسری طرف سے ماسٹر ڈکاسٹو نے مؤدبانہ لہجے میں
کہا۔

" سرداور کو اس کی اصل جگہ پہنچا کر تم نے مجھے فوراً اطلاع دی
ہے اور اس جگہ حفاظت کی مکمل ذمہ داری تمہاری اور تمہاری تنظ
ریڈ ماسٹرز کی ہو گی "۔ سرجان نے سرد لہجے میں کہا۔
" یس سر ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ میں اس جگہ کا چارج لے کر وہاں
حفاظتی انتظامات اس قدر سخت کر دوں گا کہ میری اجازت کے بغ
وہاں ایک مکھی بھی داخل نہیں ہو سکے گی "۔ ماسٹر ڈکاسٹو نے اعتم
بھرے لہجے میں کہا۔
" گڈ ۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں پر پورا اعتماد ہے ۔ اوکے ۔ وش ی
گڈ لک "۔ سرجان نے کہا اور پھر انہوں نے دوسری طرف کا جواب
سنے بغیر فون بند کر دیا اور کرسی کی پشت سے یوں سر ٹکا کر بیٹھ گے
جیسے میلوں دوڑ لگا کر وہ بری طرح سے تھک گئے ہوں ۔ ان کے

چہرے پر گہرا اطمینان جھلک رہا تھا جیسے وہ اپنے ان تمام انتظامات
سے پوری طرح سے مطمئن ہوں ۔
ذہن میں ۔ اول تو مارشل ڈریلے نے جس انداز میں کام کیا ہے
اس سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پتہ ہی نہیں چلے گا کہ ان کے ملک
کے سائنس دان کو اغوا کر لیا گیا ہے ۔ وہ یہی سمجھتے رہیں گے کہ ان
کا سائنس دان ہلاک ہو چکا ہے اور وہ ہزاروں من مٹی تلے دفن ہے
اس لئے وہ یہاں کا رخ نہیں کریں گے اور اگر کسی طرح ان کو علم
ہو بھی گیا کہ ان کا سائنس دان ہلاک نہیں ہوا تب بھی وہ یہ کبھی
نہیں جان سکیں گے کہ ان کا سائنس دان کہاں ہے اور اسے کس
نے اغوا کیا ہے ۔ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس سر کھپاتی رہ جائے
گی ۔ سرجان نے خود کلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ ان کے
چہرے پر خوشی کے ساتھ ساتھ فتح مندی کی بھی چمک تھی جیسے انہوں
نے عالم اسلام کے خلاف بہت بڑا معرکہ مار لیا ہو ۔

عمران کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر اس کی گالوں تک آ گئے تھے ۔
اس کے سامنے بلیک زیرو بھی افسردہ سی صورت بنائے بیٹھا تھا ۔
عمران کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وہ بھی آبدیدہ ہو گیا تھا۔

" سرداور کی ہلاکت پوری قوم کے لئے المیہ ہے عمران صاحب ۔
پوری قوم ان کی ہلاکت پر سوگوار ہے ۔ سرداور جیست عظیم ہستی کی
ہلاکت سے پاکیشیا کا عظیم سرمایہ چھن گیا ہے اور سائنس کی دنیا میں
ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جو کسی بھی صورت پر نہیں ہو سکتا ۔
ایسے عظیم اور محب الوطن انسان صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں"۔
بلیک زیرو نے غمگین لہجے میں کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ
لئے ۔

" یہ سب ہوا کیسے ۔ کیا ہوا تھا انہیں"۔ عمران نے کہا ۔ اس کی
آواز میں کرب اور دکھ تھا ۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ایئرپورٹ سے اپنے

ساتھیوں کے ساتھ پاکیشیا پہنچا تھا ۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ
افغانستان میں ایک مشن پر گیا ہوا تھا اور ابھی لوٹا ہی تھا ۔ عمران نے
تمام ساتھیوں کو اپنے اپنے فلیٹوں میں جانے کی ہدایات دیں اور خود
دانش منزل آ گیا جہاں آتے ہی بلیک زیرو نے اسے سرداور کی ہلاکت
کی خبر سنا دی ۔ عمران پر یہ خبر بجلی بن کر گری اور اس کی آنکھوں کے
سامنے اندھیرا سا چھا تھا۔

سرداور ملک کے عظیم اور محب الوطن سائنس دان تو تھے ہی مگر
وہ عمران کے لئے بے حد مقدم مقام رکھتے تھے ۔ وہ عمران کے استاد،
اس کے بزرگ اور اس کے سب کچھ تھے جن کی وہ دل و جان سے
عزت کرتا تھا ۔ سرداور جیسے شفیق اور مہربان انسان عمران کو بھی
اپنا بیٹا سمجھتے تھے ۔ عمران نے ان سے بہت کچھ سیکھا تھا اور انہیں
اپنے باپ جیسا درجہ دیتا تھا ۔ انہی سرداور کی اچانک اور ناگہانی
موت کا سن کر عمران جیسا انسان بھی ہل کر رہ گیا تھا ۔ اسے یوں
محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے سر پر سے شفیق اور مہربان بزرگ کا
سایہ اٹھ گیا ہو اور عمران نے بے اختیار اپنا سر پکڑ لیا تھا اور اس کی
آنکھوں سے آنسو امنڈ آئے تھے ۔

" عمران صاحب ۔ سرداور پوری طرح نارمل اور صحت مند تھے ۔
وہ دو روز قبل لیبارٹری سے اپنے کسی نجی کام کے لئے اپنی رہائش گاہ
آئے تھے ۔ سیکورٹی کے طور پر سپیشل لیبارٹری سے سپرنٹنڈنٹ
عباس بھی ان کے ساتھ ان کی رہائش گاہ میں آ گئے تھے ۔ ان کی

رہائش گاہ میں مسلح سیکورٹی گارڈز کے علاوہ ان کے ذاتی دو ملازم بھی تھے۔ ان سب کے بیان کے مطابق سرداور نے رات اپنی رہائش گاہ میں گزارنے کا پروگرام بنایا تھا۔

ان کے اہل خانہ ان دنوں چھٹیاں منانے کے لئے ہل اسٹیشن گئے ہوئے تھے۔ سرداور رات دیر تک چند سائنسی کتابیں پڑھتے رہے تھے۔ رات کے تقریباً دو بجے ان کے ذاتی ملازم کریمو بابا نے انہیں دودھ پلایا تھا۔ اس کے تقریباً ایک گھنٹے بعد یعنی رات کے تین بجے اچانک گارڈز نے سرداور کے کمرے سے ان کی تیز اور کربناک چیخیں سنی۔ ان کی چیخیں سن کر گارڈز بوکھلا کر ان کے کمرے میں چلے گئے۔

سرداور کے کمرے کا دروازہ بند ضرور تھا مگر لاک نہیں تھا۔ گارڈز جب کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے سرداور کو بیڈ سے نیچے گرے بری طرح سے تڑپتا پایا۔ سرداور کا رنگ سرخ ہو رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ان کے جسم کا سارا خون سمٹ کر ان کی کھال میں آ گیا ہو۔ یہی نہیں سرداور کے جسم پر براؤن رنگ کے بڑے بڑے آبلے نمودار ہو رہے تھے اور ان آبلوں کی ہی وجہ سے سرداور کی بری حالت ہو رہی تھی۔

ان کی یہ حالت دیکھ کر کوٹھی میں جیسے بھونچال سا آ گیا۔ سپرنٹنڈنٹ عباس نے سرداور کو سنبھالنا چاہا مگر ان کی حالت بری سے بری ہوتی جا رہی تھی۔ ان کے جسم پر موجود آبلوں نے پھوٹنا شروع کر دیا تھا۔ آبلوں سے زرد اور براؤن رنگ کا مواد نکلا تو ہر

طرف تیز اور انتہائی ناگوار بدبو پھیل گئی جس کی وجہ سے کسی کا ان کے کمرے میں ٹھہرنا محال ہو رہا تھا لیکن اس کے باوجود سپرنٹنڈنٹ عباس اور ان کے ساتھیوں نے سرداور کو فوری طور پر ملٹری ہسپتال لے جانے کا انتظام کیا لیکن سرداور نے ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی دم توڑ دیا تھا۔

ملٹری ہسپتال میں موجود ڈاکٹرز نے ان کی موت کی تصدیق کی تو ہسپتال میں طوفان سا آ گیا۔ فوری طور پر صدر مملکت، وزیراعظم اور حکومتی اہلکاروں کو ان کی ہلاکت کی اطلاع دے دی گئی۔ ہلاک ہونے کے باوجود سرداور کے جسم پر آبلے بن اور پھوٹ رہے تھے اور ہسپتال میں اس قدر تعفن پیدا ہو رہا تھا جس کی وجہ سے ان کا جسم گلتا جا رہا تھا۔ چنانچہ اعلیٰ حکام کے فیصلے کے تحت سپرنٹنڈنٹ عباس نے فوری طور پر سرداور کے لئے ایک تابوت حاصل کیا اور انہیں اس تابوت میں بند کر دیا گیا۔

چونکہ سرداور کا جسم مسلسل خراب ہو رہا تھا اس لئے ڈاکٹروں نے ان کا پوسٹ مارٹم نہیں کیا تھا۔ البتہ انہوں نے سرداور کے خون اور سکن کے نمونوں کے ساتھ ان آبلوں سے نکلنے والے مواد کا نمونہ بھی لے لیا تھا۔ سرداور کو تابوت میں ڈال کر ان کی رہائش گاہ میں لایا گیا۔

صدر مملکت اور وزیراعظم صاحب سرداور کی موت کی خبر کو چھپانا چاہتے تھے مگر سرداور کی ہلاکت کی خبر ہر طرف جنگل کی آگ کی

طرح پھیل گئی تھی۔ رہی سہی کسر میڈیا والوں نے پوری کر دی۔ اس طرح سرداور کی ہلاکت کی خبر کسی بھی طرح چھپی نہیں رہ سکی۔ سرداور کے عزیز و اقارب ان کی ہلاکت کا سن کر فوراً ہی واپس آ گئے تھے اور پھر صدر مملکت، وزیراعظم اور حکومت کے اعلیٰ عہدے داروں اور ہزاروں سوگواروں کے درمیان سرداور کو ان کے آبائی گاؤں میں سپرد خاک کر دیا گیا"۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے سرداور طبعی موت نہیں مرے بلکہ انہیں ہلاک کیا گیا ہے"۔ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں۔ سرداور کے ہلاک ہونے کے بعد سب سے پہلے کریمو بابا اور پھر سرداور کو دفنانے کے بعد سپرنٹنڈنٹ عباس بھی غائب ہو گئے تھے"۔ بلیک زیرو نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران چونک پڑا۔

" کریمو بابا۔ سپرنٹنڈنٹ عباس"۔ عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

" جی ہاں۔ رات کو سرداور کو کریمو بابا نے دودھ کا گلاس لا کر دیا تھا جس کے بعد سرداور کی حالت خراب ہو گئی تھی۔ اس کے بعد کریمو بابا خاموشی سے وہاں سے نکل گیا تھا جبکہ سرداور کی تدفین کے وقت صدر مملکت نے اس معاملے کا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل آصف کو حکم دیا تھا کہ وہ سرداور کی

رہائش گاہ میں موجود تمام افراد کو حراست میں لے لیں۔ چنانچہ کرنل آصف نے فوراً کارروائی کرتے ہوئے سپرنٹنڈنٹ عباس کو حراست میں لے لیا تھا اور پھر وہ اسے ملٹری ٹرک میں پوچھ گچھ کے لئے ملٹری ہیڈ کوارٹر لے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک مسلح گروپ نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ ان سب کو ہلاک کر کے سپرنٹنڈنٹ عباس کو لے کر وہاں سے فرار ہو گئے جس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ سرداور کی ہلاکت میں کریمو بابا اور سپرنٹنڈنٹ عباس کا ہاتھ تھا۔ بہرحال انٹیلی جنس ان دونوں کو تلاش کر رہی ہے۔ ان دونوں کے فرار سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ ان دونوں نے ہی سرداور کو ہلاک کیا ہے۔ کریمو بابا نے سرداور کو جو دودھ پلایا تھا اس میں یقیناً اس نے کوئی خطرناک زہر ملا دیا تھا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ہونہہ۔ کیا دودھ کے اس گلاس کو لیبارٹری میں بھجوایا گیا تھا"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں۔ لیبارٹری سے رپورٹ بھی آ گئی ہے۔ دودھ میں ریڈ سپارگو زہر کی مقدار موجود تھی"۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ریڈ سپارگو۔ اوہ۔ یہ زہر تو افریقہ کے گھنے جنگلوں میں پائے جانے والے سرخ چیونٹوں میں ہوتا ہے"۔ عمران نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں۔ لیبارٹری رپورٹ کے مطابق دودھ میں ریڈ سپارگو کی

بہت کم مقدار تھی ۔یہی وجہ ہے کہ اس زہر نے سرداور پر تقریباً ایک گھنٹے بعد اثر دکھایا تھا ۔ رپورٹ کے مطابق اگر اس زہر کی اتنی ہی مقدار اور ہوتی تو سرداور کا جسم چند ہی لمحوں میں گل سڑ جاتا"۔ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ملٹری انٹیلی جنس تو یقیناً اپنا کام کر رہی ہو گی ۔اس سلسلے میں تم نے کیا کیا ہے"۔ عمران نے بلیک زیرو کی جانب تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" میں نے سرداور کی رہائش گاہ کا تفصیلی جائزہ لیا تھا عمران صاحب ۔ سرداور کی رہائش گاہ کے گٹروں میں مجھے دو انسانوں کی لاشوں کے ٹکڑے ملے تھے جن کو میں نے نکلوایا اور پھر جب ان ٹکڑوں کا معائنہ کرایا گیا تو یہ بات سامنے آگئی کہ وہ لاشیں سرداور کے پرانے اور وفادار ملازم کریمو بابا اور اصل سپرنٹنڈنٹ عباس کی ہی تھیں ۔ ان دونوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشوں کے ٹکڑے گٹروں میں بہا دیئے گئے تھے اور ان کی جگہ دو مجرموں نے سنبھال لی تھی ۔ میں نے کریمو بابا کے کمرے کی بھی تلاشی لی تھی مگر مجھے وہاں ایسا کوئی ثبوت اور سراغ نہیں ملا جس سے ان دونوں مجرموں کی اصلیت ظاہر ہو سکتی ۔ بہر حال میں نے آپ کے ساتھی کیپٹن حمزہ اور اس کے ساتھیوں کو متحرک کر دیا ہے ۔وہ زیر زمین دنیا میں سن گن لے رہے ہیں ۔ جلد یا بدیر سرداور کے قاتلوں کا کوئی نہ کوئی سراغ مل جائے گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ہونہہ ۔ اگر سرداور کے قتل میں کریمو بابا کے ساتھ سپرنٹنڈنٹ عباس کا بھی ہاتھ تھا تو وہ سرداور کو ملٹری ہسپتال کیوں لے گیا تھا ۔وہ اپنا کام کر چکا تھا ۔اسے تو وہاں سے نکل جانا چاہئے تھا بلکہ تم بتا رہے ہو کہ وہ تدفین کے آخری مرحلے تک وہیں موجود تھا ۔ عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میں بھی اس پوائنٹ پر سوچ رہا ہوں ۔ سپرنٹنڈنٹ عباس کے پاس وہاں سے فرار ہونے کے بے حد چانس تھے مگر وہ اس وقت غائب ہوا تھا جب صدر مملکت نے اسے اور اس کے تمام ساتھیوں کو حراست میں لینے کا حکم دیا تھا"۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ ۔ مجھے دال میں کچھ کالا معلوم ہو رہا ہے"۔ عمران نے کہا اس کے چہرے پر سوچ و تفکر کے تاثرات نمایاں تھے ۔ وہ خاصا الجھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

" دال میں کالا ۔ میں سمجھا نہیں"۔ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

" حیرت ہے ۔ اگر کریمو بابا اور سپرنٹنڈنٹ عباس کا مقصد صرف سرداور کو ہلاک کرنے کا ہی تھا تو انہیں سرداور کو ریڈ سپار کو زہر دینے کی کیا ضرورت تھی ۔ کریمو بابا کے بھیس میں مجرم سرداور کے کمرے میں چلا گیا تھا تو وہ انہیں کسی اور طریقے سے بھی تو ہلاک کر سکتا تھا"۔ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا ۔ اس کا انداز ایسا تھا

جیسے اس نے بلیک زیرو کی بات سنی ہی نہ ہو۔

"اوہ ہاں۔ اس پوائنٹ پر تو میں نے سوچا ہی نہیں"۔ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تم سوچ بھی کیا سکتے ہو اور تمہیں سوچنے کی ضرورت ہی کیا ہے ملک ایک عظیم سرمائے سے محروم ہو گیا ہے اور تم۔ ہونہہ"۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

عمران چند لمحے سوچ میں ڈوبا رہا اور پھر اس کی نظر سامنے پڑے ہوئے اخبار پر پڑی۔ اس نے اخبار اٹھایا اور کھول کر اسے دیکھنے لگا۔ اخبار سرداور کے پراسرار قتل کی خبروں سے بھرا ہوا تھا۔ ملک کی اس قدر نامور ہستی کے قتل کو میڈیا نے بہت اچھالا تھا اور حکومت کو خوب لتاڑا تھا کہ حکومت ایک نامور اور عظیم شخصیت کی حفاظت نہیں کر سکتی تو وہ پاکیشیا کے عام انسانوں کی حفاظت کیا کرے گی خبروں میں وہی تمام باتیں تھیں جو بلیک زیرو عمران کو بتا چکا تھا۔

ایک کونے میں ایک اور خبر بھی چھپی تھی۔ عمران کی نظریں اس خبر پر جم گئیں۔ اس خبر میں ایکریمیا کے سفارت خانے میں موجود ایک ایکریمی اہلکار کی ہلاکت کی خبر تھی جو ہارٹ اٹیک کا شکار ہو کر ہلاک ہو گیا تھا۔ وہ سفارت خانے کا سیکنڈ سیکرٹری تھا جسے ہارٹ اٹیک ہوتے ہی فوری طور پر ملٹری ہسپتال لے جایا گیا تھا مگر جانبر نہ ہو سکا تھا۔

اس ایکریمی کی لاش کو چونکہ ایکریمیا لے جایا جانا تھا اس لئے اسے ملٹری ہسپتال میں ہی ایک تابوت میں بند کر دیا گیا تھا اور [illegible]ول کی کارروائی کے بعد تابوت فرسٹ سیکرٹری مسٹر وینڈی ہال کے حوالے کر دیا گیا تھا جو اپنے نائب کے تابوت کو لے کر خود ایکریمیا کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ عمران نے سرسری انداز میں اس خبر کو پڑھا اور پھر وہ اخبار کی دوسری خبریں دیکھنے میں مصروف ہو گیا اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ایکسٹو"۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔ اس نے ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا۔

"کیپٹن حمزہ بول رہا ہوں چیف"۔ دوسری طرف سے کیپٹن حمزہ کی آواز سنائی دی تو کیپٹن حمزہ کی آواز سن کر عمران بھی بے اختیار چونک پڑا۔

عمران نے کیپٹن حمزہ کو ہدایات دے رکھی تھیں کہ اس کی غیر موجودگی میں وہ زیر زمین دنیا میں ہونے والی کارروائیوں کی رپورٹ سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو دے سکتا ہے۔ اس کے لئے عمران نے کیپٹن حمزہ کو ایکسٹو کی ہدایات پر عمل کرنے کا بھی سختی سے حکم دے رکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کیپٹن حمزہ بھی سیکرٹ سروس کے ممبران کی طرح ایکسٹو کو چیف ہی کہتا تھا۔

"یس کیپٹن حمزہ۔ کوئی خاص بات معلوم ہوئی ہے"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"یس چیف۔ ایک بے حد اہم بات معلوم ہوئی ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے جلدی سے کہا۔

"کون سی بات معلوم ہوئی ہے"۔ ایکسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

"چیف۔ سرداور"۔ ابھی کیپٹن حمزہ نے اتنا ہی کہا تھا کہ اس لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی لائن بے جان ہو گئی۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے کیپٹن حمزہ کے اس ٹیلی فون سیٹ پر گولی چلا کر اسے تباہ کر دیا ہو جس پر وہ بات کر رہا تھا۔ دھماکے کی آواز سن کر بلیک زیرو اور عمران بری طرح اچھل پڑے تھے۔

"یہ کیا ہوا۔ کیپٹن حمزہ سرداور کے بارے میں کیا کہنا چاہتا تھا"۔ عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"پتہ نہیں"۔ بلیک زیرو نے بھی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیپٹن حمزہ خطرے میں ہے۔ فوراً ایکس وائی تھری مشین آن کرو۔ معلوم کرو کیپٹن حمزہ کس نمبر سے اور کہاں سے بات کر رہا تھا"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا تو بلیک زیرو تیزی سے کرسی سے اٹھا اور ایک مشین کی طرف بڑھ گیا۔

دھماکے کی آواز سن کر عمران کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا بن گیا تھا۔ کیپٹن حمزہ نجانے کس پوزیشن میں تھا اور کہاں سے فون کر رہا تھا۔ اس نے سرداور کا نام لیا تھا۔ سرداور کے حوالے سے ایکسٹو کو کیا بتانا چاہتا تھا۔ سرداور کا نام لیتے ہوئے اس کے لہجے

بے پناہ جوش تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ ایکسٹو کو مزید کچھ بتاتا دھماکہ ہوا اور ٹیلی فون کی لائن ہی بے جان ہو گئی تھی جس کا مطلب تھا کہ وہ جس جگہ سے فون کر رہا تھا مجرم اس کے نزدیک ہی کہیں موجود تھے۔ انہوں نے شاید کیپٹن حمزہ کو فون کرتے دیکھ لیا تھا۔

اس سے پہلے کہ کیپٹن حمزہ کچھ بتاتا ان مجرموں نے گولی چلا کر ٹیلی فون سیٹ تباہ کر دیا ہو گا۔ کیا مجرموں نے صرف ٹیلی فون سیٹ پر ہی گولی چلائی ہو گی یا۔ اس کے آگے سوچ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ کیپٹن حمزہ نے سرداور کے قاتلوں کے بارے میں کوئی اہم بات معلوم کر لی تھی مگر وہ کیا بات ہو سکتی تھی۔

"سوری عمران صاحب۔ کیپٹن حمزہ کسی سیٹلائٹ فون سے بات کر رہا تھا۔ مشین اس نمبر کو ٹریس نہیں کر رہی"۔ بلیک زیرو نے کہا جو ایک مشین کو مسلسل آپریٹ کر رہا تھا۔ عمران نے چونک کر مشین پر لگی سکرین کو دیکھا جس پر نو نمبر نو لوکیشن کے الفاظ چمک رہے تھے۔

"ہونہہ۔ میں نے کہا تھا ناں کہ دال میں کچھ کالا ہے اور یہ کالا کہاں ہے یہ اب مجھے خود ہی تلاش کرنا ہو گا"۔ عمران نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا اور کرسی سے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ بلیک زیرو اس سے کچھ کہتا عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آپریشنل روم سے نکلتا چلا گیا۔

کیپٹن حمزہ نے اپنی کار گولڈن بار کی پارکنگ میں روکی اور کار
انجن بند کر کے دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اس وقت کیپٹن حمزہ نے
ایک خطرناک غنڈے کا میک اپ کر رکھا تھا۔ اس کا چہرہ زخموں
سے بھرا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور اس کے چہرے پر
گھنی مونچھیں تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ انتہائی درندہ صفت او
چھٹا ہوا بدمعاش ہو۔ اس نے زرد رنگ کی قمیض اور سرخ رنگ کی
پتلون پہن رکھی تھی۔ کرختگی جیسے اس کے چہرے پر ثبت نظر آ رہی
تھی۔

ایکسٹو نے اسے سرداور کی ہلاکت کے سلسلے میں زیر زمین دنیا
میں چھان بین کرنے کی ہدایات دی تھیں جس کے لئے کیپٹن حمزہ
مختلف روپ اپنا کر کلبوں، باروں اور ان تمام جگہوں پر جہاں ملکی او
غیر ملکی مجرموں کی موجودگی کا امکان تھا چھان بین کر رہا تھا۔ اب

وہ بے شمار جگہوں پر جا چکا تھا لیکن ابھی تک اسے ایسا کوئی کلیو
نہیں ملا تھا جس سے اسے معلوم ہوتا کہ سرداور کی ہلاکت میں کس کا
ہاتھ ہو سکتا تھا۔

ایکسٹو نے سرداور کے قاتلوں کے سلسلے میں کریمو بابا اور
سر [illegible] عباس کے تفصیلی حلیئے بتا دیئے تھے لیکن وہ چونکہ میک
اپ میں تھے اس لئے کیپٹن حمزہ کو ان کی تلاش میں مشکل پیش آ
رہی تھی۔ گولڈن بار کا مینجر ہیری تھا جس کے بارے میں کہا جاتا تھا
کہ وہ بار کی آڑ میں ہر طرح کے غیر قانونی دھندوں میں ملوث رہتا تھا
اس کے بار میں زیادہ تر غیر ملکی پائے جاتے تھے جو بظاہر تو وہاں
شراب پینے اور بڑے پیمانے پر جوا کھیلنے کے لئے آتے تھے مگر کیپٹن
حمزہ کو اس کے بارے میں خبر ملی تھی کہ وہ غیر ملکی مجرموں کو ہر
طرح کا اسلحہ اور دوسری سہولیات بھی فراہم کرتا ہے اور غیر ملکی
مجرموں کی پشت پناہی میں عموماً اس کا ہاتھ ہوتا تھا۔

ہیری یہ تمام کام نہایت خفیہ اور رازداری سے کرتا تھا۔ یہی
وجہ تھی کہ آج تک پولیس اور انٹیلی جنس اس کے خلاف کوئی
ثبوت حاصل نہ کر سکی تھی اور ہیری ان کے شک کے زمرے میں
آنے کے باوجود صاف طور پر بچ نکلتا تھا۔

شروع شروع میں کیپٹن حمزہ نے بھی اس کے خلاف کارروائی
کرتے ہوئے اس کے بارے میں خفیہ رپورٹس حاصل کی تھیں لیکن
اس کو ملنے والی رپورٹس کے مطابق ہیری ایک عام اور بے ضرر سا

انسان تھا جس کے ہاتھ بڑے جرائم سے صاف تھے۔ اس کے پاس
شراب اور غیر ملکیوں کو جوا کھلانے کا باقاعدہ لائسنس تھا جس کی وجہ
سے کیپٹن حمزہ نے اس پر توجہ نہ دی تھی لیکن اب جب وہ ایکسٹو
کے احکامات کی تعمیل کر رہا تھا تو اس نے دوسروں کے ساتھ ساتھ
ایک بار پھر ہیری کو بھرپور انداز میں چیک کرنے کا پروگرام بنا لیا
تھا۔

چنانچہ وہ ایک خطرناک غنڈے کے روپ میں اس بار میں آگیا۔
کار پارکنگ میں چھوڑ کر وہ سیدھا بار کے داخلی دروازے کی طرف
بڑھ گیا جہاں ایک خطرناک غنڈہ دربان کے روپ میں مستعد کھڑا
تھا۔ کیپٹن حمزہ کی شکل دیکھ کر اس غنڈے کے چہرے پر قدرے
خوف ابھر آیا تھا۔ کیپٹن حمزہ کا میک اپ ایسا تھا جس کی وجہ سے
اسے اچھا بھلا انسان دیکھ کر گھبرا جاتا تھا۔

کیپٹن حمزہ اس غنڈے کو نظرانداز کرتا ہوا دروازے کے قریب
آیا اور دروازہ کھول کر بڑے اطمینان سے ایک بڑے ہال میں داخل
ہو گیا۔ ہال کسی بڑے ریستوران کی طرز پر بنا ہوا تھا جہاں ہر طرف
میزیں اور کرسیاں پڑی تھیں۔ اس وقت ہال تقریباً خالی نظر آ رہا تھا
چند ایک میزوں پر اکا دکا غیر ملکی بیٹھے شراب نوشی کر رہے تھے۔ ایک
طرف بار کا بڑا سا کاؤنٹر بنا ہوا تھا جہاں ایک بدصورت غنڈہ کاؤنٹر
مین کے طور پر موجود تھا۔

کیپٹن حمزہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اسے اپنی طرف

آتا دیکھ کر کاؤنٹر مین غور سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ کیپٹن حمزہ کی
خوفناک شکل دیکھ کر اس کے چہرے پر بھی سنسنی کے آثار نمایاں ہو
گئے تھے۔ کاؤنٹر کے قریب چار غنڈہ ٹائپ ویٹر بھی موجود تھے جن کی
جیبیں پھولی ہوئی تھیں جن سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ مسلح ہیں۔

"یس"۔ کاؤنٹر مین نے کیپٹن حمزہ کی طرف دیکھ کر قدرے
خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے ہیری سے ملنا ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے اس کی آنکھوں میں
آنکھیں ڈالتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ہیری۔ تمہارا مطلب ہے مینجر۔ تم مینجر صاحب سے ملنا چاہتے
ہو"۔ کاؤنٹر مین نے چونک کر کہا۔

"ہاں"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

"تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ میں نے پہلے تو تمہیں کبھی
نہیں دیکھا"۔ کاؤنٹر مین نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں ویسٹرن کارمن سے آیا ہوں۔ میرا نام ڈریگن ہے۔ بلیو
ڈریگن"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

"بب۔ بلیو ڈریگن۔ آ۔ آپ۔ بلیو ڈریگن ہیں"۔ بلیو ڈریگن کا
نام سن کر اس غنڈے کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو گیا تھا اور اس
کے چہرے پر اس قدر خوف طاری ہو گیا تھا جیسے اس نے بھوت دیکھ
لیا ہو۔

"ہاں۔ میں بلیو ڈریگن ہوں۔ بتاؤ۔ کہاں ہے ہیری۔ میرا اس

سے ملنا بے حد ضروری ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے اپنا لہجہ اور زیادہ سخ
کرتے ہوئے کہا۔

بلیو ڈریگن ویسٹرن کارمن کا ایک سفاک، بے رحم اور جا
صفت مجرم تھا جس نے ویسٹرن کارمن میں جرائم کی دنیا میں۔
پناہ نام پیدا کر رکھا تھا۔

"ایک منٹ۔ مم۔ میں باس سے بات کرتا ہوں"۔ کاؤنٹر مین
نے اس کی جانب خوفزدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے ہکلا کر کہا اور اس
نے کاؤنٹر کی سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کو اپنی جانب کھسکایا اور اس
رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے نمبر پریس کرنے لگا۔ کیپٹن حمز
نے ان نمبروں کو فوراً ذہن نشین کر لیا تھا۔

"باس سے بات کراؤ میں روکی بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف
رابطہ ملتے ہی کاؤنٹر مین نے جلدی سے کہا۔ وہ چند لمحے انتظار کرتا ر
شاید اسے انتظار کرنے کو کہا گیا تھا۔

"یس باس"۔ میں بار سے روکی بول رہا ہوں۔ باس ایک
صاحب آئے ہیں اور وہ اپنا نام بلیو ڈریگن بتا رہے ہیں اور وہ آپ سے
ملنا چاہتے ہیں باس"۔ کاؤنٹر مین نے جس کی نام روکی تھا جلدی جلدی
کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سننے لگا۔

"یس باس۔ میں بات کراتا ہوں"۔ روکی نے کہا اور پھر اس نے
رسیور کیپٹن حمزہ کی طرف بڑھا دیا۔

"لو باس سے بات کرو"۔ روکی نے کہا۔ کیپٹن حمزہ نے اثبات

میں سر ہلایا اور اس کے ہاتھ سے رسیور لے کر کان سے لگا لیا۔

"یس۔ بلیو ڈریگن سپیکنگ"۔ کیپٹن حمزہ نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہیری بول رہا ہوں۔ کون ہو تم اور مجھ سے کیوں ملنا چاہتے
ہو"۔ دوسری طرف سے ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

"مسٹر ہیری۔ میں ویسٹرن کارمن سے خاص طور پر تم سے ملنے
آیا ہوں۔ میں تم سے ایک ڈیل کرنا چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں
تم سے ملنا بہت ضروری ہے۔ کہاں ہو تم"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

"کیسی ڈیل"۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"سوری۔ ڈیل کے بارے میں تمہیں فون پر نہیں بتا سکتا"۔
کیپٹن حمزہ نے کرختگی سے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ رسیور روکی کو دو"۔ دوسری طرف سے کہا گیا
تو کیپٹن حمزہ نے سر ہلا کر رسیور روکی کو دے دیا۔

"یس باس"۔ روکی نے رسیور لے کر مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر
دوسری طرف کی باتیں سننے لگا پھر اس نے یس باس یس باس کہتے
ہوئے فون بند کر دیا۔

"سلاٹر"۔ روکی نے قریب کھڑے ایک غنڈے نما ویٹر سے
مخاطب ہو کر کہا۔

"یس"۔ سلاٹر نے کاؤنٹر کے قریب آ کر کہا۔

"انہیں سپیشل روم میں لے جاؤ۔ باس ان سے ملنا چاہتے ہیں"۔
روکی نے کہا۔

"اوکے۔ آئیں مسٹر"۔ سلاٹر نے کہا تو کیپٹن حمزہ سر ہلا کر اس کی طرف بڑھ گیا اور پھر وہ دونوں ہال سے گزر کر ایک چھوٹی سی راہداری میں آ گئے جہاں ایک اور بڑا ہال نظر آ رہا تھا۔ سلاٹر کیپٹن حمزہ کو ہال کی طرف لے جانے کی بجائے راہداری میں دائیں طرف مڑ گیا۔ سامنے ایک چھوٹا سا گول کمرہ نظر آ رہا تھا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ کمرہ خالی تھا۔ سلاٹر کیپٹن حمزہ کو اس کمرے میں لے آیا۔ کمرے میں داخل ہو کر اس کی ساخت دیکھ کر کیپٹن حمزہ سمجھ گیا تھا کہ وہ ایک جدید طرز کی لفٹ ہے۔ جیسے ہی کیپٹن حمزہ لفٹ میں آیا سلاٹر نے سائیڈ کی دیوار پر لگے ہوئے کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے لفٹ حرکت میں آئی اور اوپر یا نیچے جانے کی بجائے دائیں طرف گھوم گئی۔ لفٹ گھوم کر دوسری طرف سپاٹ دیوار کی طرف رک گئی تھی۔ اسی لمحے لفٹ کو خفیف سا جھٹکا لگا اور وہ نیچے جانے لگی۔ پھر لفٹ کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور لفٹ رک گئی۔ کیپٹن حمزہ کے سامنے ایک کھلا ہوا دروازہ آ گیا۔ سامنے بھی ایک راہداری تھی۔

"آؤ مسٹر"۔ سلاٹر نے کیپٹن حمزہ سے مخاطب ہو کر کہا اور لفٹ سے باہر آ گیا۔ کیپٹن حمزہ بھی اس کے پیچھے لفٹ سے باہر نکل آیا۔ راہداری میں دائیں بائیں بے شمار کمرے تھے جن کے دروازے بند تھے۔ راہداری بالکل خالی تھی۔ سامنے ایک فولادی دروازہ تھا۔ سلاٹر کیپٹن حمزہ کو لے کر اس فولادی دروازے کے قریب آ گیا۔ جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچے اسی لمحے دروازہ سائیڈوں کی دیواروں میں گھس کر آپ ہی آپ کھل گیا۔ دروازہ کھلتے ہی دو غنڈے تیزی سے باہر آ گئے۔ ان کے ہاتھ میں مشین گنیں تھیں۔ انہوں نے مشین گنوں کا رخ کیپٹن حمزہ کی طرف کر دیا۔

"تمہارے پاس اگر کوئی اسلحہ ہے تو وہ انہیں دے دو"۔ سلاٹر نے کیپٹن حمزہ سے مخاطب ہو کر کہا تو کیپٹن حمزہ نے اثبات میں سر ہلایا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک مشین پسٹل نکال کر ایک غنڈے کی طرف بڑھا دیا۔ غنڈہ مشین پسٹل لے کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

"اور کیا ہے تمہارے پاس"۔ اسی غنڈے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"کچھ نہیں۔ صرف یہی ایک مشین پسٹل تھا"۔ کیپٹن حمزہ نے پرسکون انداز میں کہا۔

"اوکے۔ آؤ ہمارے ساتھ"۔ اس غنڈے نے کہا تو کیپٹن حمزہ نے قدم آگے بڑھا دیئے۔ سلاٹر وہیں رک گیا تھا۔ دروازے سے گزر کر کیپٹن حمزہ ایک دوسرے بڑے ہال نما کمرے میں آ گیا۔ جہاں بڑی بڑی میزیں لگی ہوئی تھیں جہاں ملکی اور غیر ملکی افراد بڑے پیمانے پر جوا کھیل رہے تھے۔ ہر طرف شراب اور منشیات کی تیز بو پھیلی ہوئی تھی۔ ہال میں تقریباً بیس سے زیادہ میزیں تھیں جن پر دو دو چار چار افراد بیٹھے تاش اور دوسرے گیمز کھیل رہے تھے اور ان کے درمیان مسلح غنڈے گھومتے پھر رہے تھے۔ منشیات کی تیز اور ناگوار بو سے

کیپٹن حمزہ کے چہرے پر ناگواری سی آ گئی تھی مگر اس نے خود کو سنبھال لیا تھا۔

" اس طرف آؤ "۔ اس غنڈے نے کیپٹن حمزہ سے مخاطب ہو کر کہا جس نے اس کا مشین پسٹل لیا تھا۔ دائیں طرف کونے میں ایک چھوٹا سا کاؤنٹر تھا جہاں شراب اور جوئے کے لئے ٹوکن مہیا کئے جا رہے تھے۔ کاؤنٹر کے بائیں طرف ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ غنڈے کیپٹن حمزہ کو لے کر اس دروازے کے قریب آ گئے۔ ایک غنڈے نے انگلی موڑ کر دروازے پر تین بار مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ کھل گیا۔

" جاؤ اندر "۔ غنڈے نے دروازہ کھلتے دیکھ کر کیپٹن حمزہ سے مخاطب ہو کر کہا تو کیپٹن حمزہ سر ہلا کر اندر چلا گیا۔

یہ کمرہ دفتری طرز پر سجا ہوا تھا۔ سائیڈ پر ایک جہازی سائز کی میز پڑی ہوئی تھی جس کے پیچھے ایک بلڈاگ جیسے چہرے والا غیر ملکی بیٹھا تھا۔ اس کا جسم بھرا ہوا تھا اور وہ شکل سے ہی خرانٹ اور مکار انسان دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی جسامت دیکھ کر صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بے حد ہتھ چھٹ اور بے رحم انسان ہے۔

" آؤ "۔ اس غیر ملکی نے جس کی نظریں کیپٹن حمزہ پر گڑی ہوئی تھیں سرد لہجے میں کہا۔ کیپٹن حمزہ جیسے ہی آگے بڑھا اس کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ کیپٹن حمزہ نے آگے بڑھ کر میز کے نیچے سے کرسی گھسیٹی اور اس پر بیٹھ گیا۔

کرسی پر بیٹھتے ہی کیپٹن حمزہ نے پتلون کی جیب سے ایک سلور کا چھوٹا سا چپٹا پسٹل نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا تھا اور اس نے پسٹل والا ہاتھ میز کے نیچے کر لیا تھا جس کی وجہ سے سامنے بیٹھا ہوا بلڈاگ جیسے چہرے والا اس پسٹل کو نہ دیکھ سکا تھا۔

" تو تم ویسٹرن کارمن سے آئے ہو"۔ غیر ملکی نے غور سے کیپٹن حمزہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ اور میرا نام بلیو ڈریگن ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" بلیو ڈریگن ۔ ہونہہ ۔ بولو کس لئے آئے ہو یہاں اور تمہیں میرے بارے میں کس نے بتایا تھا"۔ ہیری نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

" کیا تمہارا یہ کمرہ محفوظ ہے "۔ کیپٹن حمزہ نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے پوچھا۔

" ہاں ۔ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ میری اجازت کے بغیر اس کمرے سے آواز نہ باہر جا سکتی ہے اور نہ باہر کی آواز اندر آ سکتی ہے۔ تم کھل کر بات کرو"۔ ہیری نے کہا۔

" سرداور کو جانتے ہو"۔ کیپٹن حمزہ نے ہیری کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اچانک کہا۔ اس کے منہ سے سرداور کا نام سن کر ہیری بے اختیار چونک پڑا تھا اور اسے اس طرح چونکتے دیکھ کر کیپٹن حمزہ کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

" سرداور ۔ کون سرداور "۔اس نے خود کو سنبھال کر جلدی سے
کہا ۔ اس کے لہجے میں کھوکھلا پن تھا جسے کیپٹن حمزہ نے صاف
محسوس کر لیا تھا۔

اس نے نفسیاتی طور پر اچانک ہیری کے سامنے سرداور کا نام لیا
تھا۔وہ شاید ہیری کاری ایکشن دیکھنا چاہتا تھا کہ سرداور کا نام سن کر
اس کے چہرے پر کیا ردعمل ظاہر ہوتا ہے۔

" جس طرح سرداور کا نام سن کر ہیری چونکا تھا اور اس کے
چہرے کا رنگ بدلا تھا کیپٹن حمزہ کو یقین ہو گیا تھا کہ اس کا
اندھیرے میں چلایا ہوا تیر بالکل ٹھیک نشانے پر بیٹھا ہے۔

" حیرت ہے ۔ تم پاکیشیا کی اتنی بڑی ہستی کو نہیں جانتے ۔ارے
میں پاکیشیا کے سائنس دان سرداور کی بات کر رہا ہوں جنہیں دو روز
قبل انتہائی بے رحمی سے ہلاک کر دیا گیا ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

" کون ہو تم "۔ ہیری نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا ہاتھ تیزی
سے میز کے کھلے ہوئے دراز کی طرف بڑھ گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ
دراز میں موجود پسٹل نکالتا اسی لمحے کیپٹن حمزہ کا ہاتھ میز کے اوپر آیا
اور اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پسٹل کا رخ ہیری کی جانب کیا
اور پسٹل کا بٹن دبا دیا۔ پسٹل سے زرد رنگ کی شعاع سی نکل کر
ہیری کی عین پیشانی سے ٹکرائی تو ہیری کے حلق سے یکلخت ایک زور
دار چیخ نکلی اور وہ اپنی کرسی سمیت پیچھے الٹ گیا۔

زمین پر گرتے ہی وہ یوں ساکت ہو گیا تھا جیسے اس میں جان نا

کوئی چیز باقی نہ رہی ہو ۔ کیپٹن حمزہ اٹھا اور اس نے چپٹا پسٹل
جیب میں ڈالا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔اس نے دروازے کا
لاک لگایا اور پھر دوبارہ پلٹ کر میز کی طرف آ گیا ۔ وہ گھوم کر اس
طرف آیا جہاں ہیری الٹا پڑا تھا۔

کیپٹن حمزہ نے ایک ہاتھ سے اس کی گردن اور دوسرے ہاتھ سے
اس کی کمر کو پکڑا اور اس کے بھاری بھرکم وجود کو ایک جھٹکے سے اوپر
اٹھا لیا ۔ ہیری کا جسم کیپٹن حمزہ سے دوگنا بڑا اور پھیلا ہوا تھا لیکن
کیپٹن حمزہ نے اسے اس طرح اٹھا لیا تھا جیسے اس کے سامنے ہیری کا
کوئی وزن ہی نہ ہو ۔ ہیری کو اس طرح اٹھائے ہوئے کیپٹن حمزہ میز
کے پیچھے سے نکلا اور اس طرف لے آیا جہاں صوفے پڑے تھے۔

کیپٹن حمزہ نے ہیری کو سنگل صوفے پر بٹھا دیا ۔ ہیری کی
آنکھیں بند تھیں اور وہ بے ہوش تھا ۔ کیپٹن حمزہ نے جیب سے
نائیلون کی باریک رسی نکالی اور اس نے ہیری کو صوفے کے ساتھ
باندھ دیا تاکہ ہوش میں آنے کے بعد ہیری ذرا بھی نہ ہل سکے ۔
کیپٹن حمزہ ہیری جیسے مجرموں سے نپٹنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا تھا
ان تمام کاموں کی عمران نے اسے باقاعدہ ٹریننگ دے رکھی تھی ۔
ٹریننگ کے ساتھ ساتھ عمران نے سیکرٹ سروس کے دوسرے
ممبران کی طرح کیپٹن حمزہ کو بھی اپنی چند سائنسی ایجادات دے
رکھی تھیں جو دیکھنے میں بے ضرر اور نہایت چھوٹی تھیں مگر ان
ان چیزوں کو خطرناک اور طاقتور اسلحے کی طرح استعمال میں لایا

جا سکتا تھا ۔ جس ریز پسٹل سے کیپٹن حمزہ نے ہیری جیسے طاقتور انسان کو ایک لمحے میں بے ہوش کیا تھا وہ پسٹل بھی اسے عمران نے ہی دے رکھا تھا۔

ہیری کو اچھی طرح باندھنے کے بعد کیپٹن حمزہ نے دوسری جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے شیشی کا دہانہ ہیری کی ناک سے لگا دیا ۔ جیسے ہی اس نے شیشی کا دہانہ ہیری کی ناک سے لگایا اسی لمحے ہیری نے ایک زور دار چھینک ماری اور دوسرے ہی لمحے اس نے آنکھیں کھول دیں۔

ایک لمحے کے لئے تو وہ آنکھیں جھپکا جھپکا کر کیپٹن حمزہ کو ناآشنا نگاہوں سے دیکھتا رہا لیکن جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا اس نے خود کو بری طرح سے بندھا ہوا پایا تو اس کے چہرے پر بوکھلاہٹ سی ناچنے لگی۔

" یہ ۔ یہ ۔ کیا ۔ تت ۔ تم ۔ تم "۔ اس کے منہ سے انتہائی بوکھلاہٹ زدہ آواز نکلی ۔ کیپٹن حمزہ بدمعاشوں کے انداز میں اس کے سامنے دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا تھا ۔ اس نے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر قمیض کی جیب سے ایک سگریٹ اور ایک لائٹر نکال لیا ۔ سگریٹ کو ہونٹوں میں دبا کر اس نے لائٹر جلایا اور اس سے سگریٹ سلگانے لگا۔

" تم ہو کون اور تم نے مجھے اس طرح میرے ہی دفتر میں باندھنے کی جرأت کیوں کی ہے "۔ کیپٹن حمزہ کو خاموش دیکھ کر ہیری نے

[illegible] سنبھالتے ہوئے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ کیپٹن حمزہ نے [illegible] کا کش لے کر دھوئیں کا مرغولہ اڑایا اور غور سے ہیری کی جانب دیکھنے لگا جس کے چہرے پر یکلخت بے پناہ غصہ آگیا تھا۔ اس کا چہرہ اور آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔

"میں تم سے سرداور کے بارے میں جاننے کے لئے آیا ہوں ہیری"۔ کیپٹن حمزہ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں کسی سرداور کو نہیں جانتا۔ سمجھے ۔ اور تم ۔ تم نے ہیری پر ہاتھ ڈال کر اپنی موت کو آواز دی ہے ۔ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ مجھے کھول دو ورنہ میں تمہارا انتہائی بھیانک حشر کروں گا ۔ تم [illegible] جانتے ہیں شیر کی کچھار میں گھس آئے ہو"۔ ہیری نے غضبناک لہجے میں کہا۔

"سرداور کو جن لوگوں نے قتل کیا تھا وہ کہاں ہیں اور وہ کون ہیں"۔ کیپٹن حمزہ نے اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے بڑے تحمل بھرے لہجے میں کہا ۔ اس کی بات سن کر ہیری کا چہرہ ایک بار پھر [illegible] مگر اس نے فوراً ہی خود کو سنبھال لیا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ۔ میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ میں کسی سرداور کو نہیں جانتا ۔ پھر میرا اس کے قاتلوں سے کیا واسطہ"۔ اس بار ہیری نے خود پر کنٹرول کرتے ہوئے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"دیکھو ہیری ۔ میرا تعلق سپیشل کرائم برانچ سے ہے ۔ مجھے چند ایسے شواہد ملے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سرداور کے قاتلوں

کی پشت پناہی تم کر رہے تھے۔ ان دونوں کو تمہارے بار میں داخل
ہوتے دیکھا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس ایک عینی شاہد بھ
موجود ہے جس نے ان دونوں قاتلوں کو تم سے ملتے اور تم
باتیں کرتے دیکھا تھا۔ تمہارے لئے بہتر ہو گا کہ تم سچ سچ ان قاتلو
کے بارے میں بتا دو ورنہ میں تمہارے حلق میں ہاتھ ڈال کر س
کچھ اگلوا سکتا ہوں"۔ اس بار کیپٹن حمزہ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا
"عینی شاہد۔ کون عینی شاہد"۔ ہیری نے اس بار اور زیادہ بر
طرح سے چونک کر کہا۔ اس کا رنگ ایک بار پھر بدل گیا تھا اور ا
کا رنگ بدلتے دیکھ کر کیپٹن حمزہ کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ
گئی۔

"تمہارا بدلا ہوا رنگ اور تمہارا خوف صاف ظاہر کر رہا ہے
میں نے جو کہا ہے وہ غلط نہیں ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے مسکرا کر کہا
"نہیں۔ یہ جھوٹ ہے۔ میرا سرداور کے قاتلوں سے کوئی تع
نہیں ہے۔ مجھے اس شخص کے بارے میں بتاؤ۔ میں اس کے ٹکڑ
کر کے بھوکے کتوں کو کھلا دوں گا۔ اس نے میرا نام کیوں لیا۔
کیا جانتا ہے وہ میرے بارے میں"۔ ہیری نے غصیلے لہجے میں کہا
"تمہارے لئے بہتر یہی ہے ہیری کہ جو میں پوچھ رہا ہوں وہ
ہی بتا دو۔ مجھے اذیت دینے پر مجبور نہ کرو"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔
"کیا۔ کیا۔ تم۔ تم مجھے اذیت دو گے۔ ہیری کو۔ ماسٹر ہ
کو"۔ ہیری نے چونک کر اس طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ اور میری دی ہوئی اذیت کے سامنے تم ایک لمحے کے لئے
بھی نہیں ٹھہر سکو گے۔ میں اس وقت تم سے نہایت نرم لہجے میں
بات کر رہا ہوں لیکن اگر مجھے غصہ آ گیا تو میں تمہارا رواں رواں کھینچ
لوں گا اور تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا کہ تم خود ہی سب کچھ
بتانے پر مجبور ہو جاؤ گے"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔
"ہونہہ۔ ایسا کر کے کیا تم یہاں سے زندہ واپس چلے جاؤ گے"۔
ہیری نے اس کی جانب خشمگیں نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔
"میں یہاں جس آسانی سے آیا ہوں اسی آسانی سے نکل بھی جاؤں
گا۔ تم میری نہیں اپنی فکر کرو"۔ کیپٹن حمزہ نے درشت لہجے میں
کہا۔

"تمہیں میرے بارے میں کس نے بتایا ہے اور تم سرداور اور
ان کے کن قاتلوں کے بارے میں پوچھ رہے ہو میں کچھ بھی نہیں
جانتا۔ اگر میں جانتا بھی ہوتا تو تمہیں کچھ نہیں بتاتا۔ میں تمہیں
آخری بار کہہ رہا ہوں مجھے کھول دو اور خاموشی سے یہاں سے چلے جاؤ
ورنہ کسی کو یہاں تمہاری لاش بھی نہیں ملے گی"۔ ہیری نے حلق
کے بل غراتے ہوئے کہا۔
"تو تم نہیں بتاؤ گے"۔ کیپٹن حمزہ نے تیز لہجے میں کہا۔
"نہیں۔ بالکل نہیں"۔ ہیری نے دائیں بائیں انکار میں سر ہلاتے
ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ اور آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئی تھیں اور وہ
اپنے جسم کو زور زور سے جھٹک رہا تھا جیسے وہ طاقت لگا کر ان

رسیوں کو توڑ دینا چاہتا ہو مگر وہ رسیاں باریک اور بے حد مضبوط
تھیں جن کو اس طرح توڑ لینا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

"اچھی بات ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا
ہوا اور پھر ہیری کی میز کے پیچھے موجود ریک کی طرف بڑھتا چلا گیا
جہاں قیمتی شراب کی بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ کیپٹن حمزہ نے شراب
کی ایک بوتل اٹھائی اور اس کا ڈھکن کھولتا ہوا ہیری کے قریب آ گیا۔
ہیری غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن
تھی جیسے اسے سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ اس کا دشمن کیا کرنا چاہتا ہے۔
کیپٹن حمزہ نے ہیری کے قریب آکر بوتل الٹی اور شراب ہیری کے سر
پر انڈیلنے لگا۔

"تت۔ تم۔تت۔ تم یہ کیا کر رہے ہو"۔ ہیری نے کیپٹن حمزہ
کی جانب گھبرائی ہوئی نظروں سے دیکھ کر کہا جس کے ہاتھ میں لائٹر
تھا اور اس کا انگوٹھا لائٹر کے بٹن پر تھا جسے دبا کر لائٹر جلایا جاتا تھا۔

"ہیری۔ میں تم سے آخری بار پوچھ رہا ہوں۔ تم مجھے سچ سچ بتا
رہے ہو یا نہیں۔ اب بھی اگر تمہارا جواب انکار میں ہوا تو یاد رکھنا
میں تمہیں زندہ جلانے سے بھی دریغ نہیں کروں گا"۔ کیپٹن حمزہ
نے اس قدر سرد لہجے میں کہا کہ ہیری اس کا لہجہ سن کر لرز کر رہ گیا۔
کیپٹن حمزہ کا انداز صاف بتا رہا تھا کہ وہ جو کہہ رہا ہے اس پر عمل
کرنے سے وہ نہیں ہچکچائے گا۔

"نن۔ نہیں۔ نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے"۔ ہیری نے کیپٹن

حمزہ کی طرف خوف بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں ایسا ہی کروں گا۔ اس کمرے میں تمہارے اور میرے سوا
کوئی نہیں ہے۔ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اور تمہاری چیخیں سن کر
تمہاری مدد کو یہاں کوئی نہیں آئے گا۔ شراب میں موجود الکوحل
ایک لمحے میں آگ پکڑ لے گا اور آگ میں زندہ جلنے کا کیا مزہ ہوتا ہے
یہ تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا"۔ کیپٹن حمزہ نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اس کی مسکراہٹ اس قدر زہر انگیز تھی کہ ہیری جیسا
طاقتور انسان بھی خوف سے کانپ کر رہ گیا تھا۔ اس کے جسم میں
واضح کپکپاہٹ طاری ہو گئی تھی۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں سرداور کے قاتلوں کے بارے میں کچھ
نہیں جانتا"۔ ہیری نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔
وہ کیپٹن حمزہ کے انداز سے خاصا دہشت زدہ ہو گیا تھا۔

"تم جانتے ہو۔ تم سب کچھ جانتے ہو"۔ کیپٹن حمزہ نے غرا کر کہا
اور اس نے بٹن دبا کر لائٹر جلا لیا۔ یہ دیکھ کر ہیری کے رہے سہے
اوسان بھی خطا ہو گئے۔ اس نے زور زور سے پھونکیں مارنی شروع کر
دی جیسے وہ لائٹر کو پھونکوں سے بجھا دینا چاہتا ہو مگر کیپٹن حمزہ نے
لائٹر بلند کر لیا تھا۔ اس کی پھونکوں سے لائٹر بھلا کیسے بجھ سکتا تھا۔

"آگ سے جلنے کی اذیت بے حد خوفناک ہوتی ہے ہیری"۔
کیپٹن حمزہ نے جلتا ہوا لائٹر اس کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔ اس کا
انداز ہیری کو اور زیادہ خوفزدہ کر دینے والا تھا۔

"تت ۔ تت ۔ تم بے حد ظالم ہو ۔ میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا کچھ نہیں"۔ خوف کی شدت سے ہیری نے چیختے ہوئے کہا ۔ اس کا جسم بری طرح سے لرز رہا تھا اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے جلتے ہوئے لائٹر کو دیکھ رہا تھا جسے کیپٹن حمزہ آہستہ آہستہ اس کے قریب لاتا جا رہا تھا۔

" بتاؤ ہیری بتاؤ ۔ سرداور کے قاتل کون ہیں اور کہاں ہیں"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

"مم ۔ میں نہیں جانتا ۔ میں نہیں جانتا"۔ ہیری نے کہا۔

" میں تمہیں زندہ جلا دوں گا ہیری ۔ تمہارا جسم یہاں جل کر کوئلہ بن جائے گا"۔ کیپٹن حمزہ نے اسے اور زیادہ دہشت زدہ کرتے ہوئے کہا ۔ وہ جلتا ہوا لائٹر ہیری کے بہت قریب لے آیا تھا اور ہیری کی آنکھیں پھٹ رہی تھیں۔

" بولو ہیری ۔ بولو ۔ اگر ایک مرتبہ آگ لگ گئی تو اس آگ کو میں بھی کسی طرح سے نہیں بجھا سکوں گا"۔ کیپٹن حمزہ نے غضبناک لہجے میں کہا۔

" دور رہو ۔ دور کرو اسے ۔ فار گاڈ سیک دور کرو ۔ مم ۔ میں بتاتا ہوں ۔ میں بتاتا ہوں"۔ ہیری نے اچانک ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا ۔ آگ کا خوف اس پر اس بری طرح سے غالب آگیا تھا کہ اس کا جیسے دماغ ہی الٹ گیا تھا ۔ اس کا جسم پسینے سے بھر گیا تھا۔

" نہیں ۔ پہلے بتاؤ اور ہاں ۔ کچھ بتانے سے پہلے یہ بات کان کھول

سن لو میں انسانی چہرے کی بناوٹ اور انسانی لب و لہجے کو اچھی طرح سے جانتا اور پہچانتا ہوں ۔ اگر تم نے مجھے دھوکہ دینے یا مجھ سے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو میں تمہیں دوسرا کوئی چانس نہیں دوں گا ۔ سمجھے"۔ کیپٹن حمزہ نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

"ن ۔ نہیں ۔ نہیں ۔ میں سچ بتاؤں گا ۔ بالکل سچ"۔ ہیری نے کہا ۔ وہ آگ کے خوف سے واقعی بری طرح دہشت زدہ ہو گیا تھا۔

" تو بتاؤ ۔ جلدی بتاؤ"۔ کیپٹن حمزہ نے جلتا ہوا لائٹر اس کے قریب کرتے ہوئے کہا۔

"سرداور ہلاک نہیں ہوئے بلکہ وہ زندہ ہیں"۔ ہیری نے دہشت زدہ لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر کیپٹن حمزہ بے اختیار اچھل پڑا اس کے چہرے پر شدید حیرت ابھر آئی تھی۔

"سرداور زندہ ہیں ۔ کیا مطلب ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"۔ کیپٹن حمزہ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا جیسے اسے ہیری کی بات پر یقین نہ آرہا ہو۔

"مم ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں ۔ سرداور زندہ ہیں اور وہ"۔ ابھی ہیری نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک اس کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور اس کا سر ڈھلک کر ایک طرف ہو گیا ۔ یہ دیکھ کر کیپٹن حمزہ بری طرح سے بوکھلا گیا ۔ اس نے جلدی سے لائٹر بجھا کر جیب میں رکھا اور تیزی سے ہیری پر جھپٹا۔

"ہیری ۔ ہیری"۔ کیپٹن حمزہ نے اسے کاندھوں سے پکڑ کر بری

طرح سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا مگر ہیری نے آنکھیں نہ کھولیں ۔
کیپٹن حمزہ کے چہرے پر شدید بوکھلاہٹ ناچنے لگی تھی ۔ اس نے
جلدی سے ہیری کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس کے دل کی دھڑکن چیک
کی مگر ہیری ساکت ہو چکا تھا ۔ شاید وہ دل کے مرض میں مبتلا تھا ۔
کیپٹن حمزہ نے اس پر زندہ جلانے کا اس قدر خوف طاری کر دیا تھا کہ
شدید دہشت اور خوف کی وجہ سے ہیری کے دل کی دھڑکن بند ہو گئی
تھی ۔

" اوہ ۔ یہ کیا ہو گیا ۔ میں تو اسے صرف خوفزدہ کرنا چاہتا تھا ۔ یہ
خوفزدہ ہو کر اس طرح ہلاک ہو جائے گا یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں
تھا " ۔ کیپٹن حمزہ نے پریشانی کے عالم میں خودکلامی کرتے ہوئے کہا ۔

کیپٹن حمزہ چونکہ ان جرائم پیشہ افراد کی نفسیات کو اچھی طرح
جانتا تھا اس لئے اس نے ہیری کو صرف دہشت زدہ کرنے کے لئے یہ
سارا عمل کیا تھا ۔ وہ جانتا تھا کہ ہیری جیسے انسان آسانی سے زبان
نہیں کھولتے چاہے ان پر اذیتوں کے پہاڑ ہی کیوں نہ توڑ دیئے جائیں
لیکن اگر ان پر موت کا خوف نفسیاتی انداز میں طاری کر دیا جائے تو
وہ آسانی سے زبان کھول دیتے تھے ۔ کیپٹن حمزہ ایسے کئی تجربے
دوسرے مجرموں پر کر چکا تھا اور ان طریقوں پر عمل کر کے اسے
ہمیشہ مثبت نتائج ہی ملے تھے ۔

کیپٹن حمزہ نے اپنے مخصوص نفسیاتی حربے سے ہیری کو بھی
خوف کی اس نہج تک پہنچا دیا تھا کہ آخرکار وہ بھی اس کے سامنے زبان

کھولنے پر تیار ہو گیا تھا ۔ لیکن وہ شاید دل کا مریض تھا اور اس پر
موت کا خوف اس قدر غالب آ گیا تھا کہ وہی خوف اس کی موت کا
سبب بن گیا تھا ۔ اس نے مرنے سے پہلے یہ کہہ کر کیپٹن حمزہ کو
چونکا دیا تھا کہ سرداور زندہ ہیں اور یہ بات کیپٹن حمزہ کو چونکا دینے
کے لئے کافی تھی ۔

ہیری خوف کی جس سٹیج پر تھا اس کے منہ سے غلط بات نکل ہی
نہیں سکتی تھی لیکن سرداور کی ہلاکت کی خبر ہر خاص و عام کی زبان پر
تھی ۔ کیپٹن حمزہ نے بھی سرداور کی تدفین میں شرکت کی تھی ۔ اس
کی آنکھوں کے سامنے سرداور کو پورے اعزاز کے ساتھ دفنایا گیا تھا ۔
سرداور کا زندہ ہونا ایک انہونی سی بات تھی ۔ کیپٹن حمزہ کا ذہن
بری طرح سے قلابازیاں کھا رہا تھا ۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ
ہیری نے اس سے یہ کیوں کہا تھا کہ سرداور زندہ ہیں ۔ اگر سرداور
زندہ ہیں تو وہ کہاں ہیں اور جسے سرداور سمجھ کر دفنایا گیا ہے وہ کون
ہے ۔

ہیری اس قدر کمزور دل کا مالک ہو گا کیپٹن حمزہ یہ سوچ بھی
نہیں سکتا تھا ۔ ہیری کا ڈیل ڈول اس بات کی منافی کرتا تھا کہ اسے
دل کا عارضہ ہو سکتا ہے اور محض خوف کی زیادتی سے ہی وہ ہلاک ہو
جاتا ہے ۔ ہیری اس سلسلے میں بہت کچھ جانتا تھا لیکن موت نے اسے
اتنی مہلت ہی نہ دی تھی کہ وہ کیپٹن حمزہ کو کچھ بتا سکتا ۔

کیپٹن حمزہ پریشانی کے عالم میں ہیری کو دیکھ رہا تھا ۔ پھر اسے

کوئی خیال آیا اور اس نے مڑ کر ہیری کی میز کی طرف دیکھا جہا
مختلف رنگوں کے کئی فون موجود تھے۔ ایک وائرلیس فون دیکھ
کیپٹن حمزہ کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ وہ میز کی طرف بڑھا اور ا
نے وائرلیس فون کا رسیور اٹھا لیا۔ فون سیٹ کی سکرین پر مخصوص
کوڈ دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ یہ فون سیٹلائٹ سسٹم کے تحت ہے ج
نہ تو ٹریس کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی اس کے ذریعے اس فون سے
جانے والی کال کو سنا جا سکتا تھا۔ کیپٹن حمزہ نے کچھ سوچ کر ایکس
کے نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے۔

" ایکسٹو "۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنا
دی۔

" کیپٹن حمزہ بول رہا ہوں چیف "۔ ایکسٹو کی آواز سنتے ہی کیپٹ
حمزہ نے اپنا اصل نام بتاتے ہوئے کہا کیونکہ ڈائمنڈ کلب اور ل
ساتھیوں میں وہ پینتھر کہلاتا تھا۔

" یس کیپٹن حمزہ۔ کوئی خاص بات معلوم ہوئی ہے "۔ دوسر
طرف سے ایکسٹو کی مخصوص سرد آواز سنائی دی۔

" یس چیف۔ ایک بے حد اہم بات معلوم ہوئی ہے "۔ کیپٹ
حمزہ نے جلدی سے کہا۔

" کون سی بات معلوم ہوئی ہے "۔ ایکسٹو نے کہا۔ اسی ۔
کیپٹن حمزہ کے دائیں طرف دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا
اچانک وہاں ایک لمبا تڑنگا اور خوفناک شکل والا غنڈہ نمودار ہو

اس کے ہاتھ میں لمبی نال والا پسٹل تھا اور اس کے چہرے پر بے پناہ
سفاکی اور درندگی تھی۔

" چیف سرداور "۔ ابھی کیپٹن حمزہ نے سرداور کا نام ہی لیا تھا کہ
اس لمحے اس غنڈے کے پسٹل سے دھماکے کے ساتھ ایک شعلہ نکلا
اور دوسرے ہی لمحے اس ٹیلی فون سیٹ کے پرخچے اڑتے چلے گئے
جس پر کیپٹن حمزہ بات کر رہا تھا۔ دھماکے کی آواز سن کر کیپٹن حمزہ
الٹی سانپ کی طرح پلٹا اور پھر دیوار میں دروازہ اور دروازے میں
ایک لمبے تڑنگے غنڈے کو دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی
چلی گئیں۔ غنڈے کے ہاتھ میں موجود پسٹل سے دھواں نکل رہا تھا۔
کیپٹن حمزہ کو دیوار میں دروازہ کھلنے اور اس غنڈے کے اندر آنے کا
واقعی پتہ نہیں چل سکا تھا۔

" خبردار۔ اپنے ہاتھ اوپر کر لو "۔ اس غنڈے نے حلق کے بل
چلاتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمزہ نے بے اختیار فون کا رسیور ہاتھ میں
لیے ہاتھ سر سے بلند کر لئے۔

عمران نے فوری طور پر سر سلطان سے مل کر سرداور کی قبر اوپن کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ نجانے کیا بات تھی کہ اس بات اس کا دل ماننے کو تیار ہی نہیں ہو رہا تھا کہ سرداور ہلاک ہو چکے ہیں اور پھر کیپٹن حمزہ کے الفاظ اور اس نے جس انداز میں سرداور کا نام لیا تھا اس سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اس نے یقیناً کوئی اہم بات معلوم کر لی ہے۔ کیپٹن حمزہ نے کسی سیٹلائٹ فون سے کال کی تھی جس کی وجہ سے اس فون کا نمبر اور لوکیشن اسے معلوم نہ ہو سکی تھی ورنہ عمران فوری طور پر اس جگہ پہنچ جاتا جہاں کیپٹن حمزہ موجود تھا۔ اسے کیپٹن حمزہ کی صلاحیتوں پر پورا اعتماد تھا کہ وہ اپنی حفاظت خود کر سکتا تھا۔ عمران نے کیپٹن حمزہ کو ایسے ایسے سخت اور کڑے امتحانوں سے گزارا تھا کہ کیپٹن حمزہ اپنی ذہانت اور صلاحیتوں سے کندن بن گیا تھا اس لئے عمران کو کیپٹن حمزہ کی فکر

نہیں تھی۔ لیکن کیپٹن حمزہ نے سرداور کا نام لے کر اس کے ذہن میں ایک نئی خلش سی پیدا کر دی تھی۔

دونوں کے طور پر کریمو بابا اور سپرنٹنڈنٹ عباس اس کے ساتھ آئے تھے اور سپرنٹنڈنٹ عباس آخری مرحلے تک سرداور کے ساتھ رہا تھا۔ سرداور کو تشویشناک حالت میں ملٹری ہسپتال میں لے جایا گیا تھا۔ ان کی بگڑی ہوئی حالت کی وجہ سے ان کا پوسٹ مارٹم کا نہ ہونے دینا اور سرداور کے لئے ایک سپیشل تابوت کا مہیا کرنا اور پھر اپنی نگرانی میں جلد سے جلد سرداور کو قبر میں اتارنے کا عمل خود سپرنٹنڈنٹ عباس نے ہی کیا تھا اور اس کے بعد وہ فرار ہو گیا تھا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ اگر سرداور ہلاک ہو چکے تھے اور ان کی ہلاکت میں کریمو بابا اور سپرنٹنڈنٹ عباس کا ہاتھ تھا تو سپرنٹنڈنٹ عباس کا اتنی دیر وہاں رکنے کا کیا جواز تھا۔ سرداور کی ہلاکت کا سن کر اسے بھی کریمو بابا کی طرح غائب ہو جانا چاہئے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا تھا جس کی وجہ سے عمران کا دل اس سے چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ قبر میں اترنے والی لاش سرداور کی نہیں تھی اس لئے وہ فوری طور پر دانش منزل سے نکل آیا تھا۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ جب تک وہ خود اپنی آنکھوں سے سرداور کی لاش کو نہ دیکھ لے گا اسے ان کی ہلاکت کا پوری طرح یقین نہیں آئے گا۔

عمران کی سپورٹس کار تیزی سے سر سلطان کے آفس کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ابھی وہ آدھے راستے میں تھا کہ اچانک اسے

خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے کار موڑی اور پھر دوسری سڑک پر لے آیا اور پھر مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ ہاؤس پہنچ گیا جہاں جوزف موجود تھا۔ عمران نے رانا ہاؤس کے گ کے سامنے کار روک دی۔ اس نے تین بار مخصوص انداز میں ہا بجایا تو جوزف نے گیٹ کھول دیا۔

" گیٹ مت کھولو۔ گیٹ بند کر دو اور رانا ہاؤس کا آٹومیٹ حفاظتی سسٹم آن کر کے میرے ساتھ آؤ۔ جلدی"۔ عمران نے کا کھڑکی سے سر نکال کر جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف اثبات میں سر ہلایا اور گیٹ بند کر کے آٹومیٹک حفاظتی سسٹم کرنے کے لئے وہ رہائشی عمارت کی طرف چلا گیا۔ کچھ دیر بعد عمران کے ساتھ سائیڈ والی سیٹ پر موجود تھا اور عمران نے کار آ بڑھا دی۔

" خیریت باس۔ بہت زیادہ سنجیدہ دکھائی دے رہے ہ جوزف نے عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی دیکھ کر کہا۔

" تو آنکھیں بند کر لو"۔ عمران نے کار ایک سڑک کی ط موڑتے ہوئے کہا۔

"آنکھیں بند کر لوں۔ کیوں باس"۔ جوزف نے حیرت بھر لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی بات سمجھ میں نہ آئی ہو۔

"خود ہی کہہ رہے ہو کہ میں سنجیدہ دکھائی دے رہا ہوں۔ آنکھ بند کرو گے تو نہ میں دکھائی دوں گا اور نہ میری سنجیدگی تمہیں

انہ کی۔ عمران نے کہا تو جوزف حیرت بھری نظروں سے عمران کی ں دیکھنے لگا۔

اب اس طرح کیوں گھور رہے ہو۔ خود ہی کہہ رہے ہو کہ میں دکھائی دے رہا ہوں تو بھائی آنکھیں بند کر لو"۔ عمران نے کہا زف بے اختیار مسکرا دیا۔

ٹھیک ہے باس۔ تم کہتے ہو تو میں آنکھیں بند کر لیتا ہوں۔ یہ زف نے کہا اور پھر اس نے سچ مچ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا انکھیں بند کر لیں۔ اس کی فرمانبرداری دیکھ کر عمران کے وں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔

جوزف"۔ عمران نے کہا۔

یں باس"۔ جوزف نے کہا۔ اس کی آنکھیں بدستور بند تھیں۔

تم نے پوچھا نہیں کہ میں تمہیں کہاں لے جا رہا ہوں"۔ عمران کہا۔

ہاں مرضی لے جاؤ باس۔ جوزف تمہارا غلام ہے اور غلاموں پوچھنے کی جرأت نہیں ہوتی کہ اس کا مالک اسے کہاں اور کیوں لے جا رہا ہے"۔ جوزف نے سنجیدگی سے کہا تو عمران اس کی انکساری ایک بار پھر مسکرا دیا۔

نہیں۔ تمہیں پوچھنا ہو گا کہ میں تمہیں کہاں لے جا رہا ہوں"۔ ران نے جان بوجھ کر سخت لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

وں باس۔ میں کیوں پوچھوں"۔ جوزف نے حیران ہو کر کہا

اس کی آنکھیں بدستور بند تھیں۔

"یہ تم نے آنکھیں کیوں بند کر رکھی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"تم نے خود ہی تو کہا تھا باس کہ میں آنکھیں بند کر لوں، جب تک تم نہیں کہو گے میں آنکھیں کیسے کھول سکتا ہوں"۔ ج[illegible] نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ بہرحال آنکھیں کھولو"۔ [illegible] نے سر ہلا کر کہا جیسے وہ واقعی بھول گیا ہو کہ اس نے خود ہی ج[illegible] کو آنکھیں بند کرنے کے لئے کہا تھا۔

"اب پوچھو میں تمہیں کہاں اور کیوں لے جا رہا ہوں"۔ [illegible] نے کہا۔ اس کے چہرے سے اداسی اور غم کی کیفیت ختم ہو گ[illegible] جو سرداور کی ہلاکت کا سن کر اس پر طاری ہو گئی تھی۔

"لیکن باس۔ میں کیوں پوچھوں۔ تم جہاں لے جا رہے ہ[illegible] جگہ پہنچ کر مجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا اور یہ بھی پتہ چل جائے [illegible] تم مجھے وہاں کیوں لائے ہو"۔ جوزف نے آنکھیں کھولتے ہوئے [illegible]

"پھر وہی گدھے کی دو ٹانگیں۔ ارے۔ جب میں کہہ رہا ہو[illegible] پوچھو تو تم کیوں نہیں پوچھ رہے"۔ عمران نے آنکھیں نکالتے [illegible] کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ بتاؤ تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو اور [illegible] لے جا رہے ہو"۔ جوزف نے سر جھٹک کر کہا۔

"اوہ۔ تم۔ تم اپنے باس سے پوچھ رہے ہو کہ میں تمہیں

[illegible] اور کیوں لے جا رہا ہوں"۔ عمران نے اس کی طرف [illegible] سے دیکھتے ہوئے کہا۔

[illegible] باس۔ آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ میں آپ سے پوچھوں [illegible] کہاں لے جا رہے ہیں اور کیوں لے جا رہے ہیں"۔ [illegible] گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

[illegible] نے کہا تھا۔ کب کہا تھا۔ کس کے سامنے کہا تھا اور کیوں [illegible] عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو جوزف کے چہرے پر شدید [illegible] دوڑائی۔

[illegible] بھول رہے ہیں باس۔ آپ نے ہی مجھے یہ پوچھنے کے لئے کہا [illegible] نے جلدی سے کہا۔

[illegible] نہیں۔ میں نے نہیں کہا تھا"۔ عمران نے کہا۔

[illegible] کہا تھا باس"۔ جوزف نے مسکین سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

[illegible] جوزف۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں تم سے جھوٹ بول رہا ہوں۔ [illegible] عمران نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے

[illegible] ن۔ نہیں باس۔ میں نے یہ کب کہا ہے"۔ جوزف نے [illegible] ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عمران [illegible] کی طرح رنگ کیوں بدل رہا ہے۔ کبھی وہ کچھ کہہ رہا تھا اور [illegible]

[illegible] لیکن تمہارے کہنے کا تو یہی مطلب ہے کہ تم مجھے جھوٹا کہہ رہے

ہو ۔ تمہاری یہ جرأت ۔ تم مجھے علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس
(آکسن) کو جھوٹا کہو ۔ میں تمہاری زبان کھینچ لوں گا ۔ تمہارے
کاٹ دوں گا ۔ تمہیں گنجا کر دوں گا اور تمہارا ناک پھوڑ دوں گا
اور ۔ اور ہاں ۔ میں تم پر ریڈ سپار گو چھوڑ دوں گا"۔ عمران نے
جوزف عمران کا آخری فقرہ سن کر اور زیادہ بوکھلا گیا ۔ اس
چہرے پر یکلخت بے پناہ خوف ابھر آیا تھا۔

" ریڈ سپار گو "۔ جوزف کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

" ہاں ۔ ہاں ۔ ریڈ سپار گو ۔ میں تم پر ریڈ سپار گو چھوڑ دوں
تمہارے سیاہ جسم پہ کاٹ کر تمہارا جسم سرخ کر دیں گے او
تمہارے جسم پر بے شمار آبلے پھوٹ پڑیں گے جن سے غلیظ
بدبودار مواد نکلے گا اور پھر تم کچھ ہی دیر میں گل سڑ کر غلاظت کا
بن جاؤ گے "۔ عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر جوزف کا
زرد پڑ گیا اور اس نے بری طرح سے کانپنا شروع کر دیا۔

" فار گاڈ سیک باس ۔ غلام کو اتنی بھیانک اور دردناک سزا
اس سزا سے تو بہتر ہے کہ تم مجھے گولی مار دو لیکن ریڈ سپار
جوزف نے خوف سے کپکپاتے ہوئے کہا۔

" گولی مارنے سے تمہاری فوراً موت واقع ہو جائے گی ۔
مجھے جھوٹا کہا ہے اس لئے میں تمہیں دردناک اور اذیت ناک
ماروں گا"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

" کک ۔ کک ۔ کیا آپ مجھے سچ مچ مارنا چاہتے ہیں باس"۔

ہاں ۔ اور تمہاری موت صرف اور صرف ریڈ سپار گو سے ہی ہو
گی ۔ عمران نے کہا۔

ٹھیک ہے باس ۔ اگر تمہارا یہی فیصلہ ہے تو جوزف تمہارے
حکم کی سرتابی کیسے کر سکتا ہے ۔ لیکن باس تم ایک بات نہیں
جانتے ۔ جوزف نے سر جھکائے ہوئے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

کون سی بات "۔ عمران نے کہا۔

ریڈ سپار گو سے انسان کو اذیت اور کرب میں تو مبتلا کیا جا سکتا
ہے لیکن ہلاک نہیں کیا جا سکتا"۔ جوزف نے کہا اور اس کی بات سن
کر عمران بری طرح چونک پڑا۔

ریڈ سپار گو سے انسان ہلاک نہیں ہوتا ۔ کیا مطلب"۔ عمران
نے کہا اور اس بار اس کے چہرے پر حقیقی حیرت ابھر آئی تھی اور اس
نے کار سڑک کے بائیں کنارے پر لے جا کر روک دی۔

یس باس ۔ افریقہ کے گھنے جنگلوں میں سرخ رنگ کے چیونٹے
پائے جاتے ہیں جن کے سر نیلے اور ٹانگیں سیاہ ہوتی ہیں ۔ افریقی
زبان میں انہیں کڑولا کہا جاتا ہے ۔ پرانے زمانے کے وچ ڈاکٹرز
انسانوں کو سزا دینے کے لئے درختوں سے باندھ کر ان پر کڑولا چھوڑ
دیتے تھے جن کے کاٹنے سے انسانی جسم اس قدر گرم ہو جاتا تھا کہ
دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم خون کی طرح سرخ ہو جاتا اور پھر شدید
گرمی کی وجہ سے اس انسان کے جسم پر بڑے بڑے آبلے نمودار ہو

جاتے تھے جو پھول کر پھٹ جاتے اور ان کے پھوٹنے سے جسم سے فاسد مادہ نکلتا تھا وہ انتہائی بدبو دار ہوتا تھا۔ ان فاسد مادوں کی اس قدر تیز اور کراہت آمیز ہوتی تھی کہ ان کے قریب کوئی دو انسان کھڑا ہی نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ انسان اس قدر تکلیف اور اذیت میں مبتلا ہو جاتا تھا جیسے ا آگ میں زندہ جلایا جا رہا ہو۔ یہاں تک کہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو جاتا تھا۔ اس انسان کے بے ہوش ہونے کی وجہ چونکہ اس کے خون کی گردش میں کمی واقع ہو جاتی تھی اور اس تمام حسیں بند ہو جاتی تھیں اس لئے کڑولا کے زہر کا اثر اس پر آہستہ آہستہ ختم ہو جاتا تھا یہاں تک کہ ہوش میں آنے سے پہلے ا کے جسم پر موجود آبلے بھی ختم ہو جاتے تھے اور اس کی سرخ رنگ بھی نارمل ہو جاتی تھی۔ لیکن ایسا کئی گھنٹوں بے ہوش رہنے بعد ہوتا تھا۔ ایک بار جب کڑولا کاٹ لیتے تھے وہ دوبارہ اسے نہ کاٹتے۔ اس عمل سے پرانے زمانے کے وچ ڈاکٹر اپنے مجرموں سزائیں بھی دیتے تھے اور اپنے مریضوں کا علاج بھی کرتے تھے چونکہ آبلوں کے پھٹنے کے بعد ان سے فاسد مادے نکل جاتے تھے ا لئے بیمار سے بیمار انسان بھی ہوش میں آنے کے بعد پوری طرح تندرست ہو جاتا تھا"۔ جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ا کی تفصیل سن کر عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی

"گڈ۔ ایک بات بتاؤ جوزف"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس۔ پوچھو"۔ جوزف نے کہا۔

"کیا ایسا ممکن ہے کہ جس انسان کو ریڈ سپار گو میرا مطلب ہے ولا نے کاٹا ہو اور وہ بے ہوش ہو گیا ہو اور اسے اسی بے ہوشی کے ان اگر چیک کیا جائے تو کیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے"۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ کڑولا کے کاٹنے سے ایسا ہی ہوتا ہے۔ بے ہوش ہونے کے بعد اس انسان کی دل کی دھڑکن بے حد کم ہو جاتی ہے اور اس کی نبض بھی اس قدر دھیمی ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ انسان ہلاک ہو چکا ہو۔ ایک بار ہمارے قبیلے کا ایک وحشی کڑولا کا شکار ہو گیا تھا۔ اس وقت کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ وحشی کڑولا کا شکار ہوا ہے۔ وہ جنگل میں ہمیں بری حالت میں ملا تھا۔ اس کی نہ سانسیں چل رہی تھیں اور نہ ہی اس کے دل کی دھڑکن کا پتہ چل رہا تھا۔ ہم اسے مردہ سمجھ بیٹھے تھے اور یہی سمجھے تھے کہ وہ وحشی کسی انتہائی خطرناک زہریلے سانپ کا شکار ہوا ہے۔ ہم نے اس وحشی کو اٹھا کر ایک گڑھے میں پھینک دیا اور گڑھے کو جھاڑیوں سے بھر دیا تاکہ اس کی لاش کو کوئی جانور نہ کھا جائے۔

واپس قبیلے میں آ کر ہم نے اس وحشی کی ہلاکت کے بارے میں بتایا تو ہمارے قبیلے کا بوڑھا وچ ڈاکٹر ابلوس چونک پڑا۔ اس نے ہم سے پوچھا کہ ہم نے اس وحشی کو کس حالت میں گڑھے میں پھینکا

ہے تو ہم نے اسے تفصیل بتا دی جس پر اس وچ ڈاکٹر نے کہا کہ وہ وحشی ہلاک نہیں ہوا اور نہ ہی اسے کسی زہریلے سانپ نے کاٹا ہے بلکہ وہ کڑولا کا شکار ہوا ہے۔

اس کے کہنے پر ہم اس وحشی کو گڑھے سے دوبارہ نکال لائے تھے اور باس تمہیں یہ سن کر حیرت ہو گی کہ وہ وحشی واقعی ہلاک نہیں ہوا تھا بلکہ کئی گھنٹے وہ بے ہوش ضرور رہا تھا۔ بے ہوشی کے دوران اس کے جسم سے آبلے بھی ختم ہو گئے تھے اور اس کے جسم کی سرخی بھی جاتی رہی تھی اور پھر جب وہ ہوش میں آیا تو وہ بالکل صحت مند دکھائی دے رہا تھا حالانکہ وہ وحشی بے پناہ امراض میں مبتلا تھا لیکن اس عمل سے گزرنے کے بعد اس کی تمام بیماریاں ختم ہو گئی تھیں"۔ جوزف نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے ریڈ سپار گو کا زہر امراض کو رفع کرنے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس سے انسان کی ہلاکت ممکن نہیں"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ قدرت نے کڑولا کے زہر میں بے پناہ اذیت کے ساتھ انسانی بیماریوں کی شفاء بھی رکھی ہے۔ جو انسان کڑولا کی اذیت اور تکلیف کو جھیل جاتا ہے اسے دوبارہ کوئی بیماری نہیں ہوتی لیکن باس۔ کڑولا اب ناپید ہو چکا ہے۔ افریقہ کے گھنے جنگلوں میں بھی اس کی نسل خال خال ہی ملتی ہے"۔ جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو میرا اندازہ درست ہے۔ سرداور ہلاک نہیں ہوئے بلکہ وہ زندہ ہیں اور یہ ساری گیم سرداور کو صرف منظر سے ہٹانے کے لئے کھیلی گئی ہے"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سرداور۔ گیم۔ میں سمجھا نہیں باس"۔ جوزف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

عمران نے یہ ساری باتیں جوزف سے ریڈ سپار گو کی اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے کی تھیں۔ وہ جوزف سے سیدھے طریقے سے بھی ریڈ سپار گو کے بارے میں پوچھ سکتا تھا مگر اس انداز میں جوزف سے باتیں کر کے اس نے جوزف کی سوچ کو گہرا کر دیا تھا اور اس نے عمران کو وہ باتیں بھی بتا دی تھیں جو اس کے لاشعور میں تھیں۔ عمران نے جوزف کے پوچھنے پر اسے سرداور کی ہلاکت کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ باس۔ اگر سرداور واقعی کڑولا کا شکار ہوئے ہیں تو وہ ہلاک نہیں ہوئے بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اور ہاں۔ میں آپ کو ایک بات اور بتا دوں۔ اگر کڑولا کا شکار ہونے والے انسان کو کسی لکڑی کے ڈبے میں بند کر دیا جائے تو ہوا اور روشنی نہ ملنے کی وجہ سے اس پر سے ریڈ سپار گو کے زہر کا اثر بہت جلد ختم ہو جاتا ہے اور انسانی جسم پر بنے ہوئے آبلوں کے نشانات بھی باقی نہیں رہتے"۔ جوزف نے کہا۔

"تھینک یو جوزف۔ تم نے میری بہت بڑی الجھن دور کر دی ہے سرداور ریڈ سپار گو سے ہلاک نہیں ہوئے میرے لئے یہی کافی ہے"۔

عمران نے سنجیدگی سے کہا ۔اس کے چہرے پر مسرت کے آثار تھے ۔

عمران نے کار آگے بڑھادی ۔ تھوڑی دیر بعد عمران سر سلطان کے آفس میں موجود تھا ۔ عمران نے سر سلطان سے مل کر انہیں سنجیدگی سے ساری بات بتائی تو وہ حیرت زدہ ہو گئے ۔ عمران نے سر سلطان کو پورے اعتماد کے ساتھ یقین دلایا تھا کہ قبر میں دفن ہونے والے سرداور نہیں بلکہ کوئی اور ہے ۔ عمران نے سر سلطان کو اپنا تجزیہ پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ سرداور کو نہایت ماہرانہ پلاننگ اور چالاکی سے اغوا کیا گیا ہے ۔ ان کے اغوا کے پیچھے یقیناً کسی ماسٹر مائینڈ کا ہاتھ ہے جس نے سرداور کو ریڈ سپار گو میں مبتلا کر کے یہ ظاہر کیا کہ سرداور ہلاک ہو چکے ہیں اور پھر وہ مجرم سپرنٹنڈنٹ عباس کے بھیس میں سرداور کی تدفین تک وہیں موجود رہا تھا ۔ اس نے تمام کام اپنی نگرانی میں کروایا تھا ۔

جس تابوت میں سرداور کو رکھا گیا تھا وہ تابوت بھی سپرنٹنڈنٹ عباس نے ہی مہیا کیا تھا جس میں یقیناً سرداور کے سانس لینے کے لئے آکسیجن کے سلنڈر لگا دیئے گئے ہوں گے ۔ سرداور کو قبر میں اتارنے کے فوراً بعد سپرنٹنڈنٹ عباس غائب ہو گیا تھا اور پھر اس نے بھی یقیناً اس قبر کو اوپن کیا ہو گا اور وہ وہاں سے سرداور کو تابوت سمیت نکال کر لے گئے ہوں گے ۔ اس قبر میں یا تو کسی اور کی لاش کا تابوت ہو گا یا پھر وہ قبر خالی ہو گی ۔

عمران نے اپنی دلیلوں سے سر سلطان کو یقین دلا دیا تھا کہ

سرداور کی ہلاکت محض ایک ڈرامہ اور ڈھونگ تھا جسے مجرموں نے نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے کھیلا تھا لیکن سر سلطان عمران کو سرداور کی قبر اوپن کرنے کی بذات خود اجازت نہیں دے سکتے تھے ۔ معاملہ چونکہ پاکیشیا کے صف اول کے سائنس دان کا تھا اس لئے عمران کے کہنے پر انہوں نے اس معاملے کو صدر مملکت اور وزیراعظم کے سامنے لانے کا فیصلہ کر لیا ۔ عمران نے کہا کہ سرداور کی قبر وہ خاموشی سے اوپن کرائیں گے اور کسی پر یہ شو نہیں ہونے دیں گے کہ انہیں اصل حقیقت کا علم ہو چکا ہے کیونکہ اس کے بعد سرداور کی تلاش اور پھر انہیں صحیح سلامت واپس لانے کا عمل باقی تھا ۔

چنانچہ سر سلطان نے صدر مملکت اور وزیراعظم پر یہ ساری حقیقت واضح کر دی جس پر صدر مملکت اور وزیراعظم حیران بھی ہوئے اور خوش بھی ۔ انہیں ریڈ سپار گو اور مجرموں کی حیرت انگیز اور انوکھی پلاننگ پر بے پناہ حیرت ہوئی تھی کہ مجرموں نے کس آسانی سے سرداور کو حاصل کر لیا تھا ۔ اگر ان پر یہ حقیقت واضح نہ ہوتی تو وہ سرداور کی ہلاکت کو قبول کر ہی چکے تھے ۔ انہیں خوشی اس بات پر ہوئی تھی کہ ابھی پاکیشیا کا عظیم سائنس دان زندہ ہے اور پاکیشیا عظیم سرمائے کے نقصان سے بچ گیا تھا ۔

عمران نے جوزف اور خاور کو سرداور کے آبائی قبرستان روانہ کیا اور انہیں ہدایات دیں کہ وہ سرداور کی قبر کو جا کر چیک کریں ۔ اگر ان کی قبر خالی ہوئی تو واپس آجائیں اور اگر قبر میں کوئی تابوت ہو تو

وہ اسے خاموشی سے وہاں سے نکال لائیں۔ چنانچہ جوزف اور خاور
سرداور کے آبائی گاؤں چلے گئے اور جب انہوں نے سرداور کی قبر کھودی
تو انہیں وہاں ایک سربمہر تابوت پڑا دکھائی دیا۔ انہوں نے خاموشی
سے قبر سے تابوت نکالا اور پھر اسے کار کی ڈگی میں رکھ کر واپس آگئے
عمران کی ہدایات کے مطابق اس تابوت کو انہوں نے فاروق
ہسپتال پہنچا دیا تھا۔

اس تابوت کو صدر مملکت، وزیراعظم اور سرسلطان کی موجودگی
میں کھولا گیا۔ عمران بھی ان کے ساتھ تھا۔ سرداور کے تابوت کو
شیشے کے ایک کیبن نما کمرے میں کھولا گیا تھا تاکہ لاش کے گلنے
سڑنے کی بو ہسپتال میں نہ پھیل سکے۔ صدر مملکت، وزیراعظم
سرسلطان اور عمران دوسرے کمرے سے اس تابوت کو کھلتے دیکھ
رہے تھے۔ وہ ڈاکٹر جو اس تابوت کو کھول رہے تھے انہوں نے
باقاعدہ سیفٹی لباس اور ماسک پہن رکھے تھے۔ جب تابوت کھول کر
اس میں سے لاش نکالی گئی اور لاش پر سے پلاسٹک بیگ کی زپ
کھول کر لاش کا چہرہ سامنے لایا گیا تو نہ صرف صدر مملکت، وزیراعظم،
سرسلطان بلکہ عمران بھی بری طرح اچھل پڑا۔

"اوہ۔ یہ۔ یہ تو ایکریمی سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری مسٹر
ڈیوس ہیں"۔ وزیراعظم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سرداور کے تابوت میں مسٹر ڈیوس کی ڈیڈ
باڈی کیسے ہو سکتی ہے"۔ صدر مملکت کے منہ سے بھی حیرت بھرے

... نہیں نکلا۔

"عمران۔ کیا اس سلسلے میں تم کچھ روشنی ڈال سکتے ہو"۔
سرسلطان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو صدر مملکت اور
وزیراعظم بھی عمران کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"اس سلسلے پر تو نہیں البتہ میں اس ڈیڈ باڈی پر ضرور روشنی ڈال سکتا
ہوں"۔ عمران نے کہا۔ تابوت میں سرداور کی جگہ کسی اور کی ڈیڈ
باڈی دیکھ کر اس کے چہرے پر بے پناہ سکون آگیا تھا۔ اس کے ذہن
میں جو خدشات کلبلا رہے تھے وہ اب صاف ہو گئے تھے اور اسے بے
پناہ خوشی ہو رہی تھی کہ سرداور ہلاک نہیں ہوئے تھے۔

"ڈیڈ باڈی پر روشنی۔ کیا مطلب"۔ وزیراعظم نے حیرت بھری
نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میری جیب میں ایک چھوٹی سی ٹارچ ہے۔ میں ابھی
اسے نکال کر اس ڈیڈ باڈی پر روشنی ڈالتا ہوں"۔ عمران نے بڑی
معصومیت سے کہا۔ صدر مملکت اور پرائم منسٹر عمران کو چونکہ
جانتے تھے اس لئے عمران کی بات سن کر وہ بے اختیار مسکرا دیئے
تھے چونکہ ان کے سروں سے بھی سرداور کی ہلاکت کا بوجھ اتر گیا تھا
اس لئے انہوں نے عمران کی بات کا برا نہیں منایا تھا لیکن عمران کی
بات سن کر سرسلطان نے منہ بنا لیا تھا۔ شاید انہیں عمران کا بے
وقت کا مذاق پسند نہیں آیا تھا۔

"عمران۔ یہ فضول باتوں کا وقت نہیں ہے"۔ سرسلطان نے

عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔
"جی ہاں ۔ میں جانتا ہوں ۔ یہ لاش پر روشنی ڈالنے کا وقت ہے
میں ٹارچ تلاش کر رہا ہوں لیکن جیبوں میں ٹارچ مل ہی نہیں رہی
لگتا ہے کمبخت سلیمان نے نوٹوں کی طرح اسے بھی میری جیب ۔
نکال لیا ہے"۔ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔ وہ باقاعدہ اپنی جیبو
میں ہاتھ ڈال کر جیسے ٹارچ تلاش کر رہا تھا۔
"عمران پلیز ۔ ہم اس لاش کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں ۔
اس تابوت میں کیسے آئی"۔ سرسلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"ظاہر سی بات ہے کسی نے اس لاش کو اٹھا کر تابوت میں ڈا
دیا ہو گا ۔ اپنے پیروں پر چل کر لاش کو تابوت میں آنے کے بار
میں، میں نے کبھی نہیں سنا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہ
سرسلطان کا چہرہ غصے سے بگڑتا چلا گیا۔ وہ صدر مملکت اور وزیرا
کی جانب خفت بھری نظروں سے دیکھنے لگے تھے مگر ان کے چہروں
سکون اور مسکراہٹ تھی۔
"میں یہی پوچھ رہا ہوں کہ سرداور کو جس تابوت میں بند کی
تھا وہ کہاں ہے اور ان کی جگہ مسٹر ڈیوس کی ڈیڈ باڈی کیسے آ گ
سرسلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"یہ بات یا تو سرداور بتا سکتے ہیں یا پھر مسٹر ڈیوس کی ڈیڈ باڈ
سرداور تو یہاں موجود نہیں ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں
ڈیوس کی ڈیڈ باڈی سے پوچھ لوں"۔ عمران بھلا کہاں آسانی سے

والوں میں سے تھا۔
"عمران بیٹے پلیز ۔ یہ بات ہمارے لئے اطمینان کا باعث ہے کہ
تابوت میں سرداور نہیں ہیں جس کا مطلب ہے کہ وہ زندہ ہیں
وہ اس وقت کہاں ہیں اور ان کی جگہ ایکریمی سفارت خانے کے
ملٹری مسٹر ڈیوس کی ڈیڈ باڈی اس تابوت میں کیسے آ گئی ۔
ستانی ایکریمیا کی ہے"۔ صدر مملکت نے کہا۔
"مجھے تو یہ سارا کھیل ایکریمیا کا ہی دکھائی دیتا ہے ۔ جس روز
داور کو دفنایا گیا تھا اسی روز ایکریمی سفارت خانے کے سیکنڈ
مسٹر ڈیوس بھی اختلاج قلب کے باعث ہلاک ہو گئے تھے
ان کی ڈیڈ باڈی تابوت میں بند کر کے ایکریمیا لے جائی جانی تھی
انہوں نے راتوں رات مسٹر ڈیوس کی لاش والا تابوت لا کر
داور کی قبر میں دفن کر دیا اور اس کی جگہ سرداور کا تابوت نکال کر
لے گئے"۔ وزیراعظم نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
"نہیں سر ۔ سرداور کو اغوا کرنے میں ایکریمیا کا ہاتھ نہیں ہے"۔
عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو اس کی سنجیدگی دیکھ کر
سرسلطان کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔
"تم یہ بات اس قدر وثوق سے کیسے کہہ سکتے ہو"۔ صدر مملکت
عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
"اگر انہوں نے ایسا ہی کرنا ہوتا تو وہ اپنے پیچھے اتنا بڑا سراغ نہ
چھوڑ جاتے ۔ وہ قبر سے سرداور کا تابوت نکال لے جاتے تو وہ اس کی

جگہ اپنے آدمی کا تابوت قبر میں نہ رکھواتے ۔ مجھے تو یہ بھی یقین
کہ اس معاملے میں فرسٹ سیکرٹری مسٹر وینڈی پال بھی ۔
ہوں گے اور جس تابوت کو وہ مسٹر ڈیوس کی ڈیڈ باڈی کا تابوت
کر ایکریمیا لے گئے ہوں گے ۔ انہیں معلوم بھی نہیں ہو گا کہ
تابوت میں سرداور ہیں اور وہ بھی زندہ "۔ عمران نے کہا۔

" ہونہہ ۔ اگر سرداور کو اغوا کرنے میں ایکریمیا کا ہاتھ نہیں
تو یہ ڈیڈ باڈی "۔ وزیراعظم نے سر جھٹک کر کہا۔

" سر ۔ یہ سب ہمیں ڈاج دینے کے لئے کیا گیا ہے تاکہ ہم
ایکریمیا پر شک کر سکیں اور ایکریمیا جا کر سرداور کو تلاش کرتے
یہ پاکیشیا کے خلاف ایک گھناؤنی اور انتہائی ہولناک سازش ۔
اس سازش کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے ۔ یہ تو تحقیقات کر
معلوم ہو سکے گا ۔ میں چیف ایکسٹو پر ساری صورت تحال و
دوں گا ۔ وہ یقیناً اس سلسلے میں کارروائی کریں گے اور وہ
اس بھیانک سازش میں ملوث خفیہ ہاتھوں کو تلاش کر لیں ۔
سرداور کو بھی بحفاظت واپس پاکیشیا لانے کا انتظام کریں
سرسلطان نے جلدی سے کہا۔

" تمہارا کیا خیال ہے عمران بیٹے ۔ اس سازش کے پیچھے
ہاتھ ہو سکتا ہے "۔ صدر مملکت نے عمران سے مخاطب ہو کر

" ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہو گا جناب صدر ۔ سرسلطان
ٹھیک کہہ رہے ہیں ۔ ہمیں اس سلسلے میں پوری چھان بین

اس سارے کھیل کا جو ذمہ دار ہو گا ہم بہرحال اس کے ہاتھ کاٹ
نے اور میں آپ کو اپنی اور چیف ایکسٹو کی طرف سے یقین دلاتا
سرداور پاکیشیا کا قیمتی سرمایہ ہیں اور ہم جب تک انہیں صحیح
مت واپس پاکیشیا نہیں لے آتے ہم چین سے نہیں بیٹھیں
عمران نے کہا ۔ اس کے لہجے میں گہرا عزم اور اعتماد تھا۔

گڈ ۔ مجھے اور قوم کو تم جیسے عظیم سپوتوں پر فخر ہے "۔ صدر
نے مشفقانہ لہجے میں کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ
عمران کی تعریف سن کر سرسلطان کا سینہ بھی فخر سے کئی انچ
کیا تھا۔

غنڈہ خوفناک نظروں سے کیپٹن حمزہ کی طرف دیکھ رہا تھا
آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا میز کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"کون ہو تم"۔ کیپٹن حمزہ نے اس کی جانب تیز نظر
گھورتے ہوئے کہا۔

"تمہاری موت"۔ غنڈے نے غرا کر کہا۔ اس کی انگلی
ٹریگر پر تھی اور کیپٹن حمزہ کی نظریں اس کی انگلی پر جمی ہوئی
غنڈے نے ایک نظر بندھے ہوئے مردہ ہیری کی طرف دیکھا
لمحہ اس کے لئے قیامت بن گیا تھا۔ جیسے ہی اس کی نظر
حمزہ سے ہٹیں کیپٹن حمزہ کے ہاتھ سے فون کا رسیور نکل کر
سی تیزی سے اس غنڈے کے پستل والے ہاتھ سے جا ٹکرا
غنڈے کے ہاتھ سے پستل نکل کر دور جا گرا۔ غنڈے کے

بے اختیار چیخ نکل گئی تھی۔ وہ پلٹ کر تیزی سے اپنے پستل کی طرف
بڑھا لیکن اب بھلا کیپٹن حمزہ اسے موقع کہاں دینے والا تھا۔

کیپٹن حمزہ اچانک اچھلا اور پھر میز کے اوپر سے ہوتا ہوا پوری
قوت سے غنڈے کی کمر سے جا ٹکرایا۔ غنڈے کے حلق سے ایک زور
دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر دور جا گرا۔ کیپٹن حمزہ اس سے ٹکرا کر
بڑی تیزی سے قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔ زمین پر گرتے ہی
غنڈہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"تت۔ تم نے مجھ پر۔ ماسٹر ہیری پر حملہ کیا ہے۔ میں تمہیں
زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اب یہاں سے تمہاری لاش ہی واپس جائے
گی"۔ غنڈے نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر
کیپٹن حمزہ بری طرح سے چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ اگر تم ہیری ہو تو یہ کون تھا"۔ کیپٹن حمزہ نے
حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں"۔ اس غنڈے نے جس نے اپنا نام ہیری بتایا
تھا غراتے ہوئے کہا۔ وہ قدم بہ قدم چلتا ہوا کیپٹن حمزہ کے قریب آیا
اور پھر اس نے اچانک کیپٹن حمزہ پر چھلانگ لگا دی اور سیدھا کیپٹن
حمزہ سے آ ٹکرایا۔ کیپٹن حمزہ کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ پیچھے میز
سے ٹکرا گیا۔

کیپٹن حمزہ میز سے ٹکراتے ہی کسی سپرنگ کی طرح واپس آیا اور
اس کا سر پوری قوت سے اس غنڈے کے سینے سے ٹکرایا۔ غنڈے

کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پشت کے بل نیچے
گرا۔ اسی لمحے کیپٹن حمزہ نے اس پر چھلانگ لگا دی مگر غنڈہ اس
تصور سے کہیں پھرتیلا تھا۔ جیسے ہی کیپٹن حمزہ نے اس پر چھلانگ
لگائی اس نے دونوں ٹانگیں اٹھا کر کیپٹن حمزہ کے پیٹ میں مار دیں
اور کیپٹن حمزہ کا جسم اور زیادہ فضا میں اٹھ گیا۔ اس سے پہلے
کیپٹن حمزہ کا جسم نیچے آتا غنڈہ تیزی سے اٹھا اور اس نے اچھل
دونوں ٹانگیں کیپٹن حمزہ کے پہلو میں مارنے کی کوشش کی لیکن اسی
لمحے کیپٹن حمزہ کسی سانپ کی طرح لہرایا اور فضا میں ہی قلابازی
کر غنڈے کے عین عقب میں آ گیا۔

اس سے پہلے کہ غنڈہ اس کی طرف مڑتا کیپٹن حمزہ نے اس
پہلوؤں کو پکڑ کر پوری قوت سے اسے اوپر اچھال دیا۔ غنڈہ جیسے
فضا میں بلند ہوا کیپٹن حمزہ کی زوردار لات اس کی کمر پر پڑی اور
کو ہیری کہنے والا غنڈہ فضا میں بری طرح سے لوٹ پوٹ ہوتا
سامنے صوفے پر جا گرا اور صوفے سمیت دوسری طرف الٹ گیا۔
سے پہلے کہ وہ اٹھتا کیپٹن حمزہ نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور
میں قلابازی کھا کر صوفے کی دوسری طرف آ گیا جہاں غنڈہ اٹھنے
کوشش کر رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ غنڈہ اٹھتا کیپٹن حمزہ کی گھومتی ہوئی ٹا
اس کی گردن پر پڑی اور وہ ایک بار پھر چیختا ہوا الٹ گیا۔ کیپٹن
نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر زوردار ٹھوکر ماری تو غنڈہ حلق سے

...بری طرح سے تڑپنے لگا مگر کیپٹن حمزہ کی دوسری ٹھوکر نے
اسے ...تڑپنے اور چیخنے کا موقع نہ دیا تھا۔

"...۔ اگر یہ ہیری ہے تو وہ کون ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے
...اتے ہوئے کہا۔ اس نے جھک کر غنڈے کی نبض چیک کر کے
اس بات کی تصدیق کی کہ غنڈہ واقعی بے ہوش ہے یا مکر کر رہا
...لیکن غنڈہ واقعی بے ہوش ہو چکا تھا۔ تب کیپٹن حمزہ اس کمرے
کی طرف آ گیا جہاں سے غنڈہ نکل کر باہر آیا تھا۔

...ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی دیواروں پر چھوٹی مگر انتہائی جدید
...مشینیں نصب تھیں۔ ان مشینوں پر سکرینیں بھی تھیں
...اس کمرے میں بیٹھ کر ہیری یا وہ غنڈہ ہال اور پورے بار کو
...تا تھا۔ درمیان میں ایک خالی میز اور کرسی بھی پڑی تھی۔
کیپٹن حمزہ کچھ سوچ کر کمرے سے باہر آیا اور اس نے بے ہوش
...کو لا کر اس کرسی پر بٹھا دیا۔ پھر وہ دوبارہ پہلے والے کمرے
میں آیا اور اس نے ہیری کے مردہ جسم کے گرد بندھی ہوئی رسی کو
...نا شروع کر دیا۔

...کھول کر وہ واپس چھوٹے کمرے میں آ گیا اور اس نے غنڈے
...رسی سے باندھنا شروع کر دیا۔ غنڈے کو باندھ کر وہ واپس
...والے کمرے میں آیا اور پھر وہ اس کمرے کی نہایت باریک بینی
سے تلاشی لینے لگا لیکن وہاں اسے اس کے مطلب کی کوئی چیز نہ ملی تھی
البتہ ہیری کی میز کی دراز میں اسے ایک پتلا مگر تیز دھار خنجر ضرور مل

گیا تھا۔ وہ خنجر لے کر اس کمرے میں آگیا جہاں اس نے غنڈے
باندھ رکھا تھا۔
کیپٹن حمزہ نے خنجر میز پر رکھا اور غنڈے کے قریب آگیا۔ ا
نے غنڈے کے عقب میں آکر دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک او
بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد اچانک غنڈے کے جسم میں حرکت کے
نمودار ہونا شروع ہو گئے تو کیپٹن حمزہ نے اس کی ناک اور منہ
ہاتھ ہٹا لئے اور اس کے سامنے آکر اس نے میز سے خنجر اٹھا لیا۔
لمحوں بعد غنڈہ کراہتے ہوئے ہوش میں آگیا۔ اس نے ہوش میں آ
ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن کیپٹن حمزہ نے ا
اس قدر مضبوطی سے باندھا تھا کہ وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔
" تمہارا نام کیا ہے۔ بولو"۔ کیپٹن حمزہ نے اس کی آنکھوں
سامنے خنجر لہراتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ خود کو بندھا ہو
کیپٹن حمزہ کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر غنڈے کے چہرے پر بوکھلا
ناچنے لگی تھی۔
" یہ۔ یہ۔ تم۔ تم نے کیا ہے۔ تت۔ تم۔ تم نے"۔ غنڈ
نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کیپٹن حمزہ کا خنجر والا ہاتھ بجلی کی
تیزی سے گھوما اور کمرہ غنڈے کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج
کیپٹن حمزہ نے خنجر اس کی گال پر اس انداز میں مارا تھا کہ اس
گال پر خاصا بڑا کٹ لگ گیا تھا۔ اسی لمحے غنڈے نے ایک بار
لاشعوری طور پر اٹھنے لگی کوشش کی مگر کیپٹن حمزہ کا خنجر پھر حرکت

میں آیا اور غنڈے کا دوسرا گال بھی کٹ گیا۔ غنڈے کے حلق سے
ایک بار پھر دردناک چیخیں نکل پڑی تھیں۔
"بولو۔ جلدی بولو۔ تمہارا نام کیا ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے غرا کر
کہا۔
"ہیری۔ مم۔ ماسٹر ہیری"۔ غنڈے نے لرزتے ہوئے لہجے میں
کہا۔
"اگر تم ہیری ہو تو وہ کون تھا جو خود کو ہیری کہہ رہا تھا"۔
کیپٹن حمزہ نے کہا۔
"وہ میرا نمبر ٹو جیکسن تھا"۔ غنڈے نے درد بھرے انداز میں
چیختے ہوئے کہا۔
"ہونہہ۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ سچ بتاؤ ورنہ میں تمہارا حلیہ
بگاڑ دوں گا"۔ کیپٹن حمزہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"۔ غنڈے نے ہذیانی
انداز میں چیختے ہوئے کہا۔
"اگر وہ تمہارا نمبر ٹو جیکسن تھا تو وہ تمہارے آفس میں کیا کر رہا
تھا"۔ کیپٹن حمزہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"جب کاؤنٹر پر موجود روکی نے مجھے تمہارے آنے کی اطلاع دی
اور بلیو ڈریگن کا نام لیا تو میں چونک پڑا تھا۔ مجھے اس بات پر حیرانی
ہو رہی تھی کہ ویسٹرن کارمن کا نامور بلیو ڈریگن پاکیشیا میں کیسے آ
گیا ہے۔ بلیو ڈریگن کے ہاتھ اس قدر لمبے ہیں کہ وہ مجھ جیسے انسان

کو راتوں رات اٹھوا کر اپنے قدموں میں ڈال سکتا ہے اور پھر
ڈریگن کے سامنے میری کوئی حیثیت ہی نہیں تھی کہ وہ مجھ سے کو
ڈیل کرے اس لئے مجھے شک سا ہو گیا۔ میں نے آفس میں اپنے
ٹو کو بلا کر اسے ہیری بننے کے لئے کہا اور خود اپنے سپیشل روم میں
چلا گیا۔ میں سپیشل روم میں تم دونوں کی باتیں سننا چاہتا تھا اور
میرا خدشہ سچ ثابت ہوا۔

تم نے جیکسن سے جو باتیں کی تھیں اور جیکسن کا جو حال کیا
اس سے واضح ہو گیا تھا کہ تم بلیو ڈریگن نہیں ہو۔ تم نے اپنے آپ
کو سپیشل برانچ سے متعلق بتایا تھا مگر یہ نہیں بتایا تھا کہ تم کس
سپیشل برانچ سے ہو کیونکہ یہاں بے شمار سپیشل برانچیں اور
ایجنسیاں کام کرتی ہیں اس لئے میں خاموش رہا مگر جب تم نے
جیکسن کو ہلاک کر دیا تو مجھے حرکت میں آنا پڑا۔ کاش میں نے فو
کی بجائے تمہاری کھوپڑی کا نشانہ بنایا ہوتا"۔ غنڈے نے جو اصل
میں ہیری تھا آخری الفاظ غراتے ہوئے کہے۔

"ہونہہ۔ میں نے اسے جان بوجھ کر نہیں مارا تھا۔ وہ دل کا
مریض تھا۔ میرے دہشت زدہ کرنے پر اس کا دل بند ہو گیا تھا"۔
کیپٹن حمزہ نے کہا۔

"ہاں۔ وہ واقعی دل کا مریض تھا"۔ ہیری نے سر ہلاتے ہوئے
کہا۔

"بہرحال ہیری۔ میں یہاں سرداور کے بارے میں معلومات

حاصل کرنے آیا ہوں۔ تمہارے ساتھی جیکسن نے کہا تھا کہ سرداور
ہلاک نہیں ہوئے وہ زندہ ہیں۔ کیا یہ سچ ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے اس
کی جانب گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں جانتا"۔ ہیری نے بے اختیار ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا نہیں جانتے تم"۔ کیپٹن حمزہ نے تیز لہجے میں
کہا۔ اس نے ہیری کے چہرے کا بدلا ہوا رنگ دیکھ لیا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ تم کس سرداور کی بات کر رہے ہو"۔ ہیری
نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"تم جانتے ہو ہیری۔ تم سب کچھ جانتے ہو۔ دیکھو مجھے شرافت
سے سرداور کے بارے میں بتا دو ورنہ"۔ کیپٹن حمزہ نے جان بوجھ کر
اپنا فقرہ نامکمل چھوڑتے ہوئے کہا۔

"ورنہ۔ ورنہ کیا۔ تم نے ہیری پر ہاتھ ڈال کر اچھا نہیں کیا۔ تم
کیا سمجھتے ہو کہ مجھ پر تشدد کر کے تم میری زبان کھلوا لو گے۔ تم اس
وقت شیر کی کچھار میں ہو۔ یہاں سے زندہ جانا تمہارے لئے ناممکن
ہے۔ قطعی ناممکن"۔ ہیری نے غصیلے لہجے میں کہا تو کیپٹن حمزہ کے
ہونٹوں پر زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔

"تم بولو گے ہیری۔ ضرور بولو گے۔ میں تمہیں بولنے پر مجبور کر
دوں گا"۔ کیپٹن حمزہ نے غرا کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا خنجر
والا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور کمرہ ہیری کی ہولناک چیخوں
سے بری طرح سے گونج اٹھا۔ کیپٹن حمزہ نے اس بار اس کی آنکھ

میں خنجر اتار دیا تھا جس سے اس کی آنکھ کا ڈھیلا کٹ گیا تھا ا
رسیوں سے جکڑے ہونے کے باوجود ہیری ہولناک انداز میں چ
ہوا تڑپ رہا تھا۔

" بولو ۔ کہاں ہیں سرداور ۔ بولو ۔ جلدی بولو "۔ کیپٹن حمزہ ۔
گرجتے ہوئے کہا ۔ اس نے اس بار خنجر کے ایک ہی وار سے ہیری ک
آدھی ناک اڑا دی تھی اور ہیری کے حلق سے اس قدر دلخراش چیخیں
نکلنے لگیں جیسے ابھی کمرے کی چھت اڑ جائے گی۔

" بولو ہیری ۔ کیا واقعی سرداور زندہ ہیں "۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

" ہاں ۔ ہاں ۔ سرداور زندہ ہیں ۔ تم انتہائی ظالم ہو ۔ رک جاؤ۔
پلیز رک جاؤ"۔ ہیری نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کا جسم
جاڑے کے بخار کی طرح لرز رہا تھا۔

" اگر میرا ہاتھ روکنا چاہتے ہو تو جو پوچھوں سچ سچ بتاتے جاؤ۔ ورنہ
میں تمہارا ایک ایک عضو کاٹ دوں گا"۔ کیپٹن حمزہ نے انتہائی
سفاکی سے کہا۔

" نن ۔ نہیں ۔ نہیں ۔ ایسا مت کرنا ۔ تم جو پوچھو گے میں
تمہیں بتا دوں گا"۔ ہیری نے لرزتے ہوئے کہا۔

" اگر سرداور زندہ ہیں تو وہ کہاں ہیں "۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

" وہ مارشل ڈریلے کے قبضے میں ہیں اور مارشل ڈریلے انہیں
اپنے ساتھ ایکریمیا لے گیا ہے "۔ ہیری نے کہا اور اس کی بات سن کر
کیپٹن حمزہ واقعی حیران رہ گیا۔

"کون مارشل ڈریلے اور وہ سرداور کو ایکریمیا کیسے اور کیوں لے
گیا ہے "۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

"مم ۔ میں نہیں جانتا ۔ پلیز ۔ مجھ سے یہ سب کچھ مت پوچھو"۔
ہیری نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" ہیری ۔ تم پھر پٹڑی سے اتر رہے ہو ۔ مجھے مارشل ڈریلے کے
بارے میں بتاؤ ۔ کون ہے وہ اور سرداور کو کیسے اور کیوں ایکریمیا
لے آیا ہے "۔ کیپٹن حمزہ نے چیختے ہوئے کہا۔

" پپ ۔ پلیز "۔ ہیری ہکلایا ۔ یہ دیکھ کر کیپٹن حمزہ کا ہاتھ گھوما
اور ہیری کا ایک کان جڑ سے کٹ کر نیچے جا گرا اور ہیری کے حلق سے
نکلنے والی چیخ سے ایک بار پھر کمرہ گونج اٹھا۔

" بولو ۔ جلدی بولو ورنہ دوسرا کان بھی کاٹ دوں گا اور تمہاری
دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا ۔ بولو "۔ کیپٹن حمزہ نے خنجر کے وار
سے اس کی گردن پر کٹ لگاتے ہوئے کہا ۔ ہیری کی حالت بے حد
خراب ہو گئی تھی ۔ خون سے ان کا سارا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور خون
اور پسینے سے اس کا جسم بھی تر ہوتا جا رہا تھا ۔ شدید تکلیف کی وجہ
سے اس کا چہرہ مسخ ہو گیا تھا اور وہ اکلوتی آنکھ بار بار بند کر کے کھول
رہا تھا اور اس انداز میں سانس لے رہا تھا جیسے وہ میلوں دوڑ لگا کر آیا
ہو۔

" ہیری ۔ میں آخری بار کہہ رہا ہوں بتاؤ "۔ کیپٹن حمزہ نے بری
طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"بب۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ فار گاڈ سیک۔ مجھ پر اس قدر
مت کرو۔ مم۔ مجھے پانی پلاؤ"۔ ہیری نے ہذیانی انداز میں
ہوئے کہا۔

"نہیں۔ پہلے بتاؤ۔ اس کے بعد تمہیں پانی بھی پلا دوں گا
شراب بھی"۔ کیپٹن حمزہ نے غرا کر کہا۔

"مارشل ڈریلے میرا دوست ہے۔ وہ اسرائیلی ایجنٹ ہے اور
سرداور کو اغوا کرنے کا مشن لے کر آیا تھا۔ اس نے اس سلسلے
مجھ سے معاونت مانگی تھی۔ میں نے اس کی مدد کرنے کی حامی بھ
کیونکہ دوست ہونے کے ساتھ ساتھ اس کام کے لئے اس نے
بھاری رقم بھی دی تھی"۔ ہیری نے خود کو سنبھالنے کی نا
کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"پھر"۔ کیپٹن حمزہ نے تیز لہجے میں کہا۔

"پھر میں نے سرداور کے بارے میں مختلف ایجنسیوں اور
آدمیوں کے ذریعے معلومات حاصل کیں اور پھر میں نے سرداو
رہائش گاہ کا پتہ معلوم کر لیا۔ میرے آدمیوں نے سرداور کے رہا
گاہ میں موجود ایک ایک آدمی کے بارے میں مجھے رپورٹ دی تھ
چنانچہ میں نے اور مارشل ڈریلے نے سرداور کو اغوا کرنے کا ایک
اور انوکھا منصوبہ بنا لیا اور پھر ہم نے ایک روز سرداور کی رہائش
کے ساتھ والی رہائش گاہ پر جبراً قبضہ کیا اور سرداور کی رہائش گاہ
گیس پسٹل سے فائر کر کے رہائش گاہ میں موجود تمام گارڈز اور ان

ملازمین کو بے ہوش کر دیا۔

اس کے بعد سب سے پہلے ہم نے سرداور کے خاص ملازم کریمو
بابا کو اغوا کیا اور میں نے اس کی جگہ لے لی۔ میں میک اپ کر کے
سرداور کی رہائش گاہ میں داخل ہو گیا۔ سرداور شاذ و نادر ہی لیبارٹری
سے باہر آتے تھے لیکن جب بھی وہ آتے تھے کریمو بابا کے ہاتھ کا ہی
پکایا ہوا کھانا کھاتے اور انہی کے ہاتھ کی چائے یا کافی پیتے تھے۔
بہرحال میں اس انتظار میں تھا کہ سرداور جب بھی رہائش گاہ میں
آئیں گے میں ان پر ہاتھ ڈال دوں گا۔ پھر میری مدد سے مارشل ڈریلے
نے رہائش گاہ کے سیکورٹی چیف سپرنٹنڈنٹ عباس کو اغوا کر کے
اس کی جگہ سنبھال لی اور ہم نے کریمو بابا اور سپرنٹنڈنٹ عباس کو
ہلاک کر کے ان کی لاشوں کے ٹکڑے کر کے گٹر میں پھینک دیئے
تھے۔

پھر ایک روز سرداور کی ہمیں رہائش گاہ میں آنے کی خبر ملی تو ہم
نے پوری تیاری کر لی۔ ہم نے اپنے منصوبے پر عمل کرتے ہوئے
سرداور کو دودھ میں افریقہ کے جنگلوں میں پائے جانے والے ایک
چیونٹے ریڈ سپارگو کا زہر دے دیا۔ اس زہر کی خاصیت یہ تھی کہ جو
بھی اس زہر کا شکار ہوتا تھا اس کا جسم آگ کی طرح سرخ ہو جاتا تھا
اور جسم پر بڑے بڑے آبلے پڑ جاتے تھے اور جب وہ پھوٹتے تھے تو ان
آبلوں سے زہریلا مواد نکلتا ہے اور اس قدر تیز بو پیدا ہو جاتی تھی کہ
وہاں دوسرے انسان کا سانس لینا بھی دوبھر ہو جاتا تھا۔

لیکن ریڈ سپارگو کے زہر سے انسان ہلاک نہیں ہوتا تھا۔ البتہ
شدید اذیت اور تکلیف میں رہنے کے بعد وہ انسان بے ہوش ضرور ہو
جاتا تھا پھر اس بے ہوشی کے دوران ریڈ سپارگو کے زہر کا اثر ختم ہو
جاتا تھا اور وہ انسان جاگ اٹھتا تھا۔ لیکن اس انسان کو اگر بے
ہوشی کے دوران چیک کیا جاتا تو یہی معلوم ہوتا جیسے وہ انسان ہلاک
ہو چکا ہے۔ اس کی نبضیں اور دل کی دھڑکن تھم سی جاتی جنہیں جدید
مشینوں سے بھی چیک نہیں کیا جا سکتا تھا۔

سرداور کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ میں سرداور کو زہر دیتے ہی
وہاں سے نکل گیا تھا۔ سرداور کو شدید تکلیف وہ حالت میں
سپرنٹنڈنٹ عباس کی نگرانی میں ملٹری ہسپتال لے جایا گیا جو اصل
میں مارشل ڈریلے تھا۔ لیکن راستے میں سرداور بے ہوش ہو چکے تھے
ہسپتال میں جب انہیں چیک کیا گیا تو ڈاکٹروں نے ان کی موت کی
تصدیق کر دی اور چونکہ سرداور کے جسم پر بدستور آبلے بن اور پھوٹ
رہے تھے جس کی وجہ سے ان کا جسم گلتا سڑتا معلوم ہو رہا تھا اور وہاں
ہر طرف تیز اور ناگوار بو پھیل گئی تھی اس لئے سپرنٹنڈنٹ عباس
کے مشورے پر سرداور کو ایک سپیشل تابوت میں بند کر دیا گیا۔ وہ
تابوت مارشل ڈریلے نے خاص طور پر سرداور کے لئے بنوایا تھا۔ اس
میں سرداور کے سانس لینے کے لئے آکسیجن سلنڈر بھی لگے ہوئے تھے
تاکہ سرداور ہوش میں آنے کے بعد تابوت میں آسانی سے سانس لے
سکیں اور مارشل ڈریلے اپنی نگرانی میں سرداور کی تدفین میں مصروف

ادھر میں منصوبے کے دوسرے مرحلے پر کام کر رہا تھا۔
میں نے ایکریمیا کے پاکیشیا میں موجود سیکنڈ سیکرٹری مسٹر
ڈیوس کو زہریلا انجکشن لگا کر ہلاک کر دیا۔ اس زہریلے انجکشن کی
وجہ سے مسٹر ڈیوس پر فوراً ہارٹ اٹیک ہو گیا تھا۔ مسٹر ڈیوس کی
ناگہانی موت نے سفارت خانے میں ہلچل سی مچا دی تھی۔ پھر ضروری
کارروائی کرنے کے بعد مسٹر ڈیوس کو ایک تابوت میں بند کر دیا گیا
تاکہ ان کی ڈیڈ باڈی کو محفوظ حالت میں ایکریمیا لے جایا جائے۔
میں ایکریمی سفارت خانے میں ہی موجود تھا۔ اگلی رات مارشل
ڈریلے نے میرے چند آدمیوں کے ذریعے سرداور کی قبر کھدوا کر ان کا
تابوت نکال لیا اور ادھر میں نے سفارت خانے کے عملے کو گیس
گن سے وہاں گیس فائر کر کے بے ہوش کر دیا۔ پھر مارشل ڈریلے
سرداور کے تابوت کو لے کر وہاں پہنچ گیا۔ ہم نے آپس میں تابوت کا
تبادلہ کیا اور وہاں سے نکل آئے۔ سرداور کی قبر میں ہم نے مسٹر
ڈیوس والا تابوت رکھوا دیا۔ چونکہ دونوں تابوت ایک ہی کمپنی کے
تھے اور ان کے سائز بھی ایک جیسے تھے اس لئے ایکریمی فرسٹ
سیکرٹری مسٹر وینڈی پال کو تابوت کے بدلے جانے کا احساس تک
نہ ہوا تھا اور وہ مسٹر ڈیوس کے تابوت کو اپنی نگرانی میں ایک طیارہ
میں لدوا کر لے گئے تھے۔ سرداور کے تابوت کو مسٹر ڈیوس کی ڈیڈ
باڈی والا تابوت سمجھ کر دفنا دیا گیا اور مارشل ڈریلے کے آدمی راتوں
رات اس تابوت کو قبرستان سے نکال کر لے اڑیں گے۔ اس طرح

ہمارا منصوبہ مکمل ہو جاتا۔

پاکیشیا میں یہی تاثر رہتا کہ پاکیشیا کے عظیم اور بڑا سائنس
ہلاک ہو گیا ہے اور ادھر مسٹر ڈیوس کی ہلاکت کا تاثر برقرار ر
اس ساری گیم میں آسانی سے سرداور ادھر سے ادھر ہو جاتے اور
کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو سکتی تھی اور یہی سب کچھ ہوا تھا"۔ ہ
نے کیپٹن حمزہ کو ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو مارشل ڈ
اور ہیری کے اس انوکھے اور حیرت انگیز منصوبے کی تفصیلات
کر کیپٹن حمزہ جیسے سکتے میں آ گیا تھا۔

یہودی ایجنٹ نے کس چالاکی اور ہوشیاری سے یہ ساری
کھیلی تھی اور یہاں واقعی یہی سمجھا جا رہا تھا کہ سرداور کو پراسرار طر
سے قتل کر دیا گیا ہے اور وہ ہزاروں من مٹی تلے دفن ہو چکے
لیکن سرداور زندہ ہوں گے اور وہ یہودیوں کے قبضے میں ہوں
کوئی ایسا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ کیپٹن حمزہ سوچ رہا تھا کہ ا
ایکسٹو کے حکم سے سرداور کے قاتلوں کا سراغ لگانے کے لئے نکا
مگر اس کے سامنے ایسی حقیقت آ گئی تھی جس کے بارے میں ا
گمان بھی نہ تھا۔

"ہونہہ۔ کیا مارشل ڈریلے مسٹر ڈیوس کا تابوت اس کی قبر
نکال چکا ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں"۔ ہیری نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"وہ سرداور کو کہاں لے گیا ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔ میں اپنا کام ختم کر چکا تھا اور اس کے عوض
میں مارشل ڈریلے سے بھاری رقم لے چکا تھا اس لئے اس معاملے میں
نہ میں نے دلچسپی لی تھی اور نہ مارشل ڈریلے نے مجھے بتایا تھا کہ
سرداور کو وہ کہاں لے جائے گا"۔ ہیری نے جواب دیا اور اس کے
انداز سے کیپٹن حمزہ نے اندازہ لگا لیا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔ ویسے بھی
ہیری کی حالت اس قدر بری ہو رہی تھی کہ تکلیف اور نقاہت کی وجہ
سے وہ شعور اور لاشعور کی گڈمڈ کیفیت میں خود ہی کیپٹن حمزہ کو
سب کچھ بتائے جا رہا تھا۔

"تم یہ تو بتا سکتے ہو کہ سرداور کا تابوت ایکریمیا کی کس ریاست
میں لے جایا گیا ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے سر جھٹک کر پوچھا۔

"ہاں۔ مسٹر وینڈی پال اس تابوت کو ٹامیا لے گئے تھے۔ پھر
اس ریاست کے ایک قبرستان میں انہیں دفن کر دیا گیا تھا"۔ ہیری
نے جواب دیا۔

"کیا ایکریمیا میں اس تابوت کو کھولا نہیں گیا تھا۔ میرا مطلب
ہے مسٹر ڈیوس کی لاش کا چہرہ ان کے رشتہ داروں کو نہیں دکھایا
گیا تھا"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے مسٹر ڈیوس کو جو انجکشن لگایا تھا اس سے ہارٹ
فیل ہونے کے چند ہی گھنٹوں بعد ان کا جسم بھی خراب ہونا شروع
ہو گیا تھا اور انہیں اسی حالت میں تابوت میں سیلڈ کر دیا گیا تھا۔
جب کسی تابوت کو سیلڈ کر دیا جائے تو اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ

تابوت میں موجود لاش کی حالت بہت خراب ہے ۔ پھر اسے کھو
ضرورت بھی محسوس نہیں کی جاتی "۔ ہیری نے کہا۔

" تم نے کہا ہے کہ مارشل ڈریلے اسرائیلی ایجنٹ ہے ۔ ا
مطلب ہے اس نے سرداور کو اسرائیل کی ایماء پر ہی اغوا کیا۔
کیپٹن حمزہ نے کہا۔

" ہاں "۔ ہیری نے کہا۔ اس کا بے تحاشہ خون بہہ چکا تھا ج
وجہ سے اس پر نقاہت سی طاری ہو گئی تھی اور اس کا لہجہ ڈوبتا
تھا۔

" تمہارا کیا خیال ہے مارشل ڈریلے سرداور کو اسرائیل میں
لے گیا ہو گا "۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

" میں نہیں جانتا "۔ ہیری نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ہوش میں آؤ ہیری ۔ میرے چند سوالوں کا جواب دو "۔
حمزہ نے اسے کاندھوں سے پکڑتے ہوئے کہا تو ہیری کی بند
ہوئی آنکھیں کھل گئیں۔

" پپ ۔ پانی ۔ مم ۔ مجھے پانی پلاؤ "۔ ہیری نے خشک ہو
زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

" اوہ ہاں ۔ رکو ۔ میں تمہارے لئے شراب لاتا ہوں "۔
حمزہ نے اس کی ابتر حالت دیکھتے ہوئے جلدی سے کہا ۔ ہیر
حالت واقعی دگرگوں ہو گئی تھی اور اگر اسے پانی یا شراب نہ
جاتی تو اس کا زندہ بچ رہنا مشکل ہو سکتا تھا ۔ کیپٹن حمزہ کو

ہیری سے کئی باتیں پوچھنی تھیں جس کے لئے ہیری کا زندہ رہنا بے
ضروری تھا ۔ وہ ہیری کو چھوڑ کر تیزی سے اس کے آفس میں آ گیا
جہاں ہیری کے میز کے پیچھے ایک ریک بنا ہوا تھا ۔ ریک میں مختلف
اقسام کی شرابوں کی کئی بوتلیں پڑی تھیں ۔ کیپٹن حمزہ نے آگے بڑھ
کر جلدی سے ایک بوتل اٹھائی اور اس کا ڈھکن کھولتا ہوا اس کمرے
میں آ گیا جہاں ہیری بندھا پڑا تھا ۔ وہ کمرے میں داخل ہوا تو یکلخت
ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ ہیری کا سر ڈھلک کر اس کے سینے سے لگا
ہوا تھا۔

" ہیری ۔ ہیری "۔ کیپٹن حمزہ نے آگے بڑھ کر اسے بری طرح
جھنجھوڑتے ہوئے کہا مگر ہیری کے جسم میں کوئی جنبش نہ ہوئی ۔
کیپٹن حمزہ نے اس کی گردن کی مخصوص رگ کو چیک کیا مگر رگ
ساکت تھی ۔ کیپٹن حمزہ نے اس کی نبضیں اور دل کی دھڑکن چیک
کی پھر مایوس ہو کر پیچھے ہٹ آیا ۔ ہیری ہلاک ہو چکا تھا۔

ہیری کی ہلاکت پر کیپٹن حمزہ کو شدید افسوس ہو رہا تھا کیونکہ وہ
اس سے مارشل ڈریلے اور اس سے رابطوں کا ذریعہ جاننا چاہتا تھا ۔
اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں تھیں جس کے بارے میں جان
کر کیپٹن حمزہ اس بات کا اندازہ لگا سکتا تھا کہ سرداور اسرائیل میں
کہاں ہو سکتے ہیں لیکن ہیری اذیت کی تاب نہ لا سکا تھا اور مسلسل
خون کے اخراج کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گیا تھا۔

کیپٹن حمزہ نے ایک بار پھر ہیری کے آفس اور اس کمرے کی

تلاشی لی کہ کسی طرح اسے مارشل ڈریلیے کے بارے میں مزید کو
کلیو مل جائے مگر وہاں اسے کچھ نہیں ملا تھا اس لئے کیپٹن حمزہ
پاس وہاں رکنے کا کوئی جواز باقی نہ رہا تھا ۔ ہیری کے سپیشل
میں البتہ اسے ایک خفیہ راستہ ضرور مل گیا تھا جس سے گزر کر
ہیری کے ساتھیوں کی نظروں سے بچ کر نکل سکتا تھا ۔ اس
سرداور کے زندہ ہونے اور ان کے اغوا ہو کر اسرائیل پہنچنے کی
پوری معلومات حاصل کر لی تھیں اس لئے وہ ان معلومات کو
ایکسٹو تک پہنچانا چاہتا تھا اس لئے وہ اس خفیہ راستے سے وہاں
نکلتا چلا گیا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب ۔ آپ بے حد سنجیدہ نظر آ رہے
ہیں" ۔ بلیک زیرو نے عمران کو آپریشنل روم میں داخل ہوتے دیکھ
کر اس کے احترام میں اٹھتے ہوئے کہا۔
"سرداور کو نہایت چالاکی اور ہوشیاری سے اغوا کر لیا گیا ہے
بلیک زیرو۔ جس کی وجہ سے میں سنجیدہ نہ ہوں تو کیا کروں"۔
عمران نے کرسی پر تھکے تھکے انداز میں بیٹھتے ہوئے کہا۔
"سرداور کو اغوا کر لیا گیا ہے ۔ کیا مطلب ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے
ہیں عمران صاحب ۔ سرداور تو"۔ بلیک زیرو نے حیرت زدہ نظروں
سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"سرداور کو باقاعدہ منصوبہ بندی اور زبردست سازش کے تحت
اغوا کیا گیا ہے اور اس اغوا کے پیچھے اسرائیل کا ہاتھ ہے"۔ عمران
نے کہا۔اس کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"اسرائیل"۔ بلیک زیرو نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اسرائیل کا ایک ایجنٹ مارشل ڈریلے یہاں موجود تھ
وہ اسرائیل کی گریٹ ایجنسی کا چیف ہے۔ اس نے پاکیشیا میں
کسی فارن ایجنٹ کے ساتھ مل کر سرداور کو اغوا کرنے کا یہ
ڈرامہ کھیلا تھا"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کو
سپارگو کے بارے میں اور سرداور کی قبر سے ایکریمی سفارت خا
کے سیکنڈ سیکرٹری مسٹر ڈیوس کی لاش ملنے کے بارے میں تفصیلا
بتانی شروع کر دی۔

"میں نے صدر مملکت اور وزیراعظم صاحب کو یقین دہانی
دی تھی کہ سرداور کو اغوا کرنے کا جو بھیانک کھیل کھیلا گیا ہے
اس سے پردہ اٹھا کر رہوں گا اور سرداور جہاں بھی ہوں گے
انہیں ہر صورت میں پاکیشیا واپس لاؤں گا اور ان کے اغوا کے
جس کا ہاتھ ہو گا میں اسے عبرتناک سزا دوں گا تاکہ وہ دوبارہ پاکی
اور سرداور جیسی عظیم شخصیت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے
صدر صاحب اور وزیراعظم کو تسلی دے کر میں سیدھا ایکر
سفارت خانے چلا گیا تھا۔ وہاں جا کر میں نے مسٹر وینڈی پال
ملاقات کی اور پھر میں نے پاکیشیا کی عزت اور اس کے وقار کو ٹھیس
لگنے سے بچانے کے لئے مسٹر وینڈی پال پر ہپناٹائزم کر کے انہیں
اپنی ٹرانس میں لے لیا اور پھر میں نے ان کے ساتھ گفتگو کی تو مجھ
معلوم ہوا کہ جس روز مسٹر ڈیوس ہلاک ہوئے تھے اس را

ہر طرف تیز اور نامانوس سی بو پھیل گئی تھی اور اس بو کی وجہ
دار تک بے ہوش ہو گئے تھے۔
ان کی بے ہوشی کے دوران ہی وہاں سے مسٹر ڈیوس کا تابوت
آیا تھا۔ مسٹر ڈیوس تو ہلاک ہو چکے تھے مگر مسٹر وینڈی پال کا
ایک اسسٹنٹ بلوشر بھی غائب تھا جسے تاحال تلاش نہیں کیا جا سکا
سے میں نے اندازہ لگایا کہ اس کارروائی میں اس اسسٹنٹ
کا بھی ہاتھ تھا۔ بہرحال میں نے سفارت خانے کا معائنہ کیا تو
سفارت خانے کے عقب میں موجود ایک پرانے کنوئیں میں مجھے مسٹر
کی لاش بھی مل گئی۔ اس لاش کے ساتھ وہاں سے مجھے ایک
بھی ملا تھا جس پر سیاہ ناگ بنا ہوا تھا اور کارڈ پر جی اے لکھا ہوا
تھا جو اسرائیل کی گریٹ ایجنسی کا مخصوص نشان تھا اور اس ایجنسی
کا چیف مارشل ڈریلے ہے۔

کارڈ پر مارشل ڈریلے کا نام بھی تھا جس سے یہ بات صاف ہو جاتی
تھی کہ سرداور کو اغوا کرنے کے لئے اسرائیلی ایجنٹ مارشل ڈریلے
خود یہاں آیا تھا۔ وہ یہاں جس خاموشی سے آیا تھا اسی خاموشی سے
سرداور کو بھی لے جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اس سارے
معاملے میں مسٹر وینڈی پال اور ان کا تمام عملہ ماسوائے اس لاش
کے جو مسٹر بلوشر کی تھی سب بے قصور ہیں۔ وہ یہاں سے مسٹر
ڈیوس کی ہی لاش والا تابوت لے گئے تھے جسے مسٹر وینڈی پال اور
ایکریمیا کی چند اعلیٰ شخصیات کی موجودگی میں ریاست ٹامیا میں دفنا

دیا گیا تھا۔ اس کے بعد ظاہر ہے مارشل ڈریلے نے اس تابوت
وہاں سے نکلوا لیا ہو گا اور اس کا مشن پورا ہو گیا ہو گا"۔ عمران
پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پاکیشیا میں اسرائیلی ایجنٹ موجود تھے اور ہمیں اس کا
ہی نہیں ہوئی"۔ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس لئے تو کہتا ہوں ہمارے جانے کے بعد اپنی آنکھیں بند
کے لمبی تان کر سوتے رہا کرو۔ دشمن ایجنٹ یہاں آ کر اپنا کام
جاتے ہیں اور تمہیں خبر ہی نہیں ہوتی"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں
تو بلیک زیرو شرمندہ ہو کر ہونٹ کاٹنے لگا۔

"میں شرمندہ ہوں عمران صاحب۔ اگر مارشل ڈریلے کی مجھے
بھی بھنک مل جاتی تو میں اسے زندہ یہاں سے نہ جانے دیتا"۔ بلیک
زیرو نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"وہ لومڑیوں کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ چالاکی اور مکاری
اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس نے سرداور کو یہاں
لے جانے کا نہایت مضبوط اور انوکھا پلان بنایا تھا جس میں بہرحال
وہ کامیاب رہا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"تب پھر آپ کا کیا پروگرام ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"پروگرام کیا ہونا ہے۔ اسرائیل نے ایک بار پھر شہد کے چھتے
سے شہد نکالنے کی کوشش کی ہے۔ اس کی سزا تو بہرحال اسے ملے
گی"۔ عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے انداز میں کہا۔

"تو کیا آپ اب اسرائیل جائیں گے"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"پہلے یہ تو معلوم ہو کہ سرداور کو کہاں لے جایا گیا ہے۔ اس کے
بعد ہی فیصلہ کروں گا کہ اسرائیل جانا ہے یا کہیں اور"۔ عمران نے
کہا۔

"مارشل ڈریلے اسرائیل کی گریٹ ایجنسی کا چیف ہے۔ وہ
سرداور کو اسرائیل کے علاوہ اور کہاں لے جا سکتا ہے"۔ بلیک زیرو
نے حیران ہو کر کہا۔

"نہیں۔ اگر سرداور کو اسرائیل لے جایا گیا ہوتا تو ہمارا فارن
ایجنٹ ہمیں فوراً اس کی رپورٹ دے دیتا۔ وہ اسرائیلی صدر کا
پروٹوکول آفیسر ہے۔ اسے اس بات کی ضرور خبر ہوتی یا یہ بات کم از
کم فلسطینیوں سے چھپی نہ رہ سکتی تھی۔ بے شمار فلسطینی خفیہ طور پر
اسرائیلی ایجنسیوں میں کام کر رہے ہیں۔ سرداور ان میں سے کسی نہ
کسی کی نظروں میں ضرور آ جاتے"۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ کے خیال کے مطابق سرداور کو کہاں لے جایا گیا
ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ معلوم کرنا پڑے گا"۔ عمران نے کہا تو اسی لمحے فون کی گھنٹی
بج اٹھی تو عمران اور بلیک زیرو چونک پڑے۔ بلیک زیرو نے رسیور
اٹھانے سے پہلے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا۔

"ایکسٹو"۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کیپٹن حمزہ بول رہا ہوں چیف"۔ دوسری طرف سے کیپٹن حمزہ

کی آواز سنائی دی ۔ کیپٹن حمزہ کی آواز سن کر بلیک زیرو اور عمران
ایک بار پھر چونک پڑے ۔

" یس کیپٹن حمزہ ۔ کیا ہوا تھا ۔ تمہارا فون سے رابطہ کیوں ٹوٹ
گیا تھا " ۔ ایکسٹو نے کہا تو کیپٹن حمزہ نے ہیری سے ملنے والی
معلومات کے بارے میں ایکسٹو کو بتانا شروع کر دیا ۔

" اگر تم اپنا ہاتھ ہلکا رکھتے تو ہیری سے مزید معلومات بھی حاصل
کی جا سکتی تھیں " ۔ ایکسٹو نے کہا ۔

" یس چیف ۔ لیکن ہیری آسانی سے زبان کھولنے والوں میں سے
نہیں تھا اسی لئے مجھے اس کے ساتھ سخت رویہ اپنانا پڑا تھا " ۔ کیپٹن
حمزہ نے کہا ۔

" بہر حال ۔ جو ہو گیا سو ہو گیا ۔ یہ ساری معلومات مجھے پہلے ہی
مل چکی ہیں ۔ لیکن تم نے اچھا کیا ہے ۔ فی الحال تم ریسٹ کرو ۔ اگر
مجھے تمہاری ضرورت ہو گی تو میں تمہیں خود ہی کال کر لوں گا "۔
ایکسٹو نے کہا ۔

" اوکے چیف " ۔ کیپٹن حمزہ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو
نے رسیور رکھ دیا ۔

" کیپٹن حمزہ کی معلومات بھی آپ کی معلومات سے ملتی جلتی
ہیں " ۔ بلیک زیرو نے رسیور رکھنے کے بعد کہا ۔

" ہاں " ۔ عمران نے مبہم سے انداز میں کہا ۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا
پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا ۔

" یس ۔ انکوائری پلیز " ۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
سنائی دی ۔

" ایکریمیا کی ریاست ٹامیا کا رابطہ نمبر دیں " ۔ عمران نے کہا ۔

" یس سر ۔ ہولڈ کریں سر " ۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند
لمحوں بعد ایک نمبر بتا دیا گیا ۔

" نہیں ۔ اس طرح بات نہیں بنے گی ۔ بلیک زیرو تم لائبریری
سے نیلی ڈائری لے آؤ " ۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو سر ہلا کر اٹھ گیا
اور لائبریری میں چلا گیا ۔ کچھ ہی دیر میں اس نے نیلے رنگ کی ایک
ضخیم ڈائری لا کر عمران کو دے دی اور عمران اس کے صفحے پلٹنے
لگا ۔ پھر اس نے ایک صفحہ کھول کر اس پر نظریں جما دیں ۔ پھر اس
نے رسیور اٹھایا اور ڈائری پر لکھے ہوئے ایک نمبر کو ملانے لگا ۔

" یس ۔ راڈکو کلب " ۔ دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز
سنائی دی ۔

" راڈکو سے بات کراؤ ۔ حوالے کے لئے اسے پرنس آف ڈھمپ
کا بتانا " ۔ عمران نے کہا ۔

" اوکے ۔ ہولڈ کرو " ۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں کے
لئے خاموشی چھا گئی ۔ پھر کھڑکھڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ایک
بھاری اور گونج دار آواز سنائی دی ۔

" یس ۔ راڈکو سپیکنگ " ۔ آواز اس قدر تیز اور گونجدار تھی کہ
عمران کو بے اختیار ایک لمحے کے لئے رسیور کان سے ہٹانا پڑا تھا ۔

"راڈ کو ۔ میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں ۔ تم
تعلق اسرائیل کی خفیہ ایجنسیوں سے ہے جن کے بارے میں
معلومات حاصل کر کے فلسطینیوں کو فروخت کرتے ہو اور
معلومات ایسی ہوتی ہیں جن سے اسرائیلیوں کے ہاتھوں فلسطینیو
کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ۔ مجھ سے بات کرنے کے لئے تم کسی فلسطینی کا حوا
دے سکتے ہو گیا"۔ دوسری طرف سے قدرے پریشانی سے بھرپور
میں کہا گیا۔

"پرنس آف ڈھمپ کے حوالے سے میں پہلے ہی تم سے کئی
معلومات حاصل کر چکا ہوں ۔ بہر حال اگر تمہیں یاد نہیں تو میں
اسکائی کے چیف اور ابو عمر کا نام لے دیتا ہوں جس کے ساتھ مل
تم نے اپنی ٹو تھری ایجنسی کی بنیاد ڈالی تھی"۔ عمران نے سنجیدہ
میں کہا۔

"اوہ ۔ ٹھیک ہے ۔ یہ بات صرف میں اور پاکیشیا کا ایک
نوجوان جانتا ہے جو خود کو پرنس آف ڈھمپ کہتا ہے ۔ بہر حال مجھے
یقین آگیا ہے کہ تم پرنس آف ڈھمپ ہو ۔ بولو ۔ کس لئے فون ک
ہے"۔ دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں کہا گیا۔

"مجھے فوری طور پر چند مصدقہ معلومات درکار ہیں ۔ معاوضہ
تمہاری مرضی کا ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"کیسی معلومات ۔ تفصیل بتاؤ"۔ دوسری طرف سے راڈ کو نے

کہا۔

"گریٹ ایجنسی کے چیف مارشل ڈریلیے نے پاکیشیا کے ایک
عالمی ... سائنس دان سرداور کو اغوا کیا ہے ۔ مارشل ڈریلیے سرداور کو ایکریمیا
میں ایک ایکریمی سفارت خانے کے تابوت میں مسٹر ڈیوس کی ڈیڈ
باڈی بنا کر لایا ہے جس کے بارے میں ایکریمیا کو بھی خبر نہیں ہے
ایکریمیا کی ریاست ٹامیا جہاں مسٹر ڈیوس کو دفنایا گیا تھا وہاں سے
مارشل ڈریلیے نے یقیناً سرداور کو حاصل کر لیا ہو گا ۔ میں جاننا چاہتا
ہوں کہ مارشل ڈریلیے اس وقت کہاں ہے اور وہ سرداور کو کہاں لے
گیا ہے ۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔ تو مارشل ڈریلیے جس سرداور کو اغوا کر کے لایا تھا وہ
پاکیشیا کا سائنس دان سرداور ہے"۔ راڈ کو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ کیا تم اس بارے میں جانتے ہو"۔ عمران نے بھی چونک
کر کہا۔

"ہاں ۔ میرے پاس سرداور کے سلسلے میں تمام رپورٹس آ چکی
ہیں پرنس آف ڈھمپ"۔ راڈ کو نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران
کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

"گڈ شو ۔ مجھے وہ تمام معلومات چاہئیں ۔ اس کے لئے تم جو
قیمت مانگو گے میں دوں گا"۔ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں پرنس ۔ میں ان معلومات کی تم سے کوئی قیمت نہیں
لوں گا"۔ دوسری طرف سے راڈ کو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ارے۔ وہ کیوں"۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

" پرنس۔ تم جانتے ہو میری ایجنسی صرف اور صرف فلسطینیوں کی مدد کے لئے بنی ہے۔ میں یہودیوں کے خلاف معلومات حاصل کرتا ہوں اور ان معلومات کو فلسطینیوں کو فری آف کاسٹ دے دیتا ہوں۔ ہاں اگر کوئی یہودی کسی یہودی کے خلاف مجھ سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرے تو میں اس سے منہ مانگا معاوضہ لینے سے بھی نہیں چوکتا۔ پھر تم فلسطینیوں کے میسحا ہو۔ تم نے فلسطینیوں کے لئے اسرائیل میں جو کام کئے ہیں وہ کوئی دوسرا کر ہی نہیں سکتا اس لئے فلسطینیوں کے ساتھ ساتھ میں بھی تمہارا گرویدہ ہوں۔ پھر میں بھلا تم سے معاوضہ کیسے لے سکتا ہوں"۔ دوسری طرف سے راڈکو نے کہا تو عمران کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

" ارے بھائی۔ گدھا گھاس سے دوستی کرے گا تو کھائے گا کیا"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف راڈکو بے اختیار ہنس پڑا۔

" آپ اس گدھے کی فکر نہ کریں۔ یہ گدھا اپنے لئے گھاس کسی اور ذریعے سے بندوبست کر سکتا ہے"۔ راڈکو نے ہنستے ہوئے تو اس بار عمران بھی ہنس پڑا۔

" بڑا سمجھ دار گدھا ہے"۔ عمران نے کہا تو راڈکو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" سمجھ دار ہو یا بے وقوف۔ گدھا گدھا ہی ہوتا ہے"۔ راڈکو نے برجستہ کہا تو عمران بھی کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اب تم خود کو گدھا بنانے میں اس قدر مصر ہو تو میں بھلا کیا کر سکتا ہوں"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف راڈکو کی ہنسی مزید تیز ہو گئی۔

"اچھا۔ تم معلومات کے بارے میں بتا رہے تھے"۔ عمران نے اس بار سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں پرنس۔ سرداور کو پاکیشیا سے اسرائیلی وزیراعظم سرجان کی ایما پر اغوا کیا گیا ہے"۔ دوسری طرف سے راڈکو نے کہا تو عمران اچھل پڑا۔

"اسرائیلی وزیراعظم کی ایماء پر"۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔ اسرائیل ان دنوں ایک بار پھر عالم اسلام کے خلاف ایک خوفناک سازش میں مصروف ہے۔ وہ عالم اسلام خاص طور پر مسلمانوں کو ہلاک کرنے کے لئے ایک نئی اور انوکھی ایجاد کرنے میں مصروف ہے۔ وہ ایجاد کیا ہے اور اس سے مسلمانوں کا خاتمہ کس طرح کیا جا سکتا ہے اس بارے میں تفصیلات کا علم تو نہیں ہو سکا لیکن اتنا ضرور معلوم ہوا ہے کہ اگر اسرائیل اپنی اس ایجاد کا جس کا اس نے کوڈ نام ڈی ایم رکھا ہے کی مدد سے ایک لمحے میں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو لقمہ اجل بنا سکتا ہے۔

ڈی ایم کی ایجاد کا سہرا صرف اور صرف اسرائیلی سائنس دانوں کے سر ہے۔ وہ اس ایجاد میں تقریباً نوے فیصد کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ باقی کے دس فیصد کام میں ان کے راستے میں ایک رکاوٹ آ

گئی تھی ۔ اسرائیلی سائنس دانوں نے اس رکاوٹ کو دور کرنے
بے پناہ کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے ۔ اس سلسلے میں انہوں
دنیا کے چند بڑے اور نامور سائنس دانوں کی بھی معاونت حاصل
تھی لیکن اس کے باوجود وہ اس رکاوٹ کو دور نہیں کر سکے تھے ج
پر ایکریمیا کے ایک بڑے سائنس دان ڈاکٹر ولمور نے پاکیش
سائنس دان سرداور کا نام لیا تھا۔

جس ایجاد پر اسرائیلی سائنس دان کام کر رہے تھے اس میں ا
خاص آلے کی ضرورت تھی ۔ اگر اس آلے کو اس ایجاد کے س
منسلک کر دیا جائے تو ان کی وہ رکاوٹ دور ہو سکتی تھی ۔ ا
خصوصی آلے کا نام ڈی ایکس تھا جو سو فیصد سرداور کی ایجاد تھ
سرداور نے اس آلے کو میزائلوں کی سپیڈ بڑھانے اور ان میزائلو
ٹھیک نشانے پر اٹیک کرنے کے لئے ایجاد کیا تھا لیکن اگر اس آ
میں چند بنیادی تبدیلیاں کر دی جاتیں تو اسرائیلی آسانی سے اس آ
کو اپنی نئی ایجاد ڈی ایم کے استعمال میں لا سکتے تھے۔

چنانچہ اسرائیل نے ڈی ایم کے راستے میں آنے والی رکاوٹ
دور کرنے کے لئے اس سپیشل آلے ڈی ایکس کے حصول اور
میں تبدیلیوں کے لئے سرداور کو اغوا کرنے کا پروگرام بنایا ۔
سلسلے میں اسرائیلی وزیراعظم اور صدر نے چند مخصوص افراد
ساتھ سپیشل میٹنگ کی اور تمام حالات کو پیش نظر رکھ کر سردا
اغوا کرنے کا ٹاسک گریٹ لینڈ ایجنسی کے چیف مارشل ڈریلے کو

دیا گیا۔

چنانچہ مارشل ڈریلے فوری طور پر پاکیشیا پہنچ گیا۔ اس نے ذہانت
اور زبردست پلاننگ کر کے پاکیشیا سے سرداور کو نہایت آسانی اور
خاموشی سے ایکریمیا منتقل کر لیا۔ وہ سرداور کو اسرائیل لے جانا چاہتا
تھا۔ اس سلسلے میں اس نے وزیراعظم کو کال کی مگر وزیراعظم نے
اسے سختی سے سرداور کو اسرائیل لانے سے روک دیا ۔ اسرائیلی
وزیراعظم نے مارشل ڈریلے کو حکم دیا تھا کہ وہ سرداور کو ایکریمیا میں
ہی ان کے ایجنٹ واسٹن کے حوالے کر دے۔

واسٹن ایکریمی ریاست بوگونا کے ایک کلب جس کا نام واسٹن
کلب تھا کا مینجر اسرائیل کا فارن ایجنٹ تھا ۔ جیسے ہی مارشل ڈریلے
نے سرداور کو واسٹن کلب میں پہنچایا واسٹن کے آدمیوں نے اچانک
مارشل ڈریلے پر حملہ کر کے اسے ہلاک کر دیا جس کی ہدایات اسے
سرجان نے ہی دی تھی۔

اس کے بعد واسٹن کی ذمہ داری سرداور کو پام ڈل میں پہنچانے
کی تھی ۔ وہاں ڈارک کلب ہے جہاں اسرائیل کا ایک اور ایجنٹ
کیوسنگ تھا ۔ واسٹن سرداور کو اپنی حفاظت میں پام ڈل لے گیا تھا
کیوسنگ نے سرداور کو اس سے حاصل کر کے اس کا بھی خاتمہ کر دیا
اس طرح سرداور کیوسنگ تک پہنچ گیا جس پر سرجان نے کہا تھا کہ
کیوسنگ سرداور کو اس وقت تک اپنے پاس رکھے جب تک وہ اسے
دوسری ہدایات نہ دے دیں ۔ یہاں بھی سرجان نے چالاکی سے کام لیا

تھا۔ انہوں نے اسرائیل کی ایک طاقتور ایجنسی جسے ریڈ ماسٹرز
جاتا ہے کو ہدایات دیں کہ وہ اپنی پوری طاقت سے پام ڈل
موجود ڈارک کلب پر حملہ کر دیں اور وہاں کیوسنگ اور اس کے
ساتھیوں کو ہلاک کر کے وہاں سے سرداور کو نکال کر لے جائیں
چنانچہ ریڈ ماسٹرز نے ایسا ہی کیا۔ انہوں نے جدید اسلحے
اچانک ڈارک کلب پر حملہ کر دیا اور پھر انہوں نے ڈارک کلب
اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی۔ کیوسنگ اور اس کے تمام ساتھیو
کو ہلاک کر دیا گیا اور پھر وہاں سے سرداور کو نکال کر ڈارک کلب
بموں سے اڑا دیا گیا۔

اس کے بعد ریڈ ماسٹرز اپنی نگرانی اور حفاظت میں سرداور کو
ڈل کے ساحلی علاقے سے پہلے لانچوں اور پھر ایک سپیشل آبدوز
لے گئے۔ سرداور کو سپیشل آبدوز کے ذریعے ریڈ ماسٹرز کا ساڈکر
ماسٹر ٹو کہا جاتا ہے لے گیا تھا"۔ راڈکو عمران کو اس طرح
تفصیل بتا رہا تھا جیسے اس معاملے میں وہ ان لوگوں کے ساتھ
بھی کام کرتا رہا ہو جنہوں نے سرداور کو اغوا کیا تھا۔

" اوہ۔ پھر سرداور کو وہ ساڈکر کہاں لے گیا تھا"۔ عمران
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ریڈ ماسٹرز کا ہیڈ کوارٹر جزیرہ الیسٹروگن پر ہے اور ہماری مص
اطلاعات کے مطابق اس جزیرے پر وہ سپیشل لیبارٹری موجود
جہاں مسلمانوں کے خلاف ڈی ایم پر کام ہو رہا ہے۔ اس جزیرے

ماسٹرز کا قبضہ ہے جہاں جزیرے اور سپیشل لیبارٹری کی حفاظت
کے سپر کمانڈوز موجود ہیں جن کی تعداد سینکڑوں میں ہے اور ان
ل کمانڈوز کو ریڈ کمانڈوز کہا جاتا ہے۔

ریڈ ماسٹرز نے ہر طرف ریڈ کمانڈوز پھیلا رکھے ہیں جو ہر وقت
ید اسلحے سے مسلح رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ جزیرے پر موجود ریڈ
ماسٹرز کے ریڈ ماسٹر ون جس کا نام ڈکاسٹو ہے نے جزیرے کی حفاظت
فول پروف انتظام کر رکھا ہے۔ اس جزیرے کی حفاظت کے
اقدامات کے بارے میں انتہائی کوششوں کے باوجود کچھ نہیں جان
سکا لیکن بہرحال یہ طے ہے کہ اس جزیرے پر کوئی غیر متعلق شخص جا
ہی نہیں سکتا اور بفرض محال کوئی وہاں تک پہنچ جائے تو جزیرے پر
قدم رکھتے ہی وہ موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ ریڈ ماسٹر ون ڈکاسٹو نے
اس جزیرے پر قدم قدم پر موت کا جال پھیلا رکھا ہے جس سے بچ
نکلنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے"۔ راڈکو نے کہا۔

"ہونہہ۔ تھینک یو راڈکو۔ تم نے جو معلومات دی ہیں میرے
لئے یہی کافی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"میں نے تمہیں تمام تفصیلات بتا دی ہیں پرنس۔ تمہیں کیا
کرنا ہے اور کیا نہیں یہ تم مجھ سے بہتر جانتے ہو"۔ راڈکو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اور ہاں راڈکو۔ کیا تم مجھے کسی ایسے شخص کے
بارے میں بتا سکتے ہو جو سمندری راستوں کا ماہر ہو اور جزیروں کا کیڑا
ہو"۔ عمران نے کچھ سوچ کر کہا۔

"نہیں پرنس۔ میں کسی ایسے شخص کے بارے میں لاعلم ہوں"۔ راڈکو نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ معلومات دینے کا ایک بار پھر شکریہ۔ ذرائع خود تلاش کر لوں گا"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر فوراً کر دیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی اور سوچ کی لہریں تھیں

"راڈکو کو ان ساری باتوں کا علم کیسے ہو گیا عمران صاحب اس کی باتیں سن کر تو لگ رہا تھا جیسے وہ اس معاملے میں ساتھ رہا ہو"۔ بلیک زیرو نے حیرانی سے کہا۔

"راڈکو نے اسرائیل اور ایکریمیا میں ایک بڑا نیٹ ورک رکھا ہے۔ فلسطینیوں کے لئے معلومات حاصل کرنے کے۔ حکومت کے اہلکاروں میں گھسے ہوئے ہیں۔ صدر اور وزیراعظم نزدیکی افراد میں بھی اس کے ساتھی موجود ہیں۔ یہ سارا کام وزیر اور صدر کے اشارے پر ہوا تھا تو ظاہر ہے اس سلسلے میں ا میٹنگز بھی ہوئی ہوں گی اور فون پر بھی ان کی بات چیت ہوتی ہو گی۔ میٹنگز اور فون کالوں کی ریکارڈنگ کے ذریعے ہی راڈکو ساری تفصیلات ملی ہوں گی"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے۔ اس بار اسرائیل مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے ایسی کون سی حیرت انگیز اور انوکھی ایجاد کر رہا جس کو مکمل کرنے کے لئے انہیں سرداور کی ضرورت پڑ گئی" بلیک زیرو نے کہا۔

"فی الحال اس معاملے میں میرا ذہن کام نہیں کر رہا۔ جب اتنی تفصیلات کا ہمیں علم ہو گیا ہے تو ان کی ایجاد کا بھی پتہ چل جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ کیا سرداور آسانی سے ان کی مدد کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں گے اور وہ ان کے لئے وہ مخصوص آلہ بنا دیں گے جس سے ان کی ایجاد مکمل ہو سکتی ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"سرداور اس وقت یہودیوں کے قبضے میں ہیں بلیک زیرو۔ یہودی اپنے مفادات اور خاص طور پر عالم اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے کس حد تک جا سکتے ہیں یہ تم اچھی طرح سے جانتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"پھر بھی۔ وہ سرداور کو اس بات کے لئے کس طرح مجبور کریں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نجومی نہیں ہوں اور نہ ہی میرا یہودی لابی سے کوئی رابطہ ہے کہ وہ مجھے بتا دیں کہ سرداور کو اپنے کام کے لئے کیسے آمادہ کریں گے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ شاید میری بات سمجھے نہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تو تم ہی سمجھا دو۔ شاید میری ناقص عقل میں تمہاری بات آ جائے"۔ عمران نے کہا۔

"آپ نے تمام پاکیشیائی سائنس دانوں کے ذہن لاکڈ کر رکھے ہیں جس کی وجہ سے کسی مشین یا زبردست تشدد کی وجہ سے کوئی

بھی ان کے ذہن کو اوپن نہیں کر سکتا اور نہ ہی ان کی سکیننگ کی جا
سکتی ہے۔ اگر اسرائیل نے زبردستی کی تو سرداور کا ذہن بلینک
جائے گا اور سرداور کا ذہن ان کے لئے کسی کام نہ آسکے گا"۔ بلیک
زیرو نے کہا۔

"یہ بات تم اور میں جانتے ہیں۔ یہودی نہیں۔ اگر سرداور
کے لئے کارآمد ثابت نہ ہوئے تو وہ انہیں نقصان بھی پہنچا
ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ہاں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تم ٹیم کو الرٹ کرو۔ وہ مشن پر جانے کے لئے تیار رہیں م
ذرا لائبریری میں جا کر ان ریڈ ماسٹرز کے بارے میں معلومات حا
کر لوں"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا د
عمران اٹھ کر لائبریری کی طرف بڑھ گیا جبکہ بلیک زیرو ممبرا
کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو میز کے پیچھے بیٹھا ہوا اسرائیلی وزیراعظم بے
اختیار چونک پڑا۔ کمرے میں داخل ہونے والا نوجوان بے حد لحیم شحیم
اور ورزشی جسم کا مالک تھا۔ اس کا سر گنجا اور آنکھوں پر سیاہ چشمہ تھا
اس کے چہرے پر پتھریلی سنجیدگی نمایاں نظر آرہی تھی۔ اس کے جسم
پر سیاہ رنگ کا سوٹ تھا اور اس کی چمکدار آنکھیں اور اس کی فراخ
پیشانی اس کی ذہانت کی غماز تھیں۔ وزیراعظم نے اس نوجوان کو
دیکھ کر ایک طویل سانس لیا اور اپنے سامنے پڑی ہوئی فائل بند کر
کے میز کی سائیڈ پر موجود باسکٹ میں رکھ دی۔

"آؤ ساڈکر۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا"۔ وزیراعظم نے
قدرے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تھینک یو سر"۔ آنے والے نے سپاٹ لہجے میں کہا اور میز کے
قریب پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سرداور کو ڈکاسٹو کے ہینڈ اوور کر دیا ہے"۔ وزیر اعظم نے ۔
کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں پاکیشیائی سائنس دان کو ڈکاسٹو کے حوا۔
کے سیدھا یہاں آ رہا ہوں"۔ ساڈکر نے اثبات میں سر ہلاتے ہ
کہا۔

"ساڈکر۔ تمہیں بلانے کا مقصد یہ ہے کہ تم نے جس پاکیٔ
سائنس دان کو ڈکاسٹو کے حوالے کیا ہے وہ ہمارے لئے ۔
اہمیت کا حامل ہے۔ اسرائیلی سائنس دان زیرو لیبارٹری میں
بے حد اہم فارمولے پر کام کر رہے ہیں جو یہودی کاز کے لئے
میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس فارمولے اور ایجاد کے مکمل ہ
۔ اسرائیل پوری دنیا میں ایک الگ اور منفرد مقام حاصل کر
گا اور اس ایجاد سے خاص طور پر ہم عالم اسلام کو بے پناہ نقصان
سکتے ہیں۔ ایسے ممالک جو بالواسطہ یا بلاواسطہ اسرائیل کے م
ہیں۔

ہم نے ان تمام ممالک کو ایک ساتھ تباہ کرنے کا پر
ترتیب دیا ہے جس کا انحصار اس قیمتی ایجاد پر ہے جو زیرو لیبا
میں تیار ہو رہی ہے۔ تم ریڈ ماسٹرز کے ماسٹر ٹو ہو اس لئے
تمہیں بتا دیتا ہوں کہ زیرو لیبارٹری میں ہم دنیا کے سب سے
اور انتہائی طاقتور میزائل تیار کر رہے ہیں جو مکمل ہوتے ہی
بڑے اسلامی ملکوں پر فائر کر دیئے جائیں گے۔ اس طرح ایک

میں اور ایک ہی وقت میں دنیا سے سات بڑے اسلامی ملک صفحہ
ہستی سے مٹ جائیں گے جس سے لاکھوں کروڑوں مسلمان ایک
لمحے سے بھی کم وقفے میں لقمہ اجل بن جائیں گے۔

جن میزائلوں کی میں بات کر رہا ہوں ان کا نام ڈیتھ میزائل ہیں
انہیں ڈی ایم کہا جاتا ہے۔ یہ ساتوں میزائل تیاری کے آخری مراحل
میں ہیں۔ ان میزائلوں پر اسرائیل کے چیدہ چیدہ سائنس دان دن
رات زیرو لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں۔ ان میزائلوں کی تیاری میں
ایک رکاوٹ آ گئی تھی جو کسی بھی طرح اسرائیلی سائنس دانوں کی
سمجھ میں نہیں آ رہی تھی جس کی وجہ سے خفیہ طور پر دوسرے
ممالک کے چند بڑے سائنس دانوں سے رابطہ کیا گیا جو خاص طور پر
میزائلوں ایکسپرٹ تھے لیکن ان سے بھی وہ رکاوٹ دور نہ ہو سکی۔

ڈی میزائلوں کو انتہائی برق رفتاری سے اور صحیح ٹارگٹ تک
پہنچانے کے لئے ایک خاص آلے کی ضرورت تھی۔ اس آلے کا
سائنسی نام ڈی ایکس ہے۔ ڈی ایکس آلے تو ہمیں آسانی سے
دستیاب ہو گئے تھے مگر ان میں چند بنیادی اور خاص تبدیلیاں کر دی
جاتیں تو اس سے میزائلوں کی کارکردگی اور ان کی تباہی میں ہزاروں
گنا اضافہ کیا جا سکتا تھا اور ڈی ایکس کی ان تبدیلیوں کا فارمولا
پاکیشیا کے سائنس دان سرداور کے پاس تھا۔

وہ چونکہ پاکیشیا سے تعلق رکھتا تھا اور کسی بھی صورت میں ہمیں
ڈی ایکس کا فارمولا نہیں بتا سکتا تھا اس لئے ہم نے اسے پاکیشیا سے

اغوا کرانے کا پروگرام بنا لیا۔ اس سلسلے میں، میں نے صدر اور ملک
کی اعلیٰ شخصیات کے ساتھ چند نامور سائنس دانوں سے میٹنگ
اور فائنل یہی طے پایا کہ ڈی میزائلوں میں ڈی ایکس کے بغیر ہما
مقصد حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے ڈی ایکس کا حصول لازمی ہو گ
تھا اور اس کے لئے ہمیں پاکیشیائی سائنس دان سرداور کی ضرورت
تھی۔ چنانچہ سرداور کو پاکیشیا سے اغوا کرنے کے لئے ہم
اسرائیل کے ٹاپ ایجنٹ مارشل ڈریلے پر ذمہ داری ڈال دی۔

مارشل ڈریلے انتہائی ذہین، ہوشیار اور بہادر ایجنٹ تھا۔ اس
پاکیشیا جا کر پاکیشیا کے سائنس دان کو اغوا کرنے کا ایک کامیاب
منصوبہ بنایا اور پھر اس نے اپنے منصوبے کے مطابق پاکیشیا
سائنس دان کو اغوا کر کے نہایت خاموشی سے ایکریمیا پہنچا دیا
مارشل ڈریلے اس پاکیشیائی سائنس دان کو اسرائیل لانا چاہتا
جبکہ ہم اس سائنس دان کو اسرائیل میں نہیں بلکہ الیسٹروگن جزیرے
میں پہنچانا چاہتے تھے جس پر ہمارا قبضہ ہے۔ وہاں ریڈ کمانڈوز ا
تمہارے بڑے بھائی ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کا ہولڈ ہے۔

اسی جزیرے میں ہماری زیرو لیبارٹری کام کر رہی ہے جہاں ا
پاکیشیائی سائنس دان کی ضرورت ہے۔ بہرحال مارشل ڈریلے
ذہانت آمیز پلاننگ سے سرداور الیسٹروگن جزیرے پر پہنچ گیا ہے
ماسٹر ڈکاسٹو اب اسے خود اس بات کے لئے رضامند کرے گا کہ
اسرائیل کے لئے کام کرے"۔ وزیراعظم نے کہا اور پھر وہ ساڈکر

بتا دیا کہ مارشل ڈریلے نے پاکیشیائی سائنس دان کو اغوا کرنے
کے لئے کیا منصوبہ بندی کی تھی اور اسے کس طرح پاکیشیا سے
اغوا کیا اور پھر الیسٹروگن لایا گیا تھا۔

اب صورت حال یہ ہے کہ میں نے ان تمام ہاتھوں کو کاٹ دیا
ہے جو کسی بھی طرح پاکیشیائی سائنس دان کے اغوا میں ملوث تھے
میں نے یہ سارا سیٹ اپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے بنایا تھا کہ
اگر وہ حرکت میں آجائیں تو وہ یہ کسی بھی طرح نہ جان سکیں گے کہ
سرداور کہاں ہے۔ سرداور کے الیسٹروگن جزیرے پر موجود ہونے کے
بارے میں مجھے، تمہیں اور اسرائیلی پریذیڈنٹ کے علاوہ کسی کو علم
نہیں ہے۔ میں نے یہ ساری تفصیل فون پر پریذیڈنٹ صاحب کو
بتائی تو اچانک ماسٹر کمپیوٹر نے ہمیں کاشن دیا کہ ہمارے فون کو
باقاعدہ سنا اور ٹیپ کیا جا رہا ہے جس پر ہم پریشان ہوئے بغیر نہ رہ
سکے۔ میرے حکم پر فوراً ان فون لائنوں کو چیک کیا گیا مگر تمام
چیکنگ کے باوجود ہمیں ایسا کوئی آلہ یا ایسا سلسلہ نہیں ملا جس سے
پتہ چل سکتا کہ واقعی ہمارے فونک سسٹم کو سنا اور ٹیپ کیا جا رہا
ہے۔ ہم نے ہر طرح سے سائنسی آلات بھی استعمال کئے مگر کچھ
حاصل نہ ہو سکا جبکہ ماسٹر کمپیوٹر ہمیں باقاعدہ کاشن دیئے جا رہا تھا کہ
ہمارے فون کو سنا اور ٹیپ کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں ہمارا
چیکنگ ڈیپارٹمنٹ مسلسل کام کر رہا ہے۔ وہ جلد یا بدیر اس بات کا
پتہ چلا لیں گے کہ ہمارے فون کو کہاں سے اور کیسے چیک کیا جا رہا

تھا۔

بہر حال اب جبکہ ہمیں یہ کنفرم ہو گیا کہ ہماری باتیں ٹیپ کر
گئی ہیں اور ہمارا سیکرٹ اوپن ہو چکا ہے تو ہمیں پاکیشیا سیکر
سروس کی طرف سے خطرہ لاحق ہو گیا۔ وہ ٹیپ کسی نہ کسی ط
پاکیشیا پہنچ جائے گی اور میں نے جو سیٹ اپ بنایا تھا وہ زیادہ
قائم نہ رہ سکے گا۔ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس تک
حقیقت پہنچ جائے گی۔ پریذیڈنٹ سے بات کرتے ہوئے میں
ایسٹروگن جزیرے، ماسٹر ڈکاسٹو اور ریڈ کمانڈوز کے بارے میں او
زیرو لیبارٹری کے بارے میں ان سے کھل کر بات کی تھی جس
وجہ سے ایسٹروگن جزیرے پر موجود زیرو لیبارٹری کے لئے خطر
کئی گنا بڑھ گئے ہیں۔

علی عمران یقیناً سرداور کو واپس لے جانے کے لئے وہاں پہنچ
اور وہ سرداور کے حصول کے ساتھ زیرو لیبارٹری کو بھی تباہ کر
سے گریز نہیں کرے گا جہاں ہمارے بے شمار ذہین سائنس دان
کر رہے ہیں اور زیرو لیبارٹری میں ان دنوں جن میزائلوں پر کام ہو
ہے اس پر سارے یہودیوں کے خون پسینے کی کمائی لگ رہی ہے
کھربوں ڈالرز تک پہنچ چکی ہے اس لئے اس لیبارٹری اور ان میزا
کی تباہی اسرائیل ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے یہودیوں کی کمر توڑ د
گی اور یہ نقصان اسرائیل کے لئے ایسا نقصان ہو گا کہ اسرائیل
صدیوں تک پوری دنیا کے مسلمانوں کے سامنے سر نہ اٹھا سکے گا

یہ کہہ کر اسرائیلی وزیراعظم خاموش ہو گیا جیسے مسلسل بول
بول کر تھک گیا ہو۔

"تو آپ کیا چاہتے ہیں"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے جو خاموشی سے ان
کی باتیں سن رہا تھا سپاٹ لہجے میں کہا۔

"علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ"۔ وزیراعظم نے
کہا۔

"کیا اس کے لئے آپ مجھے پاکیشیا بھیجنا چاہتے ہیں"۔ ریڈ ماسٹر
ساڈکر نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں۔ میں نے تمہیں بتایا ہے ناں کہ اگر علی عمران اور
پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی طرح علم ہو گیا کہ سرداور ہلاک نہیں
ہوئے اور وہ زندہ ہیں تو وہ ہر صورت میں انہیں واپس لینے آئیں گے
اور ان کی منزل ظاہر ہے ایسٹروگن جزیرہ ہی ہو گا"۔ وزیراعظم نے
کہا۔

"لیکن جناب۔ انہیں کیسے خبر ہو گی کہ سرداور ہلاک نہیں
ہوئے اور وہ زندہ ہیں اور اسرائیل کے قبضے میں ہیں"۔ ریڈ ماسٹر
ساڈکر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کے بارے میں کچھ
نہیں جانتے۔ وہ جن اور بھوتوں کی نسل سے ہیں۔ اپنے ملک میں
ہونے والے جرم کی بو وہ فوراً محسوس کر لیتے ہیں۔ گو مارشل ڈریلے
نے بہترین اور انوکھی پلاننگ سے سرداور کو اغوا کیا ہے لیکن مجھے

شک نہیں بلکہ پورا یقین ہے کہ ان عفریتوں کو بہت جلد ا
حقیقت کا علم ہو جائے گا"۔ وزیر اعظم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہ
" جناب ۔ آپ اس علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے
زیادہ ہی خائف معلوم ہو رہے ہیں"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے غور
وزیر اعظم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" میں ہی نہیں بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر ا
علی عمران سے پوری دنیا خائف رہتی ہے ۔ وہ حقیقت میں عفری
ہے عفریت ۔ جس نے خاص طور پر اسرائیل کو ایسے کاری زخم لگا
ہیں جن کے نشان ابھی تک باقی ہیں ۔ وہ جب بھی اسرائیل آتا
اسرائیل میں خوف اور دہشت پھیل جاتی ہے ۔ ان کو پکڑنے
ہلاک کرنے کے لئے ہماری سیکرٹ سروس، ہماری بے شمار پاور
ایجنسیاں اور ان کے نامور سربراہ ان کے ہاتھوں ختم ہو چکے ہیں
وزیر اعظم نے کہا۔

" تو آپ کے خیال میں اگر ان کو علم ہو جائے کہ ان کے نا
پاکیشیا کا سائنس دان سرداور ہلاک نہیں ہوا اور وہ زندہ ہے
اسرائیل کے قبضے میں ہے تو کیا وہ لازماً اسرائیل آئیں گے"۔
ماسٹر ساڈکر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد وزیر اعظم سے مخا
ہو کر پوچھا۔

" ہاں ۔ اگر انہیں اس بات کی بھنک پڑ گئی تو وہ ضرور آئیں
مگر وہ اسرائیل نہیں آئیں گے بلکہ سیدھا الیسٹرو گن جزیرے میں

شش کریں گے جہاں زیرو لیبارٹری میں ان کا سائنس دان
ب"۔ وزیر اعظم نے کہا۔

" تو کیا آپ کے خیال میں ان لوگوں کا الیسٹرو گن جزیرے اور
لیبارٹری میں پہنچنا اتنا ہی آسان ہے"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے
ان کر کہا۔

"نہیں جانتا ہوں ساڈکر کہ الیسٹرو گن جزیرے اور زیرو لیبارٹری
پہنچنا ان کے لئے آسان نہیں ہو گا ۔ اگر وہ کسی بھی طرح
گن جزیرے پر پہنچ بھی گئے تو وہ جزیرے میں موجود لیبارٹری کو
صورت میں تلاش نہیں کر سکیں گے ۔ ماسٹر ڈکاسٹو نے اس
کی حفاظت کے جو سائنسی انتظامات کر رکھے ہیں وہ فول
اور انتہائی سخت ہیں جس کی وجہ سے معمولی چڑیا بھی ماسٹر
کی نظروں میں آئے بغیر اس جزیرے میں داخل نہیں ہو سکتی
وہاں ریڈ کمانڈوز کی تعداد اس قدر زیادہ ہے جو اس جزیرے
نظر آنے والے معمولی مچھر کو بھی زندہ نہیں چھوڑتے ۔ اس
کے ارد گرد بڑے بڑے اور خوفناک مگر مچھوں کا راج ہے جو
ے جہازوں کو ٹکریں مار کر الٹا دیتے ہیں اور انسانی گوشت
ان کی غذا ہے ۔ اس جزیرے میں جانے کا ایک ہی راستہ ہے جو ماسٹر
تم یا پھر میں جانتا ہوں ۔ کسی چوتھے شخص کو اس راستے کا علم
نہیں ہے"۔ وزیر اعظم نے کہا۔

" اگر آپ یہ سب کچھ جانتے ہیں تو پھر آپ کو یہ خدشہ کیوں ہو رہا

ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران اس جزیرے میں
پہنچیں گے"۔ ساڈکر نے قدرے ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے کہا

" میری چھٹی حس کہہ رہی ہے ہم نے سرداور کو اغوا کر کے
بڑا خطرہ مول لیا ہے اور یہ خطرہ صرف علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ
سروس کا ہی ہے جو ناممکن کو ممکن کرنا جانتے ہیں اس لئے میں
بار کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس اور علی عمران جیسے انسان کو ایسٹروگن جزیرے میں د
ہونے سے روکنے کے لئے تم کام کرو۔ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ
سروس اگر اس طرف آئیں تو وہ تمہارے ہاتھوں زندہ بچ کر واپس
جا سکیں گے"۔ وزیر اعظم نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اگر انہوں نے ایسٹروگن جزیرے کی طرف
بھی اٹھایا تو ان کا اٹھا ہوا قدم انہیں موت کے منہ میں لے جا
میں انہیں اس عبرت ناک اور بھیانک موت ماروں گا کہ مرنے
بعد بھی ان کی روحیں صدیوں تک بلبلاتی رہیں گی"۔ ریڈ ماسٹر
نے کہا۔

" گڈ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں"۔ وزیر اعظم نے خوش
ہوئے کہا۔

" ایسا ہی ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے
بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہارا زیادہ ہولڈ ایسٹروگن جزیرے کے ارد گرد موجود ہ

میں ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم جزیرے کائی ٹن میں
اپنا نیٹ ورک پھیلا دو۔ وہ لوگ جزیرہ کائی ٹن سے ہی
ان جزیرے میں جانے کی کوشش کریں گے"۔ وزیر اعظم نے
کہا۔

" اوہ۔ کیوں۔ وہ جزیرہ کائی ٹن سے ہی کیوں ایسٹروگن جانے کی
کوشش کریں گے"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے چونک کر کہا۔

" تم شاید بھول رہے ہو ساڈکر۔ ایسٹروگن جزیرے کے بعد
اند میں اگر کوئی بڑا جزیرہ ہے تو وہ کائی ٹن ہی ہے جہاں ایکریمیا کا
ہے۔ اس جزیرے میں ہر طرح کے جرائم پنپتے ہیں۔ اس
میں انہیں آگے بڑھنے کے ذرائع میسر آ سکتے ہیں۔ لانچیں، ہیلی
تک کہ وہاں جیٹ جہاز تک موجود ہیں۔ وہ لوگ تیر کر تو کسی
صورت ایسٹروگن جزیرے تک نہیں پہنچ سکتے اس لئے لامحالہ
انہیں لانچوں، ہیلی کاپٹرز یا جیٹ جہاز کی ہی ضرورت ہو گی اور کائی
ٹن جزیرہ ایسا جزیرہ ہے جہاں دولت سے سب کچھ حاصل کیا جا سکتا
ہے"۔ وزیر اعظم نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ واقعی یہ ایک اہم پوائنٹ ہے"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے
اثبات میں ہلاتے ہوئے کہا۔

" اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ تم جزیرہ کائی ٹن کی طرف خاص توجہ
دو۔ اگر وہ اس طرف آئیں تو تم انہیں وہیں ہلاک کر دو۔ ہر صورت
میں"۔ وزیر اعظم نے کہا۔

" اوکے ۔ اگر وہ لوگ جزیرہ کائی ٹن آئے تو میں انہیں وہیں
دفن کر دوں گا"۔ ساڈکر نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔
" گڈ ۔ میں تمہیں ایک فائل دیتا ہوں ۔ فائل علی عمرا
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق ہے ۔ اس فائل کو پڑھنے
تمہیں علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں
تفصیلات مل جائیں گی جن کی مدد سے تم آسانی سے نہ صرف
ٹریس کر لو گے بلکہ ان کا خاتمہ بھی کر دو گے"۔ وزیراعظم نے
پھر انہوں نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے سرخ جلد والی
فائل نکال کر ریڈ ماسٹر ساڈکر کو دے دی ۔ فائل خاصی ضخیم تھی
" یہ فائل علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کارنام
مبنی ہے ۔ علی عمران اور اس کے ساتھیوں نے اسرائیل اور ا
کے حامی ممالک کے خلاف جو مشن مکمل کئے ہیں اس میں ا
کام کرنے کے انداز، ان کے کردار اور ان کے بارے میں
تفصیلات موجود ہیں جس سے تمہیں ان لوگوں کو سمجھنے اور
ذہنیت کا پتہ چل جائے گا"۔ وزیراعظم سرجان نے کہا۔
" بہتر ہے ۔ میں پہلے اس فائل کا مطالعہ کروں گا اور اس
ان لوگوں کے مزاج اور ان کے انداز کے مطابق ہی ان کے
بندوبست کروں گا"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا تو وزیراعظم سر
اثبات میں سر ہلایا اور پھر ریڈ ماسٹر ساڈکر اٹھا اور اس نے سر
ہاتھ ملایا اور پھر وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

تیز رفتار جیٹ جہاز کی آرام دہ سیٹوں پر عمران اپنے ساتھیوں کے
ساتھ بیٹھا تھا ۔ ان کی منزل گوسٹن تھی ۔ عمران کے ساتھ جولیا بیٹھی
ہوئی تھی ۔ اس کے عقب میں صفدر اور تنویر تھے ۔ ان کے پیچھے خاور
اور نعمانی جبکہ جوزف اور کیپٹن حمزہ سامنے والی رو کی پہلی نشستوں
پر بیٹھے تھے ۔ ان کے پیچھے صدیقی اور چوہان بیٹھے ہوئے تھے ۔ عمران
خلاف توقع خاموش اور انتہائی سنجیدہ نظر آ رہا تھا ۔ ایکسٹو نے ٹیم کو
فوری طور پر ایئرپورٹ پہنچنے کا حکم دیا تھا جس کی وجہ سے وہ فوراً تیار
ہو کر ایئرپورٹ پہنچ گئے تھے جہاں عمران کے ساتھ جوزف اور کیپٹن
حمزہ پہلے ہی موجود تھے ۔ ایکسٹو نے انہیں صرف اتنا ہی کہا تھا کہ ان
سب کو ایک اہم مشن پر جانا ہے ٹیم کو لیڈ عمران کرے گا۔
ایکسٹو نے نہ ہی انہیں مشن کے بارے میں بتایا تھا اور نہ ان کی

منزل کے بارے میں ۔ انہوں نے ایئرپورٹ پر عمران سے بھی
کے بارے میں پوچھنے کی کوشش کی تھی مگر عمران بھلا آسانی سے
کے ہاتھ آنے والوں میں سے کہاں تھا۔ وہ ادھر ادھر کی باتیں کر
اور پھر وہ سب جیٹ جہاز میں آ گئے جہاں آتے ہی عمران سنجیدہ
تھا ۔ جہاز کو پاکیشیا سے پرواز کئے بارہ گھنٹے ہو چکے تھے اور اب
کی منزل چار گھنٹوں کے فاصلے پر تھی۔

" اب تو بتا دو کہ ہم گوسٹن کیوں جا رہے ہیں"۔ جولیا نے
کو سنجیدہ دیکھ کر کہا۔

" سوری ۔ تم نے مجھ سے کچھ کہا ہے"۔ عمران نے ایسے کہا
اس نے جولیا کی بات سنی ہی نہ ہو۔

" میں نے کہا نہیں پوچھا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

" کیا پوچھا ہے"۔ عمران نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

" یہ کہ ہم گوسٹن میں کیوں جا رہے ہیں"۔ جولیا نے منہ
ہوئے کہا۔

" گوسٹن میں جا رہے ہیں ۔ ارے باپ رے ۔ میں نے تو
ٹکٹیں لی تھیں ۔ ہم نے جہاز میں جانا تھا اور تم کہہ رہی ہو
گوسٹن میں جا رہے ہیں ۔ یہ گوسٹن کس سواری کا نام ہے ۔
یاد آیا ۔ کرانسی زبان میں گوسٹن گدھے کو کہتے ہیں ۔ تو
گدھے پر سوار ہیں"۔ عمران نے کہا ۔ اس کے چہرے پر
حماقتوں کی آبشار بہنے لگی تھی۔

بکواس مت ۔ سیدھی طرح بتاؤ ورنہ میں تمہارا سر توڑ دوں گی"۔
جولیا نے چہرے پر غصہ لاتے ہوئے کہا۔

" بس ۔ سر توڑ دو گی ۔ لک ۔ کیوں ۔ میں نے کیا کیا ہے"۔
عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب ۔ چیف نے ہمیں مشن پر جانے کے لئے فوری
طور پر ایئرپورٹ پہنچنے کے لئے کہا تھا ۔ چیف نے ہمیں نہ مشن کے
متعلق کچھ بتایا تھا اور نہ ہی یہ بتایا تھا کہ ہمیں جانا کہاں ہے ۔ اس
مشن کے لیڈر حسب دستور آپ ہی ہیں ۔ کم از کم ہمیں یہ تو بتا دیں
کہ ہمارا مشن کیا ہے اور گوسٹن جا کر ہمیں کرنا کیا ہے"۔ پیچھے بیٹھے
ہوئے صفدر نے کہا۔

" جس طرح تم سب مشن اور منزل کے بارے میں لاعلم ہو اسی
طرح اس بار چیف نے مجھے بھی کچھ نہیں بتایا ۔ چیف نے فوری طور
پر بوریا بستر سمیت ایئرپورٹ پہنچنے کے لئے کہا تھا ۔ ساتھ ہی اس نے
بلیک راسکل جوزف اور وائٹ راسکل کیپٹن حمزہ کو بھی میرے
ہمراہ بھیج دیا تھا ۔ تم تو جانتے ہو کہ یہ کس قدر کمزور دل اور شریف
النفس انسان ہیں ۔ تمہارے چیف کا سرد لہجہ سن کر میں حکم حاکم
مرگ مفاجات کے مصداق ایئرپورٹ پہنچ گیا تھا ۔ ان دونوں کو تو
میں ساتھ لانا نہیں بھولا تھا مگر بوریا بستر آغا سلیمان پاشا نے مجھے
لانے نہیں دیا تھا کہ میں بوریا بستر سمیٹ کر اس کی تنخواہوں کا
حساب دیئے بغیر کہیں غائب نہ ہو جاؤں"۔ عمران نے معصوم سے

لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر ان سب کے ہونٹوں
مسکراہٹ آ گئی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ چیف نے تمہیں مشن کی تفصیلات
بتائی ہوں۔ تم شاید ہمیں چکر دینے کی کوشش کر رہے ہو"۔
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چکر۔ ارے چکر تو مجھے آ رہے ہیں۔ ایک مشن کے ابھی
پورے نہیں ہوئے تو چیف نے دوسرے مشن کے لئے چکروں
ڈال دیا ہے۔ چکر پر چکر کھا کر میرا تو سچ مچ سر چکرا گیا ہے"۔ عم
نے چکروں کی مسلسل گردان کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ایک بات پوچھوں"۔ صفدر نے مسکرا
ہوئے کہا۔

"پوچھو۔ شاید تمہارے کچھ پوچھنے سے چکروں کا یہ سلسلہ ختم
جائے"۔ عمران نے معصومیت سے کہا۔

"اگر آپ کو مشن کے بارے میں معلوم نہیں ہے تو آپ ا
ساتھ یہ براؤن بریف کیس کیوں لائے ہیں"۔ صفدر نے مسکرا
ہوئے کہا۔

"بریف کیس۔ ارے۔ اس میں تو میرے دو جوڑے کپڑ
ایک جوڑا جوتوں کا۔ شیو کا سامان اور جرابیں وغیرہ ہیں"۔ عمران
اپنے قدموں میں رکھے ہوئے بریف کیس پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"بریف کیس سے کسی مشن کا کیا تعلق"۔ جولیا نے بھی صفدر

بات سن کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ آپ نے اس بریف کیس کو غور سے نہیں دیکھا۔
یہ سپیشل بریف کیس ہے جس میں عمران صاحب بظاہر بے ضرر
چیزیں رکھتے ہیں مگر وہ بے ضرر چیزیں انتہائی تباہ کن اور خوفناک
اسلحہ ہوتا ہے اور عمران صاحب اس بریف کیس کو اس وقت ساتھ
لاتے ہیں جب انہیں کسی خاص جگہ کی تباہی مقصود ہوتی ہے"۔
صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا چونک کر بریف کیس کو
دیکھنے لگی۔

"ارے۔ کک۔ کیا کہہ رہے ہو صفدر۔ آہستہ بولو۔ اگر کسی
نے سن لیا تو میں خواہ مخواہ دہشت گرد قرار دے دیا جاؤں گا اور
سیکورٹی کا عملہ مجھے اڑتے جہاز سے نکال باہر کریں گے۔ تمہیں شاید
معلوم نہیں جہاز اس وقت چالیس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر رہا ہے
اگر سیکورٹی والوں نے جہاز کا دروازہ کھول کر مجھے باہر دھکیل دیا تو
میں بے موت اور کنوارہ ہی مارا جاؤں گا۔ اور میں نے سنا ہے کہ
کنواروں کا تو جنازہ بھی جائز نہیں ہوتا"۔ عمران نے خوفزدہ سے لہجے
میں کہا۔

"ہونہہ۔ صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ سپیشل بریف کیس تم
صرف سپیشل مشنز پر ہی استعمال کے لئے ساتھ لاتے ہو۔ اس کا
مطلب ہے کہ تمہیں معلوم ہے کہ ہمارا مشن کیا ہے اور ہم کہاں جا
رہے ہیں"۔ جولیا نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ارے۔مم۔میں سچ کہہ رہا ہوں۔مجھے کچھ معلوم
ہے۔اس طرح مجھے مت گھورو ورنہ میرے پسینے چھوٹ جا
گے"۔عمران نے کہا۔

"عمران۔تم سیدھی طرح بتاتے ہو یا نہیں"۔جولیا نے
لہجے میں کہا۔

"بب۔بتاتا ہوں۔بتاتا ہوں"۔عمران نے سہمے ہوئے لہجے
کہا۔

"تو بتاؤ"۔جولیا نے اسی انداز میں کہا۔

"کیا بتاؤں"۔عمران نے کہا۔

"یہی کہ ہم کہاں جا رہے ہیں"۔جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

"گگ۔گوسٹن۔ہم گوسٹن جا رہے ہیں"۔عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔یہ تو مجھے بھی معلوم ہے کہ ہم گوسٹن جا رہے ہیں
کیوں۔گوسٹن جا کر ہمیں کرنا کیا ہے"۔جولیا نے جھلائے ہو
لہجے میں کہا۔

"شادی"۔عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر نہ صرف ج
بلکہ تنویر بھی چونک پڑا جبکہ صفدر کے ہونٹوں پر بے اخ
مسکراہٹ آ گئی تھی۔

"شادی۔کیا مطلب۔کیا بکواس کر رہے ہو"۔جولیا نے اس
طرف غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ارے۔شادی کا مطلب بکواس کیسے ہو سکتا ہے۔شادی ج

بننے کا حق ہر مسلمان کو ہے۔الحمدللہ میں بھی مسلمان ہوں
ار ایک شادی کر کے میں اپنا جنازہ تو جائز ضرور کراؤں گا"۔
ان نے کہا۔

"ہونہہ۔تو تم گوسٹن صرف شادی کرنے جا رہے ہو"۔جولیا
نے کہا۔

"ہاں۔اور تم سب میرے باراتی ہو۔تنویر میرا شہ بالا بنے گا اور
تم۔"عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔اس
کی بات سن کر تنویر کا چہرہ یکلخت سرخ ہو گیا تھا جبکہ دوسروں کے
اس پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔

"اور میں کیا"۔جولیا نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔عمران کی
بات سن کر اس کے چہرے پر شادابی سی آ گئی تھی۔

"اور تم میری وہ بنو گی۔وہ۔وہ"۔عمران نے شرماتے ہوئے کہا
تو جولیا کا رنگ اور زیادہ سرخ ہو گیا۔

"خبردار اگر مزید بکواس کی تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا"۔
تنویر جیسے عمران کے فقرے پر پھٹ پڑا۔

"خاور یہ تم سے کہہ رہا ہے"۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے کیوں۔باتیں تو آپ کر رہے ہیں عمران صاحب"۔
خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے تم تنویر کے پیچھے بیٹھے ہو۔غلطی سے تمہارا پاؤں اس کی
دم پر آ گیا ہے"۔عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر وہ سب ہنس

پڑے۔

"تم سب ہنس کیوں رہے ہو۔ میں نے تمہیں کوئی لطیفہ تو نہیں سنایا"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کی باتیں کسی لطیفے سے کم بھی نہیں ہوتیں"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ خوشی ہوئی یہ سن کر۔ چلو اسی خوشی میں تمہیں ایک لطیفہ سنا دیتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"آپ ہمیں باتوں سے بہلانے کی کوشش کر رہے ہیں عمران صاحب"۔ صفدر نے کہا۔

"کیا کروں۔ تم دودھ پیتے بچے تو نہیں ہو جنہیں فیڈر دے کر بہلایا جائے اس لئے باتوں سے بہل جاؤ"۔ عمران نے کہا۔

"چلیں سنائیں لطیفہ۔ اس طرح کم از کم وقت تو کٹ جائے گا"۔ خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو دل جگر کر دے تھام لو ساتھیو کہ اب ہے میری باری آئی"۔ عمران نے کہا۔

"یہ لطیفہ ہے"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ لطیفے کی بہن لطیفی تھی"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ بور کر رہے ہیں"۔ صفدر نے بیزاری سے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ۔ میں نے ایک ہاتھی کے سامنے دس کیلے رکھے۔ اس نے نو کیلے کھا لئے تھے جبکہ دسواں کیلا اس نے نہیں کھایا تھا کیوں"۔ عمران نے کہا۔

"یہ سوال ہے یا لطیفہ"۔ جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"جو چاہو سمجھ لو"۔ عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"یہ تو سیدھی سی بات ہے ہاتھی کا نو کیلوں سے پیٹ بھر گیا ہو گا اس لئے اس نے دسواں کیلا نہیں کھایا ہو گا"۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ یہ بات نہیں ہے"۔ عمران نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر وہ کیلا خراب ہو گا"۔ جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ یہ بات بھی نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"پھر یقینی بات ہے کہ اس کے حصے کا دسواں کیلا تم ہی کھا گئے ہو گے"۔ تنویر نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"میری لنگوروں والی عادت نہیں ہے۔ لنگوروں کی باقاعدہ ایک لمبی سی دم ہوتی ہے اور اس کی دم پر ابھی تھوڑی دیر پہلے خاور نے غلطی سے پیر رکھ دیا تھا"۔ عمران نے برجستہ کہا تو تنویر نے منہ بنا لیا۔

"تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے"۔ تنویر نے کڑوا سا منہ بنا کر کہا۔

"اچھا چھوڑو۔ تم ہی بتا دو ہاتھی نے دسواں کیلا کیوں نہیں تھا"۔ جولیا نے کہا۔

"اس لئے کہ دسواں کیلا مٹی کا تھا یعنی آرٹیفیشل"۔ عمران نے معصومیت سے کہا تو سب کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"ایک اور ہاتھی کے سامنے میں نے دس کیلے رکھے مگر اس ایک بھی کیلا نہیں کھایا تھا بتاؤ کیوں"۔ عمران نے اسی اندا کہا۔

"وہ سارے کیلے نقلی ہوں گے"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ کیلے اصلی تھے"۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر ہاتھی کو بھوک نہیں ہو گی"۔ جولیا نے کہا۔ وہ شاید ا گزاری کے لئے عمران سے نوک جھونک کرنے پر اتر آئے تھے لئے وہ عمران کی باتوں میں پوری طرح سے دلچسپی لے رہے تھے۔

"یہ بات بھی نہیں ہے"۔ عمران نے انکار میں سر ہلاتے ہ کہا۔

"ہونہہ۔ خود ہی بتا دو کہ کیوں نہیں کھائے تھے ہاتھی نے تمہاری طرح تمہارے سوال بھی احمقانہ ہیں"۔ جولیا نے منہ ب ہوئے کہا۔

"وہ اس لئے کہ اس بار ہاتھی نقلی تھا۔ نقلی ہاتھی کیلے کیسے سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب پلیز۔ سنجیدہ ہو جائیں اور ہمیں مشن کے با

تا ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"اچھا بھائی۔ جب تم سب بہن بھائی مجھے اس قدر پلیز کر رہے ہو میں ہو جاتا ہوں سنجیدہ۔ لیکن دیکھ لینا مجھے سنجیدہ دیکھ کر تنویر بے ہوش ہو گیا تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہو گا"۔ عمران نے کہا تو سب ہنس دیئے۔

"ہونہہ۔ کیپٹن حمزہ تم بتاؤ ہم کہاں اور کس مقصد کے لئے جا رہے ہیں"۔ جولیا نے تنگ آ کر کیپٹن حمزہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سب سے لاتعلق اور خاموش بیٹھا تھا۔

"لس سرداور کو واپس لانے کے لئے جا رہے ہیں"۔ کیپٹن حمزہ نے عمران کے اشارے پر کہا تو وہ سب اس کی بات سن کر چونک اٹھے۔

"سرداور۔ کیا مطلب۔ سرداور یہاں کہاں سے آ گئے اور لینے آئے ہیں سے تمہاری کیا مراد ہے"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"تم پینتھر سے علی بابا اور چالیس چوروں کی کہانی سنو۔ اتنی دیر میں آرام کر لیتا ہوں۔ جب پینتھر کی کہانی ختم ہو جائے تو مجھے جگا لینا"۔ عمران نے سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔

"تم جاؤ جہنم میں"۔ جولیا نے کہا۔

"اکیلا جاؤں یا تمہارے لئے بھی ٹکٹ کٹا لوں"۔ عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر صفدر اور اس کے دوسرے ساتھی بے اختیار

مسکرا دیئے۔

"کیپٹن حمزہ تم بتاؤ۔ اسے تو ادھر ادھر کی باتوں کے ۔
نہیں آتا"۔ جولیا نے منہ بنا کر کہا تو کیپٹن حمزہ بھی مسکرا دیا۔
اس نے سرداور کے اغوا اور ان کے خفیہ طور پر ایکریمیا پہنچنے کی
تفصیلات بتا دیں۔

"اوہ۔ اگر اسرائیلی ایجنٹوں نے سرداور کو اغوا کیا ہے تو ۔
کو اسرائیل کیوں نہیں لے گئے"۔ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ سرداور کو اسرائیل نہیں بلکہ اپنی کسی خفیہ لیبارٹری
لے جانا چاہتے تھے جہاں وہ عالم اسلام کے خلاف ایک بار پھر
گھناؤنی سازش کرنے کے لئے تباہ کن ایجاد میں مصروف ہیں"۔
عمران نے آنکھیں کھول کر کہا اور اس بار اس کے چہرے پر سنجیدگی
دیکھ کر ان کے چہروں پر سکون آ گیا۔

"کیسی سازش۔ کیسی ایجاد"۔ جولیا نے کہا۔

"سازش اور ان کی تباہ کن ایجاد کے بارے میں تو ابھی معلوم
نہیں ہو سکا لیکن بہرحال فارن ایجنٹس اور چند مخبروں سے خبر
ہوئی معلومات سے یہ ضرور پتہ چلا ہے کہ اسرائیل کی ایک بہت
اور اہم لیبارٹری جسے زیرو لیبارٹری کہا جاتا ہے۔ اسرائیل کے ا
جزیرے ایسٹروگن پر کام کر رہی ہے جہاں اسرائیلی سائنس د
مسلمانوں کی تباہی کے لئے کوئی تباہ کن ایجاد میں مصروف ہیں
اس ایجاد میں ان کے کام میں ایک رکاوٹ آ گئی تھی اور اس رکاو

صرف پاکیشیائی سائنس دان سرداور ہی دور کر سکتے تھے اس لئے
انہوں نے سرداور کو اغوا کرنے اور انہیں خفیہ طور پر ایسٹروگن
میں پہنچانے کا پروگرام بنا لیا اور اسرائیلی ایجنٹوں نے سرداور کو
اغوا کرنے کا ایک انوکھا طریقہ اختیار کیا تھا جو کیپٹن حمزہ تمہیں بتا
چکا ہے۔ اب ہمیں اس ایسٹروگن جزیرے پر جانا ہے جہاں سے ہمیں
نہ صرف سرداور کو واپس لانا ہے بلکہ ان کی ایجاد سمیت اس زیرو
لیبارٹری کو بھی تباہ کرنا ہے"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اگر سرداور ایسٹروگن جزیرے پر ہیں اور ہمیں اپنا مشن
اسی جزیرے پر ہی مکمل کرنا ہے تو ہم گوسٹن کیوں جا رہے ہیں
ایسٹروگن جزیرہ تو گوسٹن سے سینکڑوں میل دور ہے۔ ہمیں برماٹن
یا کالی ٹن جزیروں کی طرف جانا چاہئے تھا جہاں سے ہمارا لئے
ایسٹروگن جزیرے میں پہنچنا آسان ہوتا"۔ تنویر نے کہا۔

"تم ایسٹروگن جزیرے کے بارے میں کیا جانتے ہو"۔ عمران نے
اس تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ ایسٹروگن جزیرہ بحر ہند کے درمیانی حصے میں کہیں موجود
ہے جس کے ارد گرد بے شمار آباد اور غیر آباد جزیرے ہیں جن پر
بیشتر ایکریمیا اور چند جزیروں پر باچان کا ہولڈ ہے۔ ان جزیروں
کو وہ جنگی مشقوں کے لئے استعمال کرتے ہیں"۔ تنویر نے کہا۔

"تم شاید پرانی باتیں کر رہے ہو تنویر"۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

" ان جزیروں کے بارے میں، میں نے جیوگرافکس بکس
بہت پہلے پڑھا تھا۔ کیوں کیا یہ سب غلط ہے"۔ تنویر نے کہا۔
" نہیں۔ ایسٹروگن جزیرے کے ارد گرد سات جزیرے ہیں
پہلے ایکریمیا اور باچان کا قبضہ تھا لیکن ان جزیروں پر اس قدر سم
طوفان آتے تھے جس سے ایکریمی اور باچانی فوج کا زبردست نقا
ہو جاتا تھا۔ ان کے سینکڑوں فوجی مارے جاتے تھے جس کی وج
انہوں نے ان جزیروں کو خالی کر دیا تھا۔ ان کے جزیرے خالی
کی دیر تھی کہ ان تمام جزیروں پر بھی اسرائیل نے قبضہ کر لیا
لئے ایسٹروگن اور اس کے ارد گرد موجود جزیروں پر اب
اسرائیل کا ہی ہولڈ ہے اس لئے ہمیں بہت سوچ سمجھ کر اور
پلاننگ سے ایسٹروگن جزیرے پر جانا ہو گا"۔ عمران نے کہا
سب نے عمران کی تائید میں سر ہلا دیا۔
" لیکن اس کے لئے گوسٹن آنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہم کہ
نزدیک کے علاقے میں بھی تو جا سکتے تھے"۔ جولیا نے کہا۔
" میری اطلاعات کے مطابق ایسٹروگن جزیرے اور اس کے
گرد موجود دوسرے سات جزیروں پر اسرائیل کی سپیشل آرمی
ہے جسے ریڈ کمانڈوز کہا جاتا ہے اور ریڈ کمانڈوز ریڈ ماسٹرز کے
کام کرتی ہے۔ ریڈ ماسٹرز دو بھائی ہیں جن میں ایک کا نام
ڈکاسٹو ہے اور دوسرا ریڈ ماسٹر ساڈکر۔ ماسٹر ڈکاسٹو ایسٹروگن جز
پر اپنے مین ہیڈ کوارٹر میں رہتا ہے جبکہ ریڈ ماسٹر ساڈکر سمن

... جزیروں کو کنٹرول کرتا ہے۔ ان ریڈ کمانڈوز کا نیٹ ورک
... ایکریمیا اور پورے ایشیا میں پھیلا ہوا ہے جو اسرائیل کے
...ات کے لئے کام کرتا ہے اور دنیا بھر کی خبریں اور اہم اطلاعات
...کمانڈوز کے ذریعے چیف کو پہنچتی ہیں اور پھر چیف جس کا نام
... ہے تمام اطلاعات ریڈ ماسٹرز کو اپنے ذرائع سے منتقل کر دیتا
... یہی وہ سپاٹ ہے جہاں سے ہم جزیرہ کائی ٹن جا سکتے ہیں۔
... کائی ٹن میں گوسٹن سے ہی ہارک کے سپیشل جہاز جاتے ہیں۔
... سپیشل جہازوں میں وہ جزیروں پر سپلائیاں بھجواتا ہے۔ ان کے
... ان اطراف میں دوسرا کوئی جہاز نہیں جا سکتا"۔ عمران نے کہا۔
... اوہ۔ تو یہ بات ہے"۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا
... وہ ساری بات سمجھ گئی ہو۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات
... اچانک طیارے میں گوسٹن ایئرپورٹ پر لینڈ کرنے کے بارے
... اعلان ہونے لگا۔ تھوڑی دیر بعد طیارہ گوسٹن ایئرپورٹ پر لینڈ
... گیا اور کلیئرنس کے بعد عمران اپنے ساتھیوں کو لے کر ایئرپورٹ
... باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ٹیکسیوں کے ذریعے ہوٹل کارڈون پہنچ
... جہاں ان کے کمرے پہلے سے بک تھے۔ عمران ان سب کو ہوٹل
... روم میں پہنچا کر کیپٹن حمزہ کو ساتھ لے کر باہر چلا گیا اور وہ
... اب ان میں مشن کی تفصیلات پر بات چیت کرنے میں مصروف
... گئے۔

ریڈ ماسٹر ساڈکر ریڈ ماسٹرز کا نمبر ٹو تھا جبکہ ریڈ ماسٹر ٹو کہا
ایسٹروگن جزیرے پر موجود ریڈ ماسٹر ون ڈکاسٹو۔ ریڈ ماسٹر
بھائی تھا جس کی ذمہ داری جزیرے اور جزیرے پر موجود زیرو لی
کی حفاظت کرنا تھی۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے اس جزیرے کی ح
کے لئے اسرائیلی سائنس دانوں کی مدد سے بے پناہ سخت انت
رکھے تھے جس کی وجہ سے ایک معمولی مکھی بھی ریڈ ماسٹر ڈ
نظروں میں آئے بغیر اس جزیرے میں داخل نہیں ہو سکتی ت
ریڈ ماسٹر ساڈکر ایسٹروگن کے ارد گرد موجود دوسرے جزیر
سمندر پر نظر رکھتا تھا۔ اس کی چیکنگ کا دائرہ بے حد وسیع تھ
نے تمام جزیروں پر ریڈ کمانڈوز تعینات کر رکھے تھے اور سم
بھی ریڈ کمانڈوز لانچوں اور جہازوں میں ہر وقت موجود رہ
جانے والے جہاز، لانچوں اور کشتیوں پر نظر رکھتے تھے اور ا

… میں وہ ان جہازوں، لانچوں اور کشتیوں کو ایک لمحے میں
… کر تباہ کر دیتے تھے اور کسی کو ان جزیروں کی طرف پھٹکنے
… نہیں دیتے تھے۔ زیرو لیبارٹری میں جانے والی ہر سپلائی
… ریڈ ماسٹر ساڈکر چیک کرتا تھا اور پھر اس سپلائی کو وہ خود اپنی
… میں لیبارٹری تک پہنچاتا تھا۔
… پرائم منسٹر نے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر جس علی
… کے بارے میں اسے بریف کیا تھا ریڈ ماسٹر ساڈکر کو ان میں
… دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ حیران تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ
… سے پرائم منسٹر اس قدر کیوں خوفزدہ ہے اور اسے اس قدر
… یوں ہے کہ یہ ایجنٹ پاکیشیائی سائنس دان کو لینے کے لئے
… جزیرے پر آئیں گے۔ نہ صرف وہ ایسٹروگن جزیرے سے
… سائنس دان کو حاصل کرنے کی کوشش کریں بلکہ وہ زیرو
… کو بھی تباہ کر دیں گے۔
… ریڈ ماسٹر ساڈکر نے پرائم منسٹر کی پاکیشیا سیکرٹ سروس
… متعلق دی ہوئی فائل کا مطالعہ کیا جس میں ان کے کارناموں کی
… درج تھی تو ریڈ ماسٹر ساڈکر کو یقین آ گیا کہ پرائم منسٹر کا
… بے معنی نہیں ہے۔ وہ ایجنٹ واقعی بے حد تیز، فعال اور
… تھے جو اپنے مقصد کے حصول کے لئے کچھ بھی کر سکتے تھے۔
… پر ان میں موجود علی عمران جو بظاہر احمق بنا رہتا تھا کسی
… دماغ رکھتا تھا جو ہر قسم کی سچوئیشن کو بدل دینے پر قدرت

رکھتا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کے کارنامے پڑھ کر ریڈ ماسٹر
کے دل میں شدید خواہش پیدا ہو گئی تھی کہ وہ خود علی عمرا
اس کے ساتھیوں سے ٹکرائے اور اپنے ہاتھوں ان کو ہلاک
پرائم منسٹر اور اسرائیل پر یہ ثابت کر دے کہ اس سے بڑھ
فعال اور طاقتور انسان کوئی نہیں ہے۔ پرائم منسٹر نے کہا تھا
عمران اور اس کے ساتھیوں کو سرداور کے زندہ ہونے کی اطلا
گئی تو وہ ہر صورت میں یہاں آئیں گے اور اس طوفان کو رو
ذمہ داری ریڈ ماسٹر ساڈکر پر تھی۔

ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کائی ٹن اور دوسرے تمام جزیروں
الرٹ کر دیا تھا۔ پرائم منسٹر نے ریڈ ماسٹر ساڈکر کو پاکیش
موجود چند فارن ایجنٹوں کے رابطہ نمبر بھی دے دیئے تھے جو
میں عمران اور اس کے ساتھیوں پر نظر رکھے ہوئے تھے۔
لئے پرائم منسٹر نے پاکیشیا میں خاص انتظام کرائے تھے تا
عمران اور اس کے ساتھی جب پاکیشیا سے روانہ ہوں تو وہ
ماسٹر ساڈکر کو ان کے بارے میں رپورٹ دے سکیں اور ر
ساڈکر ان کا بھرپور انداز میں انتظام کر سکے۔

اس وقت ریڈ ماسٹر ساڈکر کائی ٹن جزیرے پر موجود لمبے
ہیڈ کوارٹر کے ایک کمرے میں موجود تھا اور آرام دہ بستر پر لی
نیند سو رہا تھا کہ اچانک تیز سیٹی کی آواز نے اسے بری طر

رکھ دیا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ کمرے میں ایک سرخ بلب
رہا تھا اور تیز سیٹی کی آواز آ رہی تھی۔

"اوہ۔ سپیشل کال آ رہی ہے"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے سرخ بلب
سپارک کرتے دیکھ کر کہا۔ وہ جلدی سے اٹھا اور پھر تیز تیز چلتا ہوا
ایک دیوار کے پاس آ گیا۔ اس نے دیوار کی جڑ میں مخصوص
میں ٹھوکر ماری تو اچانک دیوار میں دروازہ کھل کر سائیڈوں کی
میں گھستا چلا گیا۔ وہاں ایک بڑا خلا نمودار ہو گیا تھا۔ سامنے
راہداری تھی۔

ریڈ ماسٹر ساڈکر راہداری میں آیا تو اس کے عقب میں دروازہ
بند ہو گیا۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا راہداری سے گزر کر ایک کمرے
دروازے کے قریب آ گیا جو بند تھا۔ اس نے دروازے پر اپنا ہاتھ
رکھا تو ہلکی سی سیٹی کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا اور
ایک خوبصورت اور سجے سجائے کمرے میں آ گیا۔

یہ ریڈ ماسٹر ساڈکر کا کنٹرولنگ روم تھا جہاں وہ ٹرانسمیٹروں پر ریڈ
کی رپورٹیں سنتا تھا اور انہیں ہدایات دیتا تھا۔ کمرے میں
مشینیں آٹومیٹک انداز میں کام کر رہی تھیں۔ ایک دیوار کے
ایک بڑی سی مشین تھی جس پر لگے کئی بلب سپارک کر رہے
۔ وہ اس مشین کے قریب آیا اور اس مشین کے قریب پڑی ہوئی
بیٹھ گیا اور تیزی سے اس مشین کے مختلف بٹن آن کرنے لگا
مشین میں لگے مائیک سے ایک تیز آواز سنائی دی۔ ریڈ ماسٹر

ساڈکر نے مشین سے ایک مائیک نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔
"ہیلو۔ہیلو۔زیرو نائن زیرو نائن کالنگ۔اوور"۔دوسری
سے بار بار یہی الفاظ دوہرائے جا رہے تھے۔اس مشین میں
طاقتور اور لانگ رینج ٹرانسمیٹر نصب تھا۔یہ مشین ایسی تھی
کی جانے والی کال نہ کسی طرح کیچ کی جا سکتی تھی اور نہ ہی ا
صورت ٹریس کیا جا سکتا تھا۔

"یس۔ریڈ ماسٹر اٹنڈنگ یو۔اوور"۔ریڈ ماسٹر ساڈکر نے

"ماسٹر۔میں پاکیشیا سے البونی بول رہا ہوں۔اوور"۔
طرف سے کہا گیا۔

"یس البونی۔کس لئے کال کی ہے"۔ریڈ ماسٹر ساڈکر نے
کر کہا۔البونی کی آواز سن کر وہ چونک پڑا تھا کیونکہ البونی پاک
اسرائیل کا فارن ایجنٹ تھا جس کی پرائم منسٹر نے عمران اور ا
ساتھیوں پر نظر رکھنے کی ڈیوٹی لگا رکھی تھی۔

"باس۔ایک اہم اطلاع ہے۔عمران اپنے ساتھیوں
گوسٹن روانہ ہو گیا ہے۔اوور"۔دوسری طرف سے البونی نے

"گوسٹن۔کیا مطلب۔وہ گوسٹن کیا کرنے گیا ہے۔
ریڈ ماسٹر ساڈکر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں جانتا ماسٹر۔میں سپیشل سرچنگ ریز سے عم
اس کے ساتھیوں کی مسلسل نگرانی کر رہا تھا۔عمران اور ا
ساتھی مجھے ایئر پورٹ پر نظر آئے تھے۔پھر میں نے انہیں طیار

ہوا ہوتے دیکھا۔ایئر پورٹ سے میں نے معلومات حاصل کیں تو
معلوم ہوا کہ وہ گوسٹن جانے کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔اوور"۔
دوسری طرف سے البونی نے کہا۔

"کیا وہ میک اپ میں ہیں۔اوور"۔ریڈ ماسٹر ساڈکر نے پوچھا۔
اس کا لہجہ بے حد تیز تھا۔

"عمران کے علاوہ اس کے سبھی ساتھی میک اپ میں ہیں ماسٹر۔
اوور"۔دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ گوسٹن میں کہاں اور کس کے
پاس جا رہے ہیں۔اوور"۔ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا۔

"میں نے اپنا ایک آدمی آرشل اس طیارے میں سوار کرا دیا ہے
اور اسے آپ کا نمبر دے دیا ہے۔وہ گوسٹن میں ان کی نگرانی کرے
گا۔وہ لوگ جہاں بھی جائیں گے وہ خود ہی آپ کو رپورٹ دے دے
گا۔اوور"۔البونی نے کہا۔

"ہونہہ۔وہ گوسٹن کے لئے کب روانہ ہوئے تھے۔اوور"۔ریڈ
ماسٹر ساڈکر نے کہا۔

"انہیں پاکیشیا سے روانہ ہوئے کئی گھنٹے ہو چکے ہیں ماسٹر۔اب
تو وہ گوسٹن پہنچنے ہی والے ہوں گے۔اوور"۔البونی نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"انہیں روانہ ہوئے کئی گھنٹے ہو چکے ہیں اور تم اب مجھے اطلاع
دے رہے ہو۔نانسنس۔اوور"۔ریڈ ماسٹر ساڈکر نے غراتے ہوئے

کہا۔

" سوری ماسٹر۔ میرا سپیشل ٹرانسمیٹر خراب ہو گیا تھا۔ ٹرانسمیٹر حاصل کرنے میں مجھے وقت لگ گیا تھا۔ اوور"۔ د طرف سے البونی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" وہ کن حلیوں اور کن ناموں سے جہاز میں سفر کر رہے اوور"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا تو البونی نے اسے عمران اور اس ساتھیوں کے حلیئے بتانا شروع کر دیئے اور اس نے ان کے نام بھی بتا دیا تھا جن ناموں سے عمران اور اس کے ساتھی جہاز میں کر رہے تھے۔

" اوکے۔ میں خود ہی انہیں دیکھ لوں گا۔ اوور اینڈ آل" ماسٹر ساڈکر نے سر جھٹک کر کہا اور اس دوسری طرف سے جواب بغیر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" ہونہہ۔ انہیں گوسٹن روانہ ہوئے کئی گھنٹے ہو چکے ہیں نانسنس مجھے اب اطلاع دے رہا ہے۔ اب تک تو ان کا گوسٹن پہنچ چکا ہو گا۔ لیکن وہ گوسٹن کیا کرنے گئے ہیں۔ ا سرداور کو حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں تو انہیں سیدھا کا جزیرے پر آنا چاہیئے تھا۔ پھر گوسٹن جانے کا ان کا کیا مقصد ہ ہے"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ اس چہرے پر شدید پریشانی کے آثار تھے۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ اچھل پڑا۔

" اوہ۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ وہ لوگ گوسٹن میں یقیناً ہارک کے ائے ہوں گے۔ ہارک جو ایسٹرو گن اور دوسرے جزیروں کے لئے ال سپلائی بھیجتا ہے۔ وہ لوگ لازماً ہارک تک پہنچنے اور اس پر ڈالنے کے لئے گوسٹن گئے ہیں کیونکہ گوسٹن میں ہارک کے سوا ن کے لئے اور کوئی کارآمد شخص نہیں ہو سکتا"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے ت چباتے ہوئے کہا۔ اس نے جلدی سے مائیک پکڑ کر مشین کے بند بٹن دبانے لیکن اس سے پہلے کہ وہ فریکونسی سیٹ کر کے ال کرتا اسی لمحے مشین سے پھر سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ آرشل کالنگ فرام گوسٹن۔ اوور"۔ سپیکر سے ایک تیز آواز سنائی دی تو آرشل کا نام سن کر ریڈ ماسٹر ساڈکر بری طرح سے چونک پڑا۔

" یس۔ ریڈ ماسٹر تو اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے ایک بٹن آن کر کے کرخت لہجے میں کہا۔

" اوہ ماسٹر۔ میں آرشل بول رہا ہوں۔ میرے بارے میں آپ کو لارا نائن زیرو نائن نے رپورٹ دے دی ہو گی۔ اوور"۔ دوسری طرف سے آرشل کی پرجوش آواز سنائی دی۔

" اپنے بارے میں تفصیل مت بتاؤ نانسنس۔ یہ بتاؤ جن لوگوں کی نگرانی پر تمہیں مامور کیا گیا تھا وہ کہاں ہیں۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے بری طرح غراتے ہوئے کہا۔

" اوہ یس ماسٹر۔ میں نے آپ کو انہی کے بارے میں رپورٹ

دینے کے لئے کال کی ہے ۔ وہ لوگ اس وقت ہوٹل کارڈون
موجود ہیں ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے آرشل نے جواب دیتے ہ
کہا۔

" ہوٹل کارڈون ۔ یہی نام بتایا ہے تم نے ۔ اوور"۔ ریڈ
ساڈکر نے ہوٹل کا نام دوہراتے ہوئے کہا۔

" یس ماسٹر ۔ وہ لوگ ہوٹل کارڈون کے کمرہ نمبر تیس، اک
بتیس اور تینتیس میں موجود ہیں ۔ البتہ عمران اپنے ایک سا
لے کر ہوٹل سے نکل گیا ہے ۔ وہ ہوٹل سے باہر آکر ایک
میں سوار ہوا تھا ۔ میں نے اس کا تعاقب کرنے کی کوشش کی تھ
شاید انہیں اپنے تعاقب کا علم ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ د
مجھے ڈاج دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ۔ اوور"۔ آرشل
جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ ۔ اس کے باقی ساتھی جو ہوٹل میں ہیں کیا وہ
ناموں اور حلیوں سے ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں جن ناموں
حلیوں سے انہوں نے سفر کیا تھا ۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا

" یس ماسٹر ۔ اوور"۔ آرشل نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ تم اس وقت کہاں ہو ۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر سا
نے پوچھا۔

" میں اس وقت ایک کمرشل پلازہ میں ہوں ماسٹر ۔ جہاں
عمران اور اس کا ساتھی مجھے ڈاج دے کر نکلے تھے ۔ اب میں وا

ل کارڈون کی طرف جا رہا تھا ۔ اس کمرشل پلازہ میں میرا ایک
لیٹ ہے ۔ میں نے سوچا کہ آپ کو یہیں سے رپورٹ دے
۔ اوور"۔ آرشل نے کہا۔

" نہیں ہوٹل جانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ تم جہاں ہو وہیں
۔ ان لوگوں کو اب میں خود سنبھال لوں گا ۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر
ر نے کہا۔

" اوکے ماسٹر ۔ اوور"۔ آرشل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" تم مجھے اپنی فریکوئنسی اور فون نمبر نوٹ کرا دو ۔ اگر ضرورت
تو میں تمہیں خود کال کر لوں گا ۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا
شل نے اسے فریکوئنسی اور فون نمبر نوٹ کروا دیا اور پھر ریڈ ماسٹر
ر نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ ٹرانسمیٹر آف کر
وہ اٹھا اور تیزی سے سائیڈ پر پڑی ہوئی ایک میز کی طرف آ گیا
س مختلف رنگوں کے فون سیٹ رکھے ہوئے تھے ۔ ریڈ ماسٹر
ر نے ایک فون کا رسیور اٹھایا اور جلدی سے نمبر پریس کرنے

" یس ہارڈ کلب "۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت آواز سنائی

" ماسٹر ٹو سپیکنگ "۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے غراہٹ آمیز لہجے میں

" اوہ آپ ۔ ہولڈ کریں ۔ میں باس سے آپ کی بات کراتا ہوں "۔

دوسری طرف سے یکلخت بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور پھر
پر ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد رسیور میں
سپاٹ آواز سنائی دی۔

"ہارک بول رہا ہوں ماسٹر۔ حکم"۔ دوسری طرف سے کہا گیا

"ہارک۔ کیا فوری طور پر تمہارے آدمی ایک ہوٹل کو بموں
اڑا سکتے ہیں"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا۔

"ہوٹل کو بموں سے اڑانا ہے۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں
آپ کس ہوٹل کی بات کر رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے ہارک
چونکتے ہوئے اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گوسٹن میں کارڈون نامی ایک ہوٹل ہے جس میں پاکیشیا
چند خطرناک ایجنٹ موجود ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ان کے خ
فوری طور پر کارروائی کر کے اس ہوٹل کو بموں سے اڑا دو تاکہ
پاکیشیائی ایجنٹوں میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہ بچ سکے"۔ ریڈ
ساڈکر نے کہا۔

"ان ایجنٹوں کی تعداد کتنی ہے ماسٹر"۔ ہارک نے کہا۔

"ان ایجنٹوں کی تعداد آٹھ ہے اور وہ اسرائیلی کاز کو نقصہ
پہنچانے کے لئے آئے ہیں۔ ان کا ٹارگٹ الیسٹروگن جزیرہ ہے
کے لئے وہ خاص طور پر تمہاری تلاش میں گوسٹن پہنچے ہیں۔ تم چ
الیسٹروگن اور دوسرے جزیروں کے لئے سپیشل سپلائیاں مہیا کر
ہو اس لئے وہ لازماً تم تک پہنچنے کی کوشش کریں گے اور ہو سکتا

ہمارے ان آدمیوں کا میک اپ کر لیں جو سپیشل جہازوں اور
اڈوں میں ہمیں سپلائی مہیا کرتے ہیں اس لئے میں کوئی رسک
نہیں لینا چاہتا اور چاہتا ہوں کہ انہیں فوری طور پر ہلاک کر دیا
جائے۔ ان میں سے دو آدمی ہوٹل سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ تم جلد
از جلد ہوٹل کے گرد اپنا گھیرا ڈال دو۔ جیسے ہی وہ لوگ واپس
آئیں تم انجام کی فکر کرئے بغیر اس ہوٹل کو ہی بموں سے اڑا۔ کیا
تم میری بات سمجھ رہے ہو"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے مسلسل بولتے ہوئے
کہا۔

"یس ماسٹر۔ میں سمجھ رہا ہوں۔ لیکن ماسٹر یہ پاکیشیائی ایجنٹ
ہیں کون ہیں اور وہ الیسٹروگن جزیرے پر کیوں جانا چاہتے ہیں"۔
ہارک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور ان کا مقصد
الیسٹروگن جزیرے پر موجود زیرو لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے"۔ ریڈ ماسٹر
ساڈکر نے کہا۔

"اوہ۔ اگر وہ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہیں تو
پھر ان کی ہلاکت بہت ضروری ہے ماسٹر۔ میں ان کے کارناموں سے
اچھی طرح سے آگاہ ہوں۔ ایک بار وہ جس کام کی ٹھان لیتے ہیں اسے
انجام تک پہنچائے بغیر چین نہیں لیتے۔ آپ بے فکر رہیں ماسٹر۔ میں
ابھی اور اسی وقت اپنے آدمی ہوٹل کارڈون بھیج دیتا ہوں۔ ہم اس
ہوٹل کو میزائلوں سے اڑا دیں گے تاکہ ان میں سے کسی ایک کے

بچنے کا ایک فیصد بھی چانس نہ رہے"۔ دوسری طرف سے ہارک نے جلدی سے کہا۔

"گڈ۔ کام ہوتے ہی مجھے اطلاع دے دینا"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا۔

"اوکے ماسٹر"۔ دوسری طرف سے ہارک نے کہا تو ریڈ ماسٹر ساڈکر نے اطمینان بھرے انداز میں رسیور رکھ دیا۔

"ہارک بے حد ہوشیار آدمی ہے وہ یہ کام کر گزرے گا۔ اس کے ہاتھوں عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی طرح نہ بچ سکیں گے"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اطمینان سے چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

ہوٹل سے نکل کر عمران نے ایک ٹیکسی روکی اور ڈرائیور کی سائیڈ والی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا جبکہ کیپٹن حمزہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔

"بنک اسکوائر"۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا کر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"پرنس۔ ہمارا تعاقب ہو رہا ہے"۔ تھوڑی دور جانے کے بعد کیپٹن حمزہ نے عمران سے مخاطب ہو کر فرانسیسی زبان میں کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ یہ شخص پاکیشیا سے ہی ہمارے ساتھ ہے۔ اسی کے لئے تو باہر آیا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"کیا اسے اٹھانا ہے پرنس"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

"نہیں۔ بنک اسکوائر سے کچھ فاصلے پر میں تمہیں اتار دوں گا۔ یہ پیچھے آئے گا تم اس کا تعاقب کرنا۔ پھر میں اسے ڈاج دے کر

نکل جاؤں گا۔ تم اس کی نگرانی کرنا اور یہ معلوم کرنا کہ یہ کہاں ہے"۔ عمران نے کہا تو کیپٹن حمزہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بینک اسکوائر کا موڑ مڑتے ہی عمران نے ٹیکسی رکوائی تو کیپٹن تیزی سے باہر نکل گیا۔ جیسے ہی کیپٹن حمزہ ٹیکسی سے باہر نکلا نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہہ کر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ اس سے ان کے تعاقب میں آنے والی ٹیکسی اس طرف مڑتی کیپٹن حمزہ سے فٹ پاتھ پر چڑھ کر ایک دکان کی آڑ لے چکا تھا۔ عمران ٹیکسی کچھ دور لے جا کر رکوا لی تھی تاکہ کیپٹن حمزہ کو ٹیکسی کرنے اور تعاقب کرنے والے کا تعاقب کرنے کا موقع مل سکے۔

عمران کی ٹیکسی رکتے ہی اس سے کچھ فاصلے پر تعاقب کرنے نے بھی ٹیکسی رکوا لی تھی۔ کیپٹن حمزہ نے اسے دکان کی آڑ سے لیا تھا۔ وہ دبلا پتلا سا نوجوان تھا اور اس نے گرے کلر کا سوٹ رکھا تھا۔ کیپٹن حمزہ نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو اسے فٹ کے دوسرے کنارے پر ایک ٹیکسی نظر آئی اور وہ تیزی سے ٹیکسی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے شاید کیپٹن حمزہ کو ٹیکسی میں بیٹھتے لیا تھا کیونکہ جیسے ہی کیپٹن حمزہ ٹیکسی میں بیٹھا عمران کی ٹیکسی بڑی تھی اور اس ٹیکسی کے چلتے ہی گرے سوٹ والے کی بھی حرکت میں آ گئی۔

"جی صاحب"۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کیپٹن حمزہ سے مخاطب کہا۔

"اس ٹیکسی کے پیچھے چلو"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

"لیکن صاحب"۔ ٹیکسی ڈرائیور نے اس کی بات سن کر کچھ کہنا چاہا۔

"میرا تعلق سپیشل ایجنسی سے ہے۔ مجھے شک ہے کہ اس ٹیکسی میں ایک اسٹیٹ مجرم موجود ہے۔ میں اس کا تعاقب کرنا چاہتا ہوں جلدی کرو۔ اگر وہ نکل گیا تو تمہیں لینے کے دینے پڑ جائیں گے"۔ کیپٹن حمزہ نے سخت لہجے میں کہا تو سپیشل ایجنسی کا سن کر ٹیکسی ڈرائیور بوکھلا گیا۔ اس نے جلدی سے ٹیکسی اس گرے سوٹ والے کی ٹیکسی کے پیچھے لگا دی۔

"احتیاط سے۔ اسے خبر نہ ہونے پائے کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ اس ٹیکسی سے خاصے فاصلے پر رہ کر کمال ہوشیاری سے اس کا تعاقب کرنے لگا۔ ایک کمرشل علاقے میں آتے ہی عمران واقعی ہمیں ڈاج دے کر نکل گیا تھا لیکن کیپٹن حمزہ بدستور اس گرے سوٹ والے کا تعاقب کر رہا تھا۔ گرے سوٹ والا کچھ دیر مختلف سڑکوں پر جا کر عمران کی ٹیکسی تلاش کرتا رہا اور پھر اس نے ایک کمرشل پلازہ کے باہر ٹیکسی رکوائی اور باہر آ گیا اور اپنی ٹیکسی کے ڈرائیور کو بل ادا کرنے لگا۔ کیپٹن حمزہ نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کو دیا اور ٹیکسی سے باہر آ گیا۔

م۔ میرے پاس چینج نہیں ہے جناب"۔ ٹیکسی ڈرائیور نے

کہا۔

"باقی تم رکھ لو"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور
کر رہ گیا۔ شاید اتنی بڑی ٹپ کی اسے خواب میں بھی توقع نہ
گرے سوٹ والا کمرشل پلازہ کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ کیپٹن ح
سے مناسب فاصلہ رکھ کر اس کے پیچھے تھا۔ کمرشل پلازہ کے
فلور اور بیسمنٹ میں شاپس اور مختلف کمپنیوں کے دفاتر ت
فرسٹ فلور سے اوپر آٹھویں فلور تک رہائشی فلیٹس بنے ہوئے
گرے سوٹ والا سیڑھیوں کی طرف جا رہا تھا۔ شاید وہ اوپر کے
میں جانا چاہتا تھا۔

اسے سیڑھیاں چڑھتے دیکھ کر کیپٹن حمزہ بھی چند لمحے توقف
بعد سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ فرسٹ فلور پر آتے ہی گرے سو
دائیں طرف مڑ گیا تھا جہاں رہائشی فلیٹس تھے۔ وہاں خاصے
جا رہے تھے اس لئے کیپٹن حمزہ اس گرے سوٹ والے سے نظ
اوپر آ گیا تھا اور پھر وہ ایک کارنر پر رک کر ادھر ادھر ٹہلنے کے
گرے سوٹ والے کو دیکھنے لگا جو کافی آگے جا کر ایک فلیٹ
دروازے پر رک گیا تھا۔

اس نے دروازے پر دستک دی تو چند لمحوں بعد دروازہ ک
اس میں سے ایک اور نوجوان باہر آ گیا۔ گرے سوٹ والے نے
سے ہاتھ ملایا اور پھر وہ دونوں فلیٹ میں چلے گئے اور فلیٹ کا د
بند ہو گیا۔ فلیٹ کا دروازہ بند ہوتے ہی کیپٹن حمزہ نے اس ط

ا ... دیئے۔
فلیٹس کے دروازوں پر فلیٹس کے نمبر لکھے ہوئے تھے۔ گرے
سوٹ والا جس فلیٹ میں گیا تھا اس فلیٹ کا نمبر چوبیس تھا۔ کیپٹن
وہ اس فلیٹ کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے گرے
سوٹ والے کا ٹھکانہ دیکھ لیا تھا۔ اب وہ اس کے بارے میں عمران
کو بتانا چاہتا تھا۔ عمران سے رابطہ کرنے کے لئے اس کے پاس بھی
واچ ٹرانسمیٹر تھا مگر وہ کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھا جہاں سے وہ
عمران کو کال کر سکتا۔ اسے سامنے ایک کاریڈور نظر آیا۔ کاریڈور کی
سائیڈ کی دیوار پر ٹوائلٹس لکھا ہوا تھا۔ شاید فلیٹوں کے مکینوں کے
لئے فلیٹوں کے باہر مشترکہ ٹوائلٹس بنے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر
کیپٹن حمزہ تیزی سے اس طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ ایک
ٹوائلٹ میں ٹرانسمیٹر پر عمران کو کال کر رہا تھا۔ اس نے ٹوائلٹ کا
نل کھول دیا تھا تاکہ اس کی آواز باہر نہ جا سکے۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ بلیک پینتھر کالنگ۔ اوور"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

"یس۔ پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ۔ اوور"۔ رابطہ ہوتے ہی
عمران کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"پینتھر بول رہا ہوں پرنس۔ اوور"۔ کیپٹن حمزہ نے واچ
ٹرانسمیٹر کو منہ کے قریب کر کے کہا۔

"یس پینتھر۔ کہاں ہے وہ آدمی۔ اوور"۔ عمران نے پوچھا تو
کیپٹن حمزہ نے اس کمرشل پلازہ اور اس فلیٹ کے بارے میں عمران

کو بتا دیا جس میں گرے سوٹ والا گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"یس پرنس۔ اوور"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کیپٹن حمزہ نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر مطمئن انداز میں ٹوائلٹ سے باہر آ گیا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا فلیٹ نمبر چوبیس کے قریب سے گزرتا ہوا سیڑھیوں کی طرف آ گیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد اس نے عمران کو سیڑھیاں چڑھتے دیکھا۔

"کس فلیٹ میں گیا ہے وہ"۔ عمران نے کیپٹن حمزہ کے قریب آ کر پوچھا۔

"فلیٹ نمبر چوبیس"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

"گڈ۔ آؤ ذرا اس سے دو دو ہاتھ کر لیں"۔ عمران نے راہداری کی طرف چل پڑا۔ کیپٹن حمزہ اس کے ساتھ تھا۔ فلیٹ نمبر چوبیس کے دروازے کے پاس آ گئے۔ دروازہ بند تھا۔ اس طرف راہداری خالی تھی۔ البتہ سیڑھیوں کی طرف لوگ آ رہے تھے۔ عمران کے کہنے پر کیپٹن حمزہ اس انداز میں کھڑا ہو گیا کہ سیڑھیوں کی طرف آنے جانے والے لوگ عمران کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔

عمران نے جیب سے ایک چھوٹا اور پتلی سی نال والا پسٹل

اس کی نال کی ہول سے لگا کر پسٹل کا بٹن دبا دیا۔ پسٹل کی نال سے ہلکے رنگ کا دھواں سا نکلا اور فلیٹ میں تیزی سے پھیل گیا۔ عمران نے پسٹل جیب میں رکھا اور دوسری جیب سے ایک پن نکال کر اس کا منہ کی ہول سے لگا دیا۔ اس نے پن کا بٹن پیچھے سے پش کیا تو پن سے سرخ رنگ کی دھار سی نکل کر لاک پر پڑی اور لاک یکلخت کھل گیا۔ عمران نے ہینڈل پکڑ کر گھمایا تو دروازہ ہلکی سی آواز کے ساتھ کھل گیا۔

"سانس روک کر اندر آ جاؤ"۔ عمران نے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمزہ سانس روک کر اندر داخل ہو گیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور دروازے کے اوپر لگی ہوئی چٹخنی چڑھا دی۔ فلیٹ تین کمروں اور ایک سٹور روم پر مشتمل تھا۔ وہاں ایک سٹنگ روم میں دو افراد صوفوں پر مڑے تڑے انداز میں پڑے تھے جن میں سے ایک تو وہی گرے سوٹ والا تھا جبکہ دوسرا اس فلیٹ کا مکین معلوم ہو رہا تھا۔

عمران اور کیپٹن حمزہ نے دوسرے کمروں میں جھانک کر دیکھا لیکن وہاں ان دونوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ اسی لمحے عمران کی نظر گرے سوٹ والے کے قریب پڑے ہوئے ایک ریموٹ کنٹرول والے آلے پر پڑی تو اس نے جھک کر اس آلے کو اٹھا لیا۔

"بی ہنڈرڈ ٹرانسمیٹر۔ اوہ۔ تو اس نے بی ہنڈرڈ ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کی تھی"۔ عمران کے منہ سے نکلا اور اس نے اس آلے کے

چند بٹن دبائے تو آلے پر لگی ہوئی ایک چھوٹی سی سکرین روشن
گئی اور اس پر ایک فریکونسی نمودار ہو گئی جس کے نیچے ریڈ ماسٹ
ساڈکر کا نام بھی لکھا ہوا تھا۔

" ہونہہ ۔ تو میرا اندازہ صحیح تھا ۔ یہ شخص ریڈ ماسٹرز کے لئے
کرتا ہے اور اس نے ابھی ابھی ریڈ ماسٹرز کے ریڈ ماسٹر تو ساڈکر
بات کی تھی " ۔ عمران نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا ۔ یہ ایک جا
ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا جس پر فریکونسی فیڈ کر کے کال کرنے والے
نام بھی لکھا جا سکتا تھا ۔ کال آنے پر اور جانے پر فریکونسی کے سا
کال کرنے والے کا نام بھی آن سکرین ہو جاتا تھا جیسے آج کل
موبائلز پر ہوتا تھا ۔ عمران نے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال لیا ۔

" اسے ہوش میں لاؤ " ۔ عمران نے کیپٹن حمزہ سے مخاطب ہو
کہا تو کیپٹن حمزہ نے اثبات میں سر ہلایا اور گرے سوٹ والے
طرف بڑھ آیا ۔ اس نے گرے سوٹ والے کو اٹھا کر صوفے پر
دیا اور دوسرے شخص کو اٹھا کر ایک صوفے کے پیچھے ڈال دیا ۔

" ہوش میں لانے سے پہلے اسے باندھ دو تاکہ یہ شرافت ۔
میرے سوالوں کے جواب دے سکے " ۔ عمران نے کہا ۔

" یس پرنس " ۔ کیپٹن حمزہ نے کہا اور پھر وہ کمرے میں موجود بے
کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے بستر پر پڑی ہوئی چادر اٹھائی اور اسے پھ
کر اسے رسی کی طرح بل دینے لگا اور پھر اس نے اس رسی سے گر
سوٹ والے کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے اور رسی کو صوفے کے گر

انداز میں لپیٹ دیا کہ ہوش میں آنے کے بعد وہ حرکت نہ کر
سکے ۔

عمران نے میز پر پڑا ہوا ریموٹ کنٹرول اٹھایا اور اس سے سائیڈ
دیوار کے پاس میز پر موجود ٹی وی آن کر دیا ۔ ٹی وی پر میوزیکل
پروگرام چل رہا تھا ۔ عمران نے اس کی آواز بڑھا دی یہاں تک کہ
اس قدر تیز ہو گئی کہ فلیٹ میوزک کی تیز آواز سے گونج اٹھا ۔
کیپٹن حمزہ سمجھ گیا تھا کہ عمران نے ٹی وی کی آواز جان بوجھ کر
بڑھائی ہے ۔ وہ شاید اس گرے سوٹ والے پر تشدد کرنا چاہتا تھا ۔
تیز میوزک کی وجہ سے اس کی چیخیں فلیٹ سے باہر نہ جا سکتی
تھیں ۔ عمران نے کیپٹن حمزہ کو اشارہ کیا تو کیپٹن حمزہ نے صوفے
کے عقب میں جا کر دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا
چند لمحوں بعد اچانک گرے سوٹ والے کے جسم کو ایک زور دار
جھٹکا لگا اور اس کے جسم میں حرکت ہونے لگی ۔ اس کے جسم میں
حرکت ہوتے دیکھ کر کیپٹن حمزہ نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا لئے
تھے ۔ گرے سوٹ والے نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں ۔ اس
نے ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی مگر بندھا
ہونے کی وجہ سے وہ ایک انچ بھی نہ ہل سکا تھا ۔

" یہ ۔ یہ کیا ۔ مجھے کیوں باندھا گیا ہے ۔ اور تم ۔ تم " ۔ اس نے
ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر جیسے ہی اس کی نظر سامنے صوفے
پر بیٹھے ہوئے عمران پر پڑی تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی

گئیں۔

"تت۔ تم"۔ اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ پہچان گئے مجھے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نن۔ نہیں۔ کون ہو تم۔ اور تم یہاں کیسے آ گئے ہو۔ اور دوست روگر کہاں ہے"۔ گربے سوٹ والے نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارے دوست کو میرے ساتھی نے ہلاک کر کے سٹور میں پھینک دیا ہے اور اب تمہاری باری ہے"۔ عمران نے کہا۔

"کک۔ کیا مطلب۔ ہلاک کر دیا ہے۔ میرے دوست کو ہلاک کر دیا ہے۔ مگر کیوں"۔ اس نے چیختے ہوئے کہا۔

"تمہارے کیوں کا جواب میں تمہیں بعد میں دوں گا۔ پہلے نام بتاؤ"۔ عمران نے کہا۔ اس نے جیب سے ایک پتلا سا خنجر نکال لیا اور اس کی دھار پر انگلی پھیرنے لگا۔

"مم۔ میرا نام بروکس ہے۔ بروکس ولسن"۔ اس نے عمران کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"پینتھر۔ یہ خنجر لو اور اس کے قریب آ جاؤ"۔ عمران نے کہا۔ کیپٹن حمزہ گربے سوٹ والے کے عقب سے نکل کر اس کے سامنے آ گیا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر عمران سے خنجر لے لیا۔ دوسرے نوجوان کو وہاں دیکھ کر گربے سوٹ والے کے چہرے پر سراسیمگی سی پھیل گئی تھی۔

"کک۔ کیا مطلب۔ یہ کون ہے اور تم۔ تم دونوں یہاں کیا کرنے آئے ہو"۔ ولسن نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میرے حلقہ احباب مجھے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کے نام سے جانتے ہیں اور تم جیسے لوگوں میں، میں موت کے نام سے جانا جاتا ہوں۔ یہ پینتھر ہے اور پینتھر جنگلوں میں رہنے والے چیتے کو کہتے ہیں جو اپنے شکار کی چیر پھاڑ میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اس لئے اگر تم اس کے ہاتھوں اپنی چیر پھاڑ نہیں کروانا چاہتے تو میں تم سے جو پوچھوں اس کا مجھے صحیح اور سچ جواب دے دینا۔ پینتھر سچ اور جھوٹ کی تمیز کرنا جانتا ہے۔ تمہارے منہ سے جھوٹ نکلا تو یہ اپنا چیر پھاڑ کرنے کا کام شروع کر دے گا۔ یہ پہلے تمہارے گال چیرے گا، پھر ناک کاٹے گا اور پھر تمہارے دونوں کان جڑوں سمیت غائب ہو جائیں گے۔ اس کے بعد یہ ایک ایک کر کے تمہاری دونوں آنکھیں نکال دے گا"۔ عمران نے سفاکانہ لہجے میں کہا۔

"تم مجھے ڈرانے کی کوشش کر رہے ہو"۔ اس نے عمران کی جانب خوفزدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں تمہیں ہنسانے کی کوشش کر رہا ہوں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو"۔ اس نے خوف سے تھوک نگل کر کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"بتایا تو ہے میرا نام بروکس ہے"۔ اس نے کہا۔ اسی لمحے کیپٹن

حمزہ کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور گرے سوٹ
کے حلق سے ایک دردناک چیخ نکل گئی۔ کیپٹن حمزہ نے
ایک ہی وار سے اس کا دایاں گال کاٹ دیا تھا۔

"دیکھا۔ میں نے کہا تھا ناں جھوٹ بولو گے تو یہ تمہیں
چھوڑے گا۔ اپنا اصلی نام بتاؤ۔ جلدی"۔ عمران نے کہا۔ ا
کیپٹن حمزہ نے خنجر ہرا کر اس کا بایاں گال بھی کاٹ دیا اور
سوٹ والے نے حلق کے بل چیخنا شروع کر دیا۔

"جلدی بتاؤ ورنہ اس کا ہاتھ نہیں رکے گا۔ اب تمہاری
کٹ جائے گی"۔ عمران نے اسے دھمکاتے ہوئے کہا۔

"آ۔ آ۔ آرشل۔ میرا نام آرشل ہے"۔ اس نے بری طرح
چیختے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اب اپنے بارے میں کھل کر بتا دو۔ تم کون ہو
پاکیشیا سے یہاں تک مسلسل ہمارا تعاقب کرتے ہوئے آئے
کس کے کہنے پر تم ہماری نگرانی کر رہے ہو اور تم نے یہاں آ
بارے میں کس کس کو رپورٹ دی ہے"۔ عمران نے کہا تو آ
نے اسے بتانا شروع کر دیا کہ وہ بطور فارن ایجنٹ پاکیشیا سے
گروپ انچارج کے کہنے پر ان کے پیچھے آیا تھا۔ اسے ہدایات دی
تھیں کہ وہ ان پر کڑی نگرانی رکھے اور وہ گوسٹن میں کہاں
جاتے ہیں اور کن کن سے ملتے ہیں اس کی رپورٹ تیار کرے ا
ان کے بارے میں تمام اطلاعات ریڈ ماسٹرز کو دے۔ چنانچہ اس

ایسا ہی کیا تھا۔ آرشل ان کی سفاکی دیکھ کر اس قدر ہراساں ہو گیا
تھا کہ اس نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس نے ریڈ ماسٹر ساڈکر کو ان کے
گوسٹن پہنچنے کی خبر دے دی تھی۔

"گڈ۔ اب یہ بتاؤ ریڈ ماسٹر ساڈکر کہاں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"وہ کائی ٹن جزیرے پر ہے اور وہیں اس کا ہیڈ کوارٹر ہے"۔
آرشل نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں کائی ٹن یا الیسٹروگن جزیرے کے بارے میں معلوم
ہے۔ وہ کہاں ہیں اور ان کا حدود اربعہ کیا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں آج تک ان جزیروں کی طرف نہیں گیا"۔ آرشل
نے جواب دیا تو عمران نے اندازہ لگا لیا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

"کیا تم نے ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو یا ریڈ ماسٹر ساڈکر کو کبھی دیکھا
ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ میرا کبھی ان سے سامنا نہیں ہوا"۔ آرشل نے کہا۔

"اگر میں تم سے کہوں کہ تم دوبارہ ریڈ ماسٹر ساڈکر سے بات کرو
اور اسے کسی بہانے یہاں بلاؤ تو کیا وہ یہاں آ جائے گا"۔ عمران نے
غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر آرشل
کے ہونٹوں پر زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔

"کیا بات کر رہے ہو۔ میں ایک عام سا ایجنٹ ہوں اور ریڈ
ماسٹر ساڈکر ریڈ کمانڈوز کا چیف ہے۔ وہ بھلا میرے کہنے سے یہاں
کیوں آئے گا"۔ آرشل نے کہا۔

"کیا وہ تمہیں بھی اپنے پاس کائی ٹن جزیرے پر نہیں بلائے"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔ کبھی نہیں"۔ آرشل نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ ہارک کون ہے"۔ عمران نے چند لمحے توقف کے بعد آرشل سے پوچھا۔

"ہارک ۔ کون ہارک ۔ میں کسی ہارک کو نہیں جانتا"۔ آرشل نے ہارک کا نام سن کر پہلے چونک کر اور پھر جلدی سے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کیپٹن حمزہ نے خنجر چلا کر اس کی ناک اڑا دی تھی ۔ آرشل کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکلی اور تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ مسخ ہو گیا۔

"تم اپنی اذیتوں میں خود ہی اضافہ کر رہے ہو آرشل ۔ میں نے تمہیں بتایا تو تھا کہ پینتھر جھوٹ کو سخت ناپسند کرتا ہے ۔ تم نے حماقت کی اور خواہ مخواہ اپنے چہرے کا حلیہ خراب کرا لیا ۔ اس سے پہلے کہ پینتھر تمہارے کان کاٹ کر تمہیں کن کٹا بنا دے سچ بول دو اور مجھے ہارک کے بارے میں بتا دو"۔ عمران نے کہا۔

"تم انتہائی ظالم ہو"۔ آرشل نے تکلیف کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں نہیں ۔ یہ ریمارکس تم اس کے لئے کہہ سکتے ہو کیونکہ پینتھر ہے اور وہ بھی بلیک پینتھر جو واقعی سب سے زیادہ خطرناک خونخوار اور بے رحم ہوتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہارک گوسٹن کے ہارڈ کلب کا مالک ہے ۔ ریڈ ماسٹرز کے انڈر کام کرتا ہے اور اس کا کام جزیروں پر ہر قسم کی سپیشل سپلائی مہیا کرنا ہے"۔ آرشل نے کہا۔

"گڈ ۔ بولتے رہو ۔ میں سن رہا ہوں ۔ وہ ریڈ ماسٹرز کو کون سی سپلائیاں مہیا کرتا ہے اور ان سپلائیوں کا طریق کار کیا ہوتا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"جزیروں پر خوراک، ریڈ کمانڈوز کی ضرورت کا سامان اور شراب کے ساتھ ساتھ ریڈ کمانڈوز کو گوسٹن سے جزیروں پر لے جانے اور جزیروں سے انہیں گوسٹن لانے کی ذمہ داری ہارک کی ہی ہے ۔ وہ ریڈ کمانڈوز کا چیف کہلاتا ہے جبکہ ریڈ ماسٹرز ریڈ کمانڈوز کے گرانڈ ماسٹر ہیں ۔ جنہیں ریڈ ماسٹر ون اور ٹو کہا جاتا ہے ۔ ان سب کاموں کے لئے ہارک کے سپیشل جہاز اور آبدوزیں ہیں ۔ ان جہازوں اور آبدوزوں کے سوا کسی دوسرے جہاز یا آبدوز کو ان جزیروں کے قریب بھی نہیں جانے دیا جاتا"۔ آرشل نے کہا۔

"کیا ہارک خود بھی ان جزیروں پر آتا جاتا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں ۔ سپیشل سپلائیوں کے ساتھ وہ خود بھی جاتا ہے"۔ آرشل نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"تم اتنا کچھ جانتے ہو تو پھر یقیناً یہ بھی جانتے ہو گے کہ ہارک کے جہاز اور آبدوزیں کس مقام سے ان جزیروں کی طرف جاتے ہیں اور

ان پر لوڈنگ کے لئے سامان کہاں سے مہیا کیا جاتا ہے"۔ عمر
کہا۔

"گوسٹن کے شمالی کنارے پر واگیانا کی پہاڑیاں ہیں۔ ا
قریب ساحل سمندر پر سرپاک نامی ایک سپیشل پورٹ بنایا
وہ پورٹ ہارک کی ہی ملکیت ہے اور وہیں جہاز اور آبدوزیں آ
وہاں سامان وغیرہ کنٹینیزوں پر ہارڈ کلب سے ہی لایا اور لے جا
ہے"۔ آرشل نے کہا تو عمران کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔

"گڈ۔ اب ہارڈ کلب کا ایڈریس اور ہارک کا رابطہ نمبر
دو"۔ عمران نے کہا تو آرشل نے اسے ہارڈ کلب کا ایڈریس اور
کا فون نمبر بتا دیا۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ تم میری توقع سے زیادہ کام کے آدمی
ہوئے ہو آرشل۔ میں تو یہ سوچ کر تمہارے پیچھے آیا تھا کہ تم
جان سکوں کہ پاکیشیا سے یہاں تک تم ہماری نگرانی کس کے
کر رہے تھے مگر تم نے تو مجھے وہ معلومات دی ہیں جن کے لئے
نجانے کہاں کہاں کی خاک چھاننا پڑتی اور کہاں کہاں ٹکریں
پڑتیں۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تمہارے پاس یہ ساری معلو
کہاں سے آئی ہیں۔ میرا مطلب ہے ایک عام فارن ایجنٹ ہونے
باوجود تم اسرائیل کی اتنی بڑی اور وسیع ریڈ ماسٹرز ایجنسی اور
کمانڈوز کے بارے میں کیسے جانتے ہو"۔ عمران نے حیران ہو
ہوئے کہا۔

"یہ ساری معلومات مجھے میرے بھائی نے دی ہیں"۔ آرشل نے
دھیمے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھائی نے۔ کیا مطلب۔ کیا تمہارا بھائی اسرائیل کے پرائم منسٹر
ان کے گھر والا یعنی سالے مہاراج ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ وہ ہارک کا نمبر ٹو ہے اور ہارک اپنے زیادہ تر کام اسی
سے کراتا ہے۔ ہم جب بھی ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو اپنے
بارے میں ایک دوسرے سے کچھ نہیں چھپاتے"۔ آرشل نے کہا۔

"کیا نام ہے تمہارے بھائی کا"۔ عمران نے سرہلاتے ہوئے کہا۔

"راشیل۔ اوہ۔ تم نے میرے بھائی کا نام کیوں پوچھا ہے"۔
آرشل نے جیسے بھائی کا نام بے خیالی میں بتا کر بری طرح سے چونکتے
ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں۔ پینتھرا سے آف کر دو"۔ عمران نے کہا۔ اس کی بات
سن کر آرشل بری طرح چونک پڑا۔ اسی لمحے کیپٹن حمزہ کا خنجر والا
ہاتھ حرکت میں آیا اور خنجر آرشل کے سینے میں عین اس کے دل میں
جا گھسا۔ آرشل کے حلق سے بھنچی بھنچی سی آواز نکلی اور اسے زور دار
جھٹکا لگا اور پھر اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔

"آؤ۔ یہاں سے نکل چلیں۔ اب تک دوسرے فلیٹوں کے مکین
اس بے ہنگم میوزک کو سن کر خاصے بور ہو گئے ہوں گے۔ اس سے
پہلے کہ وہ اپنے گھروں کے برتن ہمارے سروں پر بجانے کے لئے
یہاں آئیں ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے

کہا تو کیپٹن حمزہ مسکرا دیا۔ عمران نے ریموٹ سے ٹی وی آ
اور پھر وہ دونوں وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ کمرشل پلازہ سے با
عمران نے ایک ٹیکسی رکوائی اور وہ دونوں اس ٹیکسی میں بیٹھ

" کارڈون ہوٹل "۔ عمران نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور جو ا
بیٹھے ہی ٹیکسی چلانے ہی لگا تھا اس نے یکدم بریک پر پیر رکھ دیا

" کارڈون ہوٹل ۔ لیکن صاحب "۔ اس نے گھبرائے ہو
میں کہا۔

" کیوں ۔ کیا ہوا۔ تم کارڈون ہوٹل کا سن کر اس قدر گھبرا
گئے ہو "۔ عمران نے اس کی طرف حیرت بھری نظروں سے د
ہوئے کہا۔

" صاحب کارڈون ہوٹل تو تباہ ہو گیا ہے "۔ ٹیکسی ڈرائیور
کہا اور اس کی بات سن کر نہ صرف عمران بلکہ کیپٹن حمزہ بھی چو
پڑا۔

" تباہ ہو گیا ہے ۔ کیا مطلب "۔ عمران نے حیرت بھرے ا
میں کہا۔

" میں ابھی وہیں سے آ رہا ہوں صاحب ۔ ہوٹل پر شاید دہ
گردوں نے حملہ کیا تھا۔ ایک ساتھ کئی میزائل مارے گئے تھے
سارے کا سارا ہوٹل تنکوں کی طرح بکھر گیا تھا۔ بڑی ہولناک تب
ہوئی ہے جناب ۔ سینکڑوں لوگ مارے جا چکے ہیں ۔ اس ہوٹل
ساتھ کئی عمارتیں بھی منہدم ہو گئی تھیں "۔ ڈرائیور کہتا چلا گیا

مران اور کیپٹن حمزہ کو اپنے کانوں میں جیسے سیٹیاں سی بجتی معلوم
ہیں ۔ کارڈون ہوٹل کو میزائلوں سے تباہ کر دیا گیا تھا ۔ اس
ٹل کو جس میں عمران اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر آیا تھا اس ہوٹل
تباہی سے ان کا کیا حشر ہوا ہو گا اس خیال سے ہی عمران اور
پٹن حمزہ کو اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

"عمران صاحب یقیناً اس مشن کے سلسلے میں گوسٹن آئے
ورنہ الیسٹروگن جزیرے سے اس قدر دور آنا میری سمجھ میں نہ
رہا"۔ عمران اور کیپٹن حمزہ کے باہر جانے کے بعد صدیقی نے
میں ڈوبے ہوئے انداز میں کہا۔

"اس نے بتایا تو تھا کہ وہ یہاں کسی ہارک کے چکر میں آیا۔
ریڈ ماسٹرز کا چیف ہے اور الیسٹروگن جزیرے اور ریڈ کمانڈوز
دوسرے جزیروں پر گوسٹن سے ہی سپیشل جہاز جاتے ہیں"۔
نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن جب ہمیں اس بات کا علم ہے
سرداور الیسٹروگن جزیرے پر ہیں تو پھر ہم ڈائریکٹ ان جزیرو
طرف بھی تو جا سکتے تھے۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ الیسٹروگن جزیرہ
سمیت وہاں موجود تمام جزیرے یہودیوں کے ہیں تو ہمیں ان

مل کر کام کرنا چاہئے تھا اور ویسے بھی انہوں نے ہمارے
بہترین اور نامور سائنس دان سرداور کو اغوا کیا ہے۔ اس
ایں کچھ سزا تو ملنی چاہئے اور ان کی سزا یہی ہو سکتی ہے کہ
گن جزیرے کے ساتھ ساتھ ان کے دوسرے جزیرے بھی تباہ
جائیں"۔ تنویر نے کہا۔ اس نے یہ بات شاید صدیقی کی تائید
تھی۔

میرا خیال ہے کہ اس سلسلے میں عمران کہہ چکا ہے۔ وہ اگر چاہتا
جزیروں کی طرف ڈائریکٹ پیش قدمی بھی کر سکتا تھا لیکن اصل
سرداور کا ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ پہلے سرداور کو وہاں سے
لیا جائے۔ اس کے بعد وہ بھی یقیناً ان یہودیوں کے خلاف کام
گا۔ ہو سکتا ہے وہ الیسٹروگن جزیرے کے ساتھ ساتھ دوسرے
ہاں کو بھی تباہ کر دے"۔ جولیا نے کہا۔

کہنے کو تو کچھ بھی ہو سکتا ہے مس جولیا۔ لیکن یہاں گوسٹن
رہ کر ہم یہودیوں کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتے"۔ صدیقی نے

یوں۔ ایسا تم کیسے کہہ سکتے ہو"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

سیدھی سی بات ہے۔ یہاں سے الیسٹروگن جزیرہ ہزاروں میل
ہے۔ اگر عمران صاحب ریڈ کمانڈوز کے چیف ہارک کے کسی
یا اڈوں پر قبضہ کر کے الیسٹروگن جزیرے کی طرف جانا چاہتے
تو اس طرح ہمیں ان جزیروں کی طرف جانے میں کئی ماہ لگ

جائیں گے۔ سرداور یہودیوں کے قبضے میں ہیں۔ وہ ان کے سا
بھی کر سکتے ہیں اور کچھ نہیں تو عمران صاحب کو اس ایجاد کے
میں سوچنا چاہئے جو یہودی الیسٹرڈ گن جزیرے کی زیرو لیبارٹری
عالم اسلام کی تباہی کے لئے تیار کر رہے ہیں"۔ صدیقی نے کہا۔
" تم کہنا کیا چاہتے ہو"۔ جولیا نے اس کی طرف غور سے د
ہوئے کہا۔
" میں کہنا یہ چاہتا ہوں مس جولیا کہ سرداور کی رہائی اور
لیبارٹری کی تباہی کے لئے ہمیں تیز اور ڈائریکٹ ایکشن کی ضرو
ہے"۔ صدیقی نے کہا تو تنویر نے اس کی تائید میں سرہلا دیا۔
" تمہارا کیا خیال ہے کہ عمران صاحب کو اس بات کا احـ
نہیں ہے کہ سرداور کے ساتھ ساتھ اربوں مسلمانوں کو بھی
ہے"۔ صفدر نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
" ہونہہ۔ اگر اسے احساس ہوتا تو وہ ہمیں اس طرح یہاں
کر باہر نہ چلا جاتا۔ اسے پلاننگ اور صرف پلاننگ کرنے کی عا
ہے جبکہ میں صدیقی کے ساتھ ہوں۔ ہمیں الیسٹرڈ گن اور دوسـ
جزیروں کی تباہی کے لئے فوری اقدامات کرنے چاہئیں تھے۔ ڈیـ
ایجنٹوں کی طرح"۔ تنویر نے کہا۔
" تمہارے خیال میں وہ اقدامات کیا ہونے چاہئیں تھے"۔
نے منہ بنا کر کہا۔ اس سے پہلے کہ تنویر اس کی بات کا کوئی جو
دیتا اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو وہ سب چونک پڑے۔

کون ہو سکتا ہے۔ دستک دینے والے کا یہ انداز عمران اور
... کا تو نہیں ہے"۔ جولیا نے کہا۔
"... دیکھتا ہوں"۔ خاور نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف
... گیا۔
"کون ہے"۔ خاور نے دروازے کے قریب جا کر اونچی آواز میں
...
"... ہوں جناب"۔ باہر سے آواز سنائی دی۔ خاور نے مڑ کر جولیا
طرف دیکھا تو جولیا نے اثبات میں سرہلا دیا۔ خاور نے لاک کھول
... دروازہ کھول دیا۔ باہر واقعی ایک ویٹر موجود تھا۔ اس کے ہاتھوں
... تھی جس میں کافی کا سامان تھا۔ ویٹر کو اندر آنے کے لئے
... سائیڈ پر ہو گیا تھا۔
"... کیا ہے"۔ جولیا نے ویٹر کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے
کہا۔
"کافی لایا ہوں مس"۔ ویٹر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"کافی۔ مگر ہم میں سے تو کسی نے آرڈر نہیں دیا"۔ صفدر نے
ان ... تے ہوئے کہا۔
"... جانتا ہوں جناب"۔ ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"... جانتے ہو تو کیوں لائے ہو یہ کافی"۔ جولیا نے اس کی جانب تیز
... اں سے گھورتے ہوئے کہا۔
"... آپ لوگوں کی جان بچانے کے لئے"۔ ویٹر نے کہا اور اس کی

بات سن کر وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

" کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم "۔ صدیقی نے اس کی طر
نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" آپ لوگ خفیہ راستے سے اس ہوٹل سے باہر نکل جائیے
ہوٹل بموں سے اڑا دیا جائے گا"۔ ویٹر نے کہا۔ اس نے ٹرے
رکھی اور ٹرے سے کافی کے مگ نکال نکال کر میز پر رکھنے لگا۔ ا
بات سن کر وہ سب بری طرح سے چونک پڑے تھے۔

" ہوٹل بموں سے اڑا دیا جائے گا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہ
ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو"۔ جولیا نے کہا۔

" میں پوری طرح سے ہوش میں ہوں مس۔ میری بات غ
سنیں۔ میں ہوٹل کے ایک ضروری کام کے سلسلے میں ہوٹل
باہر گیا تھا تو میں نے ہارک گروپ کے چند آدمیوں کو گاڑیو
آتے دیکھا۔ انہوں نے ہوٹل کارڈون کی گھیرا بندی کر لی تھی
ان کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ ان لوگوں کے پاس میزائل لا
اور انہوں نے جس انداز میں ہوٹل کو گھیرا تھا یوں لگ رہا تھ
وہ کسی بڑی کارروائی کے لئے آئے ہوں۔ ان لوگوں کو میں
طرح جانتا ہوں۔ وہ ہارک گروپ کے ان آدمیوں میں سے
انسانوں کو بغیر کسی وجہ اور بغیر کسی مقصد کے مکھیوں، مچھ
طرح ہلاک کر دیتے ہیں۔
بہرحال ان سب کی وہاں موجودگی خطرناک تھی اور ان ۔

[illegible] ہوٹل کی طرف تھی اس لئے میرے ذہن میں خدشے نے
سر ابھارا کہ یہ ہوٹل میں کوئی کارروائی کرنا چاہتے ہیں۔ پھر میرے
بھائی کا ہارڈ کلب سے فون آ گیا۔ وہ مجھے فوری طور پر اس ہوٹل سے
نکل جانے کا کہہ رہا تھا۔ میرے اصرار پر اس نے مجھے بتایا کہ ہارک
نے چند پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کے لئے اپنے سپیشل
گروپ کو بھیجا ہے اور اس نے سپیشل گروپ کو حکم دیا ہے کہ ان
پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کے لئے اس ہوٹل کو میزائلوں اور
بموں سے اڑا دیں اور اس کام کے لئے وہ روانہ ہو چکے ہیں۔ اپنے
بھائی کی بات سن کر میں پریشان ہو گیا۔ میرے بھائی نے بتایا تھا کہ
ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی تعداد آٹھ ہے جن میں سے ایک لڑکی اور
ایک دیو زاد سیاہ فام ہے۔ مجھے فوراً آپ لوگوں کا خیال آ گیا۔ چنانچہ
میں فون بند کر کے جان بوجھ کر ان لوگوں کے ارد گرد گھومنے لگا
انہوں نے ہوٹل کو تباہ کرنا تھا۔ ان کی باتوں سے مجھے معلوم ہوا
کہ وہ آپ کے ان دو ساتھیوں کا انتظار کر رہے ہیں جو باہر کہیں گئے
ہوئے ہیں۔

جیسے ہی آپ کے دونوں ساتھی آئیں گے وہ فوراً اس ہوٹل پر
میزائل برسا دیں گے۔ آپ لوگوں کے بارے میں جاننے کے لئے ان
کا ایک آدمی یہاں موجود ہے جو آپ کے کمروں کی نگرانی کر رہا ہے۔
میں نے فی الحال اسے بہانے سے یہاں سے ہٹا دیا ہے اور آپ لوگوں
کو کافی دینے کے بہانے یہاں آ گیا ہوں تاکہ آپ لوگوں کو جان

بچانے کا موقع مل سکے"۔ ویٹر نے جلدی جلدی ساری بات
ہوئے کہا۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے اس کے بات کر
انداز اور اس کے لہجے سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

"لیکن تم صرف ہماری جان کیوں بچانا چاہتے ہو۔ اس ہوٹل
اور بھی تو بے شمار لوگ ہیں۔ کیا تمہیں ان کی پرواہ نہیں۔
تنویر نے اس کی جانب شک بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے سب کی پرواہ ہے۔ لیکن میرے لئے آپ لوگوں کی
بچانا بے حد ضروری ہے"۔ ویٹر نے کہا۔

"یہی تو میں پوچھ رہا ہوں۔ صرف ہم ہی کیوں"۔ تنویر نے

"اس لئے کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سے ہے اور"۔ ویٹر کہتے کہتے
گیا۔

"اور۔ اور کیا"۔ جولیا نے اسے گہری نظروں سے گھورتے ہ
کہا۔

"میں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ لوگ کون ہیں"۔ ویٹ
مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب حیرت سے ویٹر کی شکل دیکھنے
ایک عام سا ویٹر معلوم ہو رہا تھا لیکن وہ جس انداز میں باتیں
تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی اہم آدمی ہو۔

"کیا مطلب۔ کیا جانتے ہو تم ہمارے بارے میں۔ کون
ہم"۔ صفدر نے اس کی جانب تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"۔ ویٹ

اور اس کی بات سن کر تنویر یکلخت بھڑک کر اٹھ کھڑا ہوا اور اس
جیب سے پسٹل نکال کر اچانک ویٹر کے سر سے لگا دیا۔

"کون ہو تم۔ اپنے بارے میں سچ سچ بتا دو ورنہ"۔ تنویر نے
غراتے ہوئے کہا۔ ویٹر کے منہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام سن
جولیا اور اس کے دوسرے ساتھی بھی پریشان ہو گئے تھے۔

"میرا نام ابو حماس ہے اور میرا تعلق فلسطینی تنظیم بلیو ہاک سے
ہے۔ اتنا کافی ہے یا اور کچھ بتاؤں"۔ ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا تو
وہ سب حقیقتاً اچھل پڑے۔

"ابو حماس۔ بلیو ہاک۔ اوہ۔ کیا تم اس تنظیم سے وابستہ ہو
جس کا فلسطینی لیڈر ایس ایس ہے"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ اور اسرائیل میں آپ اور عمران صاحب بلیو ہاک کے
ساتھ کئی مرتبہ کام کر چکے ہیں"۔ ویٹر نے کہا۔

"اوہ۔ اگر تم بلیو ہاک سے متعلق ہو تو پھر تمہارے پاس یقیناً
بلیو ہاک کا خاص نشان بھی ہو گا"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں ہے۔ یہ دیکھیں"۔ ابو حماس نے کہا اور اس نے قمیض کے
بٹن کھول کر اپنا دایاں کندھا نکال کر ان کے سامنے کر دیا جس پر
نیلے رنگ کا عقاب بنا ہوا تھا۔ اس نشان کو دیکھ کر ان سب کے
چہروں پر اطمینان کی لہریں دوڑتی چلی گئیں کیونکہ وہ اس نشان کو
پہچانتے تھے۔ یہ واقعی اسرائیل میں فلسطینیوں کی اس تنظیم کا خاص
نشان تھا جو اسرائیل میں فلسطین کی آزادی کے لئے بے حد فعال

انداز میں کام کر رہے تھے ۔ عمران اور انہوں نے اسرائیل میں
خصوصی مشنز پر اس تنظیم کے ساتھ مل کر کام کیا تھا جس کا نام
ایس ایس تھا۔

" اب اگر آپ لوگوں کو یقین آ گیا ہے تو جلد سے جلد یہاں
نکل جائیں ۔ میں آپ کو ایک خفیہ راستے کے بارے میں بتا
ہوں ۔ آپ وہاں سے نکل کر میرے ایک خاص اڈے پر چلے جائیں
آپ لوگوں کے جانے کے بعد میں خفیہ راستے سے نکلتے ہوئے
الارم دبا دوں گا جس سے ہوٹل میں موجود لوگ بھی نکل جائیں
آگے ان کی قسمت" ۔ ابو حماس نے کہا اور پھر اس نے انہیں ا
ٹھکانے کے بارے میں بتا دیا۔

"کیا تم اپنے اس ٹھکانے پر آؤ گے" ۔ جولیا نے پوچھا۔

" جی ہاں ۔ میں ایک دو گھنٹوں تک آپ کے پاس پہنچ جاؤں
ابو حماس نے کہا تو جولیا نے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ جلدی ج
اپنا سامان سمیٹنے لگے اور پھر ابو حماس نے انہیں اپنی رہنمائی میں
خفیہ راستے تک پہنچایا جو فائر ڈور تھا اور وہ سیدھا ہوٹل کے
طرف نکلتا تھا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ وہاں سے مختلف سڑکوں پر نکل
اور مختلف ٹیکسیاں ہائر کر کے ابو حماس کے خفیہ ٹھکانے کی ط
روانہ ہو گئے ۔ انہیں عمران اور کیپٹن حمزہ کی فکر اس لئے نہیں
کہ وہ کہیں سے بھی عمران اور کیپٹن حمزہ سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کر
انہیں صورتحال سے آگاہ کر سکتے تھے۔

بارک ایک خاصا صحت مند اور ورزشی جسم رکھنے والا نوجوان تھا
اس کا چہرہ بے حد سپاٹ تھا اور اس کے چہرے پر ہر وقت پتھریلی
سنجیدگی چھائی رہتی تھی ۔ اس کا رنگ صاف تھا مگر اس کے چہرے پر
پرانے زخموں کے جابجا نشان تھے جو اسے بے حد خوفناک اور سفاک
قسم کا انسان ظاہر کرتے تھے۔

بارک ہارڈ کلب کا مالک تھا اور اس کا کلب ساحل سمندر سے کچھ
دور ایک جدید اور معروف علاقے میں تھا ۔ بارک کا تعلق ریڈ ماسٹرز
اور ریڈ کمانڈوز سے تھا ۔ ریڈ ماسٹرز کے بعد ریڈ کمانڈوز پر اس کا
کنٹرول تھا جس کا وہ چیف تھا ۔ گوسٹن میں بارک کا مکمل ہولڈ تھا ۔
اس کا تعلق اسرائیل کی سرکاری تنظیم ریڈ ماسٹرز سے ہی تھا مگر اس
نے گوسٹن میں ریڈ کمانڈوز کا ایک الگ اور خفیہ سینڈیکیٹ بنا رکھا
تھا جس سے وہ جرم کی دنیا میں بھی بے تاج بادشاہ بنا ہوا تھا ۔ اس

خفیہ تنظیم کا نام اس نے ریڈ کمانڈوز سینڈیکیٹ رکھا ہوا تھا جسے
میں آر سی ایس کہا جاتا تھا۔

آر سی ایس کے اس نے بے شمار سیکشن بنا رکھے تھے جن
ان کے معیار اور ان کی کارکردگی کے مطابق کام لیتا تھا۔ یہی وجہ
کہ گوستن میں ہونے والے تقریباً ہر جرم کے پیچھے اس کا ہاتھ ہو
وہ ریڈ کمانڈوز کو منظم اور طاقتور سے طاقتور بنانے کے لئے
ماسٹرز کے حکم سے دولت اکٹھی کرتا تھا جس کے لئے وہ بڑے سے
جرم کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا تھا۔ گوستن میں اس کی اور
کی آر سی ایس کی حیثیت سے کوئی واقف نہیں تھا۔

گوستن ایکریمیا کی ایسی ریاست تھی جہاں زیادہ تر عرب
دوسرے ممالک کے مسلمانوں کی اکثریت تھی اور ہارک کٹر یہو
ہونے کی وجہ سے ان مسلمانوں کے خلاف ہی کام کرتا تھا اور
سینڈیکیٹ کے ذریعے ان مسلمانوں کے خلاف بلیک میلنگ ما
تیار کر کے انہیں بلیک میل اور دوسرے ہتھکنڈے استعمال کر
ان سے دولت حاصل کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ہارک نے
سینڈیکیٹ کے کئی آدمی گوستن اسٹیٹ کی پولیس اور دو
ایجنسیوں میں ایڈجسٹ کر رکھے تھے جو انہیں ہر طرح کا تحفظ
کرتے تھے۔

ہارک کا ہیڈ کوارٹر ہارڈ کلب کے عقب میں تھا جہاں سے وہ
کمانڈوز کو کنٹرول کرتا تھا۔ اس کے پاس کئی ہیلی کاپٹر، شپ

تھیں جن سے وہ الیسٹروگن اور دوسرے جزیروں پر ہر قسم کی
یا کرتا تھا۔

اس وقت ہارک ہیڈ کوارٹر کے بڑے سے کمرے میں موجود ایک
آفس کی میز کے پیچھے آرام کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور ایک فائل
رہا تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ میز پر مختلف رنگوں کے
فون پڑے تھے جن میں سے نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بج رہی
فون ریڈ کمانڈوز کے سیکشن آفیسروں کے لئے تھا۔ ہارک
نے نظر اٹھا کر فون کی جانب دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا
اٹھا لیا۔

"یس"۔ ہارک نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ
سخت اور کرختگی سے بھرپور تھا۔

"سیکشن کا انچارج ریمزے بول رہا ہوں چیف"۔ دوسری
طرف سے ایک تیز مگر مؤدبانہ آواز سنائی دی تو اس کی آواز سن کر
چونک پڑا۔

"یس ریمزے۔ کیا رپورٹ ہے"۔ ہارک نے سامنے پڑی ہوئی
فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

"ہم نے کارڈون ہوٹل کو میزائلوں سے تباہ کر دیا ہے چیف"۔
دوسری طرف سے ریمزے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ کیا تمام پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہو گئے ہیں"۔ ہارک نے
آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

"آٹھ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں تو کنفرم ہے چیف
اس ہوٹل کی تباہی سے ہلاک ہو گئے ہیں لیکن دو ایجنٹ جو با
تھے ان کی ابھی واپسی نہیں ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ ن
ہیں"۔ ریزے نے جواب دیا۔

"بچ گئے ہیں۔ کیا مطلب۔ اگر وہ دونوں واپس نہیں آئے
تم نے ہوٹل کو کیوں تباہ کیا۔ میں نے تمہیں ان کی واپسی تک
نہ کرنے کی ہدایت دی تھی۔ پھر تم نے ان کی واپسی سے پہلے
کو تباہ کیوں کر دیا"۔ ہارک نے حیرت اور غصے سے بھرپور لہجے
کہا۔

"چیف۔ یہاں صورت حال ہی ایسی ہو گئی تھی کہ ہمیں
ایکشن میں آنا پڑا"۔ ریزے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیسی صورتحال۔ کیا ہوا تھا"۔ ہارک نے چونک کر کہا۔

"کسی نے ہوٹل کا فائر الارم بجا دیا تھا جس کی وجہ سے ہ
میں افراتفری پھیل گئی۔ ہوٹل میں موجود لوگوں نے اس فائر ا
کی وجہ سے ہوٹل سے باہر آنا شروع کر دیا تھا جس کی وجہ سے
نے باہر آنے والوں پر فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کرنے
احکامات دے دیئے اور پھر میں نے ہوٹل پر سپیشل ہنڈرڈ ایم
کے چار میزائل فائر کر کے ہوٹل کو ملبے کا ڈھیر بنا دیا تاکہ ہوٹل
موجود پاکیشیائی ایجنٹوں کا کسی طور بچ نکلنے کا چانس نہ رہے
ریزے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ لیکن فائر الارم کس نے بجایا تھا اور کیوں"۔ ہارک نے
۔

"معلوم نہیں چیف۔ میں تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہوٹل سے
انی فاصلے پر تھا۔ ان لوگوں پر نظر رکھنے کے لئے میں نے ہوٹل
اد لر کو بھیج رکھا تھا۔ اوگر کے کہنے کے مطابق وہ سب اپنے
ں میں ہی تھے۔ پھر اوگر نے ہوٹل میں موجود ایک ویٹر ماسکر کو
کروں کی نگرانی کے لئے کہا اور وہ خود واپس آ گیا۔ ہم نے ان
لوں پاکیشیائی ایجنٹوں کے حلیوں کی تفصیل حاصل کر لی تھی اور
ان دونوں کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک ہوٹل کا مین
ر الارم بجنے لگا۔ یہ ڈینجرس الارم ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے جیسے ہوٹل
تباہ اور خوفناک آگ بھڑک اٹھی ہو۔ اس الارم کی وجہ سے ہوٹل
ھلبلی سی مچ گئی اور پھر لوگوں کو ہوٹل سے باہر آتے دیکھ کر
ں پریشان ہو گیا۔ مجھے خدشہ تھا کہ ان لوگوں میں کہیں وہ
کیشیائی ایجنٹ بھی نہ نکل جائیں اس لئے میں نے پہلے باہر آنے
الوں پر فائرنگ کرا کر انہیں ہلاک کرایا اور پھر ہوٹل پر میزائل فائر
دیئے"۔ ریزے نے کہا۔

"ہونہہ۔ اب ان دونوں کا کیا ہو گا۔ ہوٹل کی تباہی کا سن کر وہ
یں روپوش ہو گئے تو"۔ ہارک نے کہا۔

"میں نے اپنے تمام ساتھیوں کو گوسٹن میں پھیلا دیا ہے باس۔
ان دونوں کو تلاش کر رہے ہیں۔ جیسے ہی وہ دونوں نظر آئے

انہیں اسی وقت گولیوں سے اڑا دیا جائے گا"۔ ریمزے نے کہا

" وہ دونوں میک اپ میں ہوں گے احمق۔ اپنے ساتھ
ہلاکت کا سن کر وہ فوراً اپنا میک اپ تبدیل کر لیں گے۔
انہیں کیسے پہچانو گے"۔ ہارک نے کہا۔

" میں نے اپنے ساتھیوں کو سپیشل ایکس آر گلاسز پہن کر
تلاش کرنے کا حکم دیا ہے چیف۔ اور انہیں ہدایات دی ہیں
جس کسی کو بھی میک اپ میں دیکھیں اسے فوراً گولی مار د
ریمزے نے کہا۔

" گڈ۔ یہ اچھا کام کیا ہے تم نے۔ بہرحال ریمزے۔ میں جا
جلد ان دونوں کی ہلاکت کی خبر بھی سننا چاہتا ہوں۔ مجھے
ہارک نے کہا۔

" یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ وہ لوگ زیادہ دیر
نظروں سے چھپے نہیں رہیں گے۔ ہم بہت جلد انہیں ٹریس کر
گے اور پھر میں فوراً ہی ان کی ہلاکت کی خبر آپ کو دے دوں
ریمزے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" گڈ۔ اور کوئی بات"۔ ہارک نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا

" نو چیف"۔ ریمزے نے کہا۔

" اوکے۔ جیسے ہی دونوں ایجنٹ ٹریس ہو کر ہلاک ہوں مجھے
اطلاع دینا"۔ ہارک نے کہا۔

" اوکے چیف"۔ ریمزے نے جواب دیا تو ہارک نے رسیو

جیسے ہی اس نے فون رکھا اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے سرخ فون
نج اٹھی۔ یہ فون ریڈ ماسٹرز کے لئے مخصوص تھا اور فون پر
سٹوا اور ریڈ ماسٹر ساڈکر ہی ہارک سے بات کرتے تھے۔

"یس۔ ہارک سپیکنگ"۔ ہارک نے رسیور اٹھا کر کان سے
ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ریڈ ماسٹر ساڈکر بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے ریڈ ماسٹر
کی آواز سنائی دی۔

"یس ماسٹر"۔ ہارک نے کہا۔

"ہارک۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی کوئی رپورٹ"۔ دوسری
سے ریڈ ماسٹر ساڈکر نے پوچھا۔

"یس ماسٹر۔ میرے ساتھیوں نے کارڈون ہوٹل کو میزائلوں
تباہ کر دیا ہے۔ ہوٹل کو تباہ کرنے سے پہلے میرے ساتھیوں
اس بات کی تصدیق کی تھی کہ وہ ایجنٹ ہوٹل میں موجود ہیں یا
۔ ان کے دو ساتھی ہوٹل سے باہر گئے ہوئے تھے جبکہ آٹھ
ایائی ایجنٹ ہوٹل میں اپنے کمروں میں ہی تھے۔ میں نے اپنے
یوں کو فوراً وہاں بھیج دیا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ جب ان
دونوں ساتھی ہوٹل واپس آئیں تو وہ تب اس ہوٹل کو تباہ
۔ چنانچہ جیسے ہی ان کے دونوں ساتھی ہوٹل میں واپس آئے
ساتھیوں نے اسی وقت ہوٹل پر میزائل برسا دیئے جس سے
ن ہوٹل کا نام ونشان تک مٹ گیا"۔ ہارک نے کہا۔

اس نے جان بوجھ کر ریڈ ماسٹر ساڈکر کو ان دو پاکیشیائی
کا نہیں بتایا تھا جو ابھی ہوٹل میں واپس نہیں آئے تھے اور ہ
اچانک فائر الارم بجنے کی وجہ سے ہوٹل میں موجود لوگوں
مچ گئی تھی جس کی وجہ سے اس کے ساتھیوں کو اس ہوٹل
کے لئے فوراً کارروائی کرنا پڑی تھی تاکہ وہ ایجنٹ ہوٹل سے
جائیں ۔ یہ باتیں بتا کر وہ ریڈ ماسٹر ساڈکر سے جھاڑیں نہ
چاہتا تھا۔

" اوہ ۔ ویری گڈ ہارک ۔ اگر تمہارے آدمیوں نے عمران
کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے تو یہ اس صدی کا تمہارا اور
ساتھیوں کا بہت بڑا کارنامہ ہے ۔ ویری گڈ " ۔ ریڈ ماسٹر ۔
مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یس ماسٹر " ۔ ہارک نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

" مجھے یقین تھا ہارک کہ یہ کارنامہ سوائے تمہارے
دوسرا انجام نہیں دے سکتا ۔ اس لئے میں نے یہ کام تمہار
لگایا تھا ۔ تم نے ہمیشہ کی طرح اس بار بھی مجھے مایوس نہ
میں تم سے خوش ہوں ۔ بہت خوش " ۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر ،
اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کا سن کر بہت
رہی تھی۔

" تھینک یو ماسٹر ۔ آپ کا اعتماد ہی ہارک کی زندگی کا حا
ہارک اپنی جان تو دے سکتا ہے لیکن آپ کے اعتماد کو

ہا ۔ ہارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ ۔ اچھا ہارک ۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کا تو خاتمہ ہو ہی چکا ہے ۔
میں تمہارے ذمے ایک اور اہم کام لگانا چاہتا ہوں " ۔ دوسری
سے ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا۔

"یس ماسٹر ۔ حکم " ۔ ہارک نے سنجیدگی سے کہا۔

"نانٹ پورٹ پر میں سی ہاک بھیج رہا ہوں ۔ اسرائیل سے آج
تمہارے پاس تین سائنس دان پہنچ رہے ہیں ۔ وہ تمہارے
میک اپ میں آئیں گے ۔ ان میں سے ایک سائنس دان کے
براؤن بریف کیس ہو گا ۔ ان کے نام ڈاکٹر پاڈم، ڈاکٹر اوڈگر اور
ہاریک ہیں ۔ وہ تمہیں کوڈ میں پی او ڈی کہیں گے ۔ تمہیں ان
سائنس دانوں کو سی ہاک میں پہنچانا ہے اور سی ہاک انہیں
میرے پاس آجائے گا اور پھر میں انہیں ایسٹروگن جزیرے میں
لیبارٹری میں لے جاؤں گا ۔ تمہیں یہ کام نہایت خاموشی اور
رازداری سے کرنا ہے ۔ کسی کو یہ علم نہیں ہونا چاہئے کہ اسرائیل
تین سائنس دان تمہارے پاس آئے تھے ۔ اوکے " ۔ ریڈ ماسٹر
نے کہا۔

"اوکے ماسٹر ۔ تینوں سائنس دان کب تک میرے پاس پہنچ
گے " ۔ ہارک نے کہا۔

"وہ اسرائیل سے نکل چکے ہیں ۔ کسی بھی وقت وہ تمہارے پاس
جائیں گے " ۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا۔

"اور ماسٹر سی ہاک" ۔ ہارک نے پوچھا۔

"سی ہاک جیسے ہی نائٹ پورٹ پر آئے گا کمانڈر انچارج ریگل
ہی تمہارے سپیشل نمبر پر کال کر کے تمہیں بتا دے گا" ۔ ری
ساڈکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر" ۔ ہارک نے کہا۔

"جب تک کمانڈر انچارج ریگل تمہیں کال نہ کرے تم
تینوں سائنس دانوں کی حفاظت کا پورا پورا خیال رکھنا ہو گا۔
علم میں آیا ہے کہ گوسٹن میں چند فلسطینی ایجنٹ موجود ہیں
اسرائیل کے تینوں سائنس دانوں کے بارے میں علم ہو چکا
وہ گوسٹن آ رہے ہیں ۔ فلسطینی ایجنٹ ان تینوں سائنس دانو
لئے خطرہ بن سکتے ہیں اس لئے ان تینوں سائنس دانوں کو
بحفاظت سی ہاک تک پہنچانے کی ذمہ داری میں تم پر ڈ
ہوں" ۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا۔

"اوہ ۔ وہ فلسطینی ایجنٹ کون ہیں ماسٹر ۔ مجھے ان کے بار
بتائیں ۔ میں انہیں ٹریس کر کے ہلاک کر دوں گا" ۔ ہارک
چونک کر کہا۔

"ان لوگوں کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا ۔ اسرائ
ریڈیو کنٹرول سیکشن نے ایک ٹرانسمیٹر کال کیچ کی تھی جس
فلسطینی تنظیم بلیو ہاک کا چیف گوسٹن میں اپنے ایجنٹوں
سائنس دانوں کے بارے میں ہدایات دے رہا تھا ۔ بلیو ہاک

ایک لو نہ معلوم ان سائنس دانوں کے بارے میں کیسے معلوم ہو
گیا تھا ۔ لیکن ان کو جو اطلاع ملی تھی اس کے مطابق ان سائنس
دانوں کو ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے گوسٹن بھیجا جا رہا تھا اور
ان فلسطینیوں کا ٹارگٹ وہی چارٹرڈ طیارہ ہی تھا لیکن اس کال کے
ٹریس ہوتے ہی ان سائنس دانوں کو عام پرواز میں عام ایکریمیوں
کے روپ میں بھیجا گیا ہے تاکہ کسی فلسطینی ایجنٹ کو کسی بھی
صورت ان پر شک نہ ہو سکے" ۔ دوسری طرف سے ریڈ ماسٹر ساڈکر
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ ٹھیک ہے ماسٹر ۔ میں ان سائنس دانوں کی حفاظت کا
انتظام کر لوں گا اور انہیں بحفاظت سی ہاک میں پہنچا دوں گا ۔ آپ
بے فکر ہیں" ۔ ہارک نے کہا۔

"اوکے" ۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم
ہو گیا ۔ رابطہ ختم ہوتے ہی ہارک نے بھی ایک طویل سانس لیتے
ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"ہونہہ ۔ اب مجھے جلد سے جلد ان دونوں ایجنٹوں کو تلاش کرا
کر ہلاک کرانا ہو گا ۔ اگر ماسٹر کو یہ معلوم ہو گیا کہ ابھی دو پاکیشیائی
ایجنٹ زندہ ہیں تو وہ مجھ پر شدید برہم ہوں گے" ۔ ہارک نے کہا ۔
اسے یقین تھا کہ ریمزے اپنے گروپ کے ساتھ پورے گوسٹن میں
پھیل گیا ہو گا اور وہ بہت جلد اسے ان دونوں ایجنٹوں کو ٹریس کر
کے ان کی ہلاکت کی خبر دے گا اس لئے وہ زیادہ فکر مند نہیں تھا۔

ہوٹل کارڈون کی تباہی کا سن کر عمران کے چہرے پر پریشانی
تاثرات پھیل گئے تھے۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے جیب
اپنا سپیشل موبائل فون نکالا جو فون اور ٹرانسمیٹر دونوں طرح
استعمال کیا جا سکتا تھا۔ ایسے ٹرانسمیٹر فون عمران نے تمام ساتھ
کو دے رکھے تھے تاکہ انہیں ایک دوسرے میں رابطے میں وقت
ہو۔

ان سپیشل ٹرانسمیٹر فون سے کی گئی کالز کسی طور پر نہ س
سکتی تھی اور نہ ہی ٹریس کی جا سکتی تھی۔ یہ فون عمران نے خصو
طور پر اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے تیار کئے تھے جو وسیع رینج
ہونے کے ساتھ ساتھ ہر طرح سے سیف تھے۔ عمران نے فون
کر کے اس کا ٹرانسمیٹر آن کیا اور پھر جلدی جلدی فون کی طرح
پریس کر کے ایک فریکونسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ عمران نے اشا

ایسی ڈرائیور کو ٹیکسی چلانے کے لئے کہا تو اس نے ٹیکسی آگے
ھا دی۔

"یس۔ جے ایف ڈبلیو سپیکنگ"۔ دوسری طرف سے جولیا نے
نام کا مخفف استعمال کرتے ہوئے کہا اور اس کی آواز سن کر
عمران کے چہرے پر سکون سا آ گیا۔ یہ چونکہ جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر
تھا اور اس کا مائیک اور رسیور ایک ساتھ کام کرتے تھے اس لئے اس
میں بار بار اوور نہیں کہنا پڑتا تھا اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے سیل
فون پر ہی بات کی جا رہی ہو۔ جولیا کی آواز سن کر کیپٹن حمزہ کے
چہرے پر بھی اطمینان آ گیا تھا۔

"حیرت ہے۔ عالم بالا میں بھی فون کی سہولت میسر آنا شروع ہو
گئی ہے"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔ وہ ڈرائیور کی وجہ
سے کوڈ میں بات کر رہا تھا۔

"عالم بالا۔ کیا مطلب"۔ دوسری طرف سے جولیا نے اس کی آواز
پہچان کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے سنا ہے کہ مرنے والوں کی روحیں عالم بالا میں پہنچ جاتی
ہیں اور مجھے معلوم ہوا تھا کہ تم مع اپنے بھائی اور ساتھیوں کے عالم
بالا میں پہنچ چکی ہو۔ مگر تمہاری آواز سن کر محسوس ہو رہا ہے کہ عالم
بالا میں تم نہیں تمہارے ساتھی گئے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"بکو مت۔ ہم سب زندہ ہیں"۔ دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

"سب زندہ ہیں"۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

" ہاں ۔ کیوں ۔ کیا تم ہم میں سے کسی کی ہلاکت کی
رہے تھے"۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اور کسی کی تو نہیں ۔ میں اپنے رقیب وہ ۔ وہ ۔ اس
امید ضرور لگا بیٹھا تھا کہ چلو اب میرا سکوپ بن جائے گا ۔
عمران نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

" لیکن ۔ لیکن کیا"۔ دوسری طرف سے جولیا کی مسکراتی ہو
سنائی دی ۔

" لیکن شاید میرے بچوں کی قسمت میں والدین کا پیار
نہیں گیا"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف ایک لمحے کے لئے
چھا گئی جیسے جولیا عمران کے ان الفاظ کو سمجھنے کی کوشش کر ر
اور پھر وہ یکلخت ہنس پڑی ۔

" فضول باتیں مت کرو ۔ یہ بتاؤ تم اس وقت کہاں ہو"۔
نے ہنسی روک کر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میں تو وہیں ہوں جہاں مجھے نہیں ہونا چاہئے"۔ عمران
گنگناتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب"۔ جولیا نے کہا۔

" مطلب یہ کہ تمہاری ہاں ہونے تک میں کنواروں کی دنیا
ہی ہوں اور کہاں ہو سکتا ہوں"۔ عمران نے کہا تو اس بار جولیا
اختیار ہنس پڑی ۔

" اچھا یہ مترنم ہنسی میں بعد میں سن لوں گا پہلے یہ بتاؤ کہ

"ہاں ۔ میں تو تمہیں ہوٹل کارڈون میں چھوڑ کر آیا تھا اور مجھے
اطلاع ملی ہے کہ ہوٹل کارڈون"۔ عمران نے ادھوری بات کرتے
ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ ہوٹل کارڈون کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے اور اس
ہوٹل کو ہماری وجہ سے تباہ کیا گیا ہے"۔ دوسری طرف سے جولیا
نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے عمران کو بلیو ہاک کے
نمائندے ابو حماس کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی۔

"اوہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس بار تمہاری جانیں اللہ تعالیٰ
فضل و کرم سے ابو حماس نے بچائی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ اور ہم اس وقت ابو حماس کے ایک خفیہ ٹھکانے پر
موجود ہیں ۔ تم یہیں آجاؤ ۔ ابو حماس کے پاس تمہارے لئے ایک
اہم ٹپ ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"ٹپ ۔ کیسی ٹپ"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"معلوم نہیں ۔ اس نے کہا کہ وہ اس انفارمیشن کے بارے
میں صرف تمہیں بتائے گا"۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے وہ"۔ عمران نے پوچھا۔

"یہیں ہمارے ساتھ ہی ہے ۔ بات کراؤں"۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں ۔ کراؤ بات"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف ایک لمحے کے
لئے خاموشی چھا گئی اور پھر عمران کو ایک تیز آواز سنائی دی ۔

"جی عمران صاحب ۔ میں بی ایچ کا خصوصی نمائندہ ابو حماس بول

رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ابو حماس ۔ لیکن میری ابھی کچھ دیر پہلے بی ایچ کے چیف ابو
سے بات ہوئی تھی ۔ اس نے تو مجھے نہیں بتایا کہ گوسٹن میں
کوئی نمائندہ خصوصی ابو حماس بھی ہے"۔ عمران نے کہا۔

" ابو قاسم ۔ یہ ابو قاسم کون ہیں"۔ دوسری طرف سے ابو
نے حیرت زدہ لہجے میں کہا تو عمران کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی

" ابو قاسم تمہارے چیف کا نام نہیں ہے کیا"۔ عمران نے کہا

" نہیں ۔ بی ایچ کا چیف ۔ اوہ ۔ میں سمجھ گیا ۔ آپ شاید مجھ
چیف کا نام اس لئے سننا چاہتے ہیں تا کہ تصدیق کر سکیں کہ
واقعی بی ایچ کا نمائندہ ہوں یا نہیں ۔ عمران صاحب آپ بے فکر
میرا تعلق واقعی بی ایچ سے ہی ہے اور"۔ دوسری طرف سے ابو ح
نے کہا۔

" اور کیا"۔ عمران نے پوچھا۔

" کیا یہ فون محفوظ ہے"۔ ابو حماس نے کہا۔

"ہاں ۔ تم بے فکر ہو کر بات کرو"۔ عمران نے کہا۔

" او کے ۔ تو سنیئے ۔ چیف کا نام حامد بن یوسف ہے اور میں
کو ان کا سپیشل کوڈ بھی بتا دیتا ہوں تا کہ آپ کو میری طرف
تسلی ہو جائے کہ میں غلط آدمی نہیں ہوں"۔ دوسری طرف سے
حماس نے کہا اور پھر اس نے عمران کو ایک سپیشل کوڈ بتایا جسے
کر عمران کے چہرے پر اطمینان سا چھا گیا۔

بلیڈ ہاک کا چیف اور اس کا سپیشل کوڈ اس کے خاص خاص
ساتھیوں کو معلوم تھا اور یہ ایسا کوڈ تھا جو دن تاریخ اور مہینے کے
نام لو آگے پیچھے کر کے بنایا جاتا تھا جس کے بارے میں غیر متعلق
آدمی نہیں جان سکتا تھا ۔ عمران نے واقعی ابو حماس سے اس کی
اصلیت جاننے کے لئے یہ سب پوچھا تھا جس کا جواب سن کر عمران
مطمئن ہو گیا تھا کہ ابو حماس واقعی غلط نہیں ہے۔

" اپنا ایڈریس بتاؤ ۔ میں پہنچ رہا ہوں"۔ عمران نے کہا تو ابو
حماس نے اسے ایڈریس بتا دیا اور عمران نے فون آف کر دیا۔

" صاحب ۔ اگر آپ فون سے فارغ ہو گئے ہوں تو پلیز مجھے بتائیں
کہ آپ نے جانا کہاں ہے"۔ فون بند ہوتے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے
کہا۔

" ارے ۔ کیا میں نے تمہیں ایڈریس نہیں بتایا تھا"۔ عمران نے
کہا۔

" نہیں صاحب"۔ ڈرائیور نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم ٹیکسی کو بلاوجہ سڑکوں پر گھما پھرا
کر اپنے میٹر پر ہمارا بل بڑھا رہے ہو ۔ یہ تو غلط بات ہے ۔ بالکل
غلط"۔ عمران نے کہا۔

" آپ نے خود ہی مجھے اشارے سے گاڑی چلانے کے لئے کہا تھا
جناب اس لئے میں نے چلائی تھی"۔ ڈرائیور نے کہا۔

" اگر تم اشاروں پر چلتے ہو تو پھر میں تمہارا بل بھی اشاروں میں

اداکروں گا ۔ وہ بھی چلے گا ناں" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے
ڈرائیور بے اختیار ہنس پڑا ۔ عمران نے ٹیکسی ایک مین بازا
طرف لے جانے کو کہا ۔ مین بازار میں آکر عمران نے اس ٹیکس
چھوڑ دیا اور پھر وہ مختلف ٹیکسیاں بدلتے ہوئے اس ایڈریس پر پہ
جو اسے ابو حماس نے بتایا تھا۔

یہ ایک جدید کالونی کی فرنشڈ کوٹھی تھی ۔ عمران نے ٹ
کوٹھی سے کافی فاصلے پر رکوالی تھی اور جب ٹیکسی انہیں اتار کر
بڑھ کر ایک موڑ مڑ گئی تو عمران اور کیپٹن حمزہ اس کوٹھی کی ط
چل پڑے ۔ کوٹھی کا گیٹ براؤن رنگ کا تھا۔ عمران نے آگے بڑ
گیٹ کی سائیڈ کی دیوار پر لگی کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ کر
بیل ابو حماس کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق تین بار مخص
انداز میں بجائی تو گیٹ کا ایک ذیلی دروازہ کھلا اور ایک دبلا
ادھیڑ عمر نکل کر باہر آگیا جو شکل و صورت سے عام سا ملازم د
دے رہا تھا۔

" بلیو ہاک " ۔ عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہ
کہا۔

" اوہ ۔ آئیں ۔ اندر آجائیں " ۔ اس شخص نے انتہائی مؤدبانہ
میں کہا اور انہیں اندر جانے کے لئے راستہ دے دیا ۔ وہ دو
دروازے سے اندر آ گئے ۔ ملازم نے دروازہ بند کر کے لاک کیا او
انہیں لئے ہوئے طویل و عریض لان میں سے گزارتا ہوا اند

لی طرف آ گیا اور پھر مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ ان
ایک بڑے ہال نما کمرے میں لے آیا جہاں ان کے ساتھی
نوجوان کے ساتھ موجود تھے ۔ ان کے ہاتھوں میں کافی کے مگ
اور وہ نوجوان جو بلیو ہاک کا نمائندہ خصوصی ابو حماس تھا، سے
کر رہے تھے۔

بہت خوب ۔ تو یہاں عیش ہو رہے ہیں" ۔ عمران نے کمرے
داخل ہوتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے
خاص طور پر عمران کو دیکھ کر ابو حماس کی آنکھوں میں تیز
آگئی تھی۔

میں ابو حماس ہوں" ۔ اس نوجوان نے عمران کی طرف
مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور میں ابو ، جبران، کامران، سلمان، ارم اور مریم ہوں" ۔
ان نے کہا ۔ اس کی بات سن کر اس کے ساتھی بے اختیار مسکرا
تھے جبکہ ابو حماس حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

اتنا طویل نام ۔ عمران صاحب کیا یہ آپ کا اپنا نام ہے" ۔ ابو
اس نے حیران ہو کر کہا۔

ارے نہیں ۔ یہ میرے ہونے والے چھ بچوں کے نام ہیں اور
میں معلوم نہیں ہمارے ملک میں والد کو ابو کہا جاتا ہے ۔ اس لئے
ناموں سے پہلے میں نے ابو لگایا تھا۔ تمہارا شاید ایک ہی بچہ ہے
کا نام حماس ہے ۔ یعنی تم حماس کے ابو ہو" ۔ عمران نے کہا اور

اس کی بات سن کر ابو حماس کھلکھلا کر ہنس پڑا جبکہ عم
ساتھیوں کے لبوں پر بھی مسکراہٹ ابھر آئی۔

" اور یہ چھ کے چھ بچے آپ کے ہونے والے بچے ہیں
حماس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ بس میں شادی ہونے کا انتظار کر رہا ہوں۔ اس
وہ"۔ عمران نے شرارتی نظروں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہو
اور اس کی بات سن کر جولیا غصیلی نظروں سے اسے گھورنے لگ

" انتظار کرنے سے آپ کی کیا مراد ہے"۔ ابو حماس نے
ہوئے کہا۔

" یار۔ میری ہونے والی بیوی ان بچوں کو جہیز میں لے
رہی ہے۔ شادی ہو گی تو وہ جہیز ساتھ لائے گی ناں۔ اب میں ا
کے لئے شادی کا انتظار نہ کروں تو اور کیا کروں"۔ عمرا
معصومیت سے کہا تو ابو حماس قہقہہ لگا کر ہنس پڑا جبکہ جولیا
کو قہر بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے اس کا بس نہ چل
ورنہ وہ عمران کا سر توڑ دے۔

" عمران صاحب۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میری آپ
عظیم انسان سے ملاقات ہو رہی ہے۔ آپ کی اور میری ملا
اتفاقیہ ہی ہے لیکن بہرحال میرے لئے یہ بہت بڑے اعزاز کی
ہے جو آپ میرے سامنے ہیں"۔ ابو حماس نے کہا۔

" بھائی۔ مجھے عمران ہی رہنے دو۔ عظیم نہ بناؤ۔ تم نہیں

م نامی شخص میرے والد حضور کی تجوری سے دس لاکھ اڑا کر لے
تھا جس کو ڈیڈی گولی مارنے کے لئے آج تک تلاش کرتے پھر
ہیں۔ اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ ان کا ملازم عظیم بن کر ان کی
الی سے دس لاکھ اڑانے والا میں ہی تھا تو وہ مجھے توپ سے اڑا دیں
۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو ابو حماس ایک بار پھر
ں پڑا۔

" عمران صاحب۔ آپ اور آپ کے ساتھی اسرائیل میں کئی مشنز
ام کر چکے ہیں۔ دوسری فلسطینی ہمجنسیوں کے ساتھ ساتھ ہر بار
اپنی آمد کی اطلاع بلیو ہاک کو بھی دیتے تھے لیکن اس بار نہ آپ
بلیو ہاک کو انفارم کیا ہے اور نہ ہی اسرائیل میں موجود کسی
طینی تنظیم کو آپ کی یہاں آمد کا علم ہے۔ کیا میں آپ سے پوچھ
تا ہوں کہ گوسٹن جیسی غیر اہم جگہ پر آپ کس لئے آئے ہیں۔ میں
آپ کی آمد کی اطلاع چیف کو دے دی ہے۔ ان کا حکم ہے کہ
کی حفاظت کے ساتھ ساتھ میں اپنی پوری فورس کے ساتھ آپ
ہر معاملے میں تعاون کروں"۔ ابو حماس نے کہا۔

" یار ایک تو تم بولتے بہت تیز ہو۔ دوسرے ایک ہی بار میں
ی باتیں کر جاتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

" سوری عمران صاحب۔ آپ بتائیں میں آپ جیسے عظیم انسان
کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ ابو حماس نے شرمندگی سے کہا۔

" پھر عظیم۔ ارے بھائی۔ تم سمجھ کیوں نہیں رہے۔ میں عظیم

نہیں ہوں" ۔ عمران نے جھلا کر کہا تو ابو حماس ایک بار
دیا۔

"آپ کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے ہارک گروپ
میں آیا تھا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ ہارک اور اس کے ر
کے خلاف یہاں کام کرنے آئے ہوں" ۔ ابو حماس نے کہا۔

"پہلے تم بتاؤ۔ تم مجھے کیا انفارمیشن دینا چاہتے تھے جس
تم نے مجھے یہاں بلایا ہے" ۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ۔ اصل میں بلیو ہاک کو نہایت خفیہ ذ
معلومات حاصل ہوئی ہیں کہ اسرائیل ان دنوں عالم اس
خلاف ایک بہت بڑی اور بھیانک سازش کر رہا ہے ۔ یہ
ہزاروں کلو میٹر دور ایک ایسٹروگن نامی جزیرہ ہے ۔ اس جز
مکمل طور پر اسرائیل کا کنٹرول ہے ۔ ایسٹروگن جزیرے پر ر
اور ریڈ کمانڈوز کا ہولڈ ہے اور وہاں ایک بہت بڑی اور جدید
لیبارٹری ہے جس کا کوڈ نام زیرو لیبارٹری ہے ۔ اس لیبارٹ
سات انتہائی طاقتور میزائلوں پر کام ہو رہا ہے جنہیں ڈیتھ م
نام دیا گیا ہے اور ان میزائلوں کو کوڈ میں ڈی ایم کہا جا
اسرائیل ڈی میزائلوں سے ایک ہی وقت میں سات اسلامی
کو نشانہ بنانا چاہتا ہے ۔ ان سات اسلامی ممالک میں پاکیش
سرفہرست ہے" ۔ ابو حماس نے کہا اور اس کے منہ سے ایس
جزیرے سے اور زیرو لیبارٹری کا نام سن کر نہ صرف سیکرٹ

نہ بلکہ عمران بھی یوں خاموش ہو گیا تھا جیسے انہیں یکلخت
اپ سونگھ گیا ہو ۔ عمران آگے بڑھ کر ایک سنگل صوفے پر بیٹھ
اور غور سے ابو حماس کی طرف دیکھنے لگا ۔ ابو حماس نے اپنا
سلہ کلام جاری رکھا۔

"چیف کو جب اطلاع ملی تو اس وقت تک اسرائیلی سائنس دان
ے سے زیادہ اپنا کام مکمل کر چکے تھے ۔ معاملہ چونکہ بے حد گھمبیر
اس لئے چیف نے فوری طور پر بلیو ہاک کو الرٹ کر دیا اور اس
لے کے بارے میں مزید تفصیلات حاصل کرنے کے لئے کام کرنا
وع کر دیا جس سے انہیں حتمی رپورٹس مل گئیں کہ واقعی
وگن جزیرے میں موجود زیرو لیبارٹری میں ڈی میزائلوں پر
ت تیزی سے کام ہو رہا ہے۔

اس جزیرے اور اس لیبارٹری کی حفاظت کے لئے اسرائیل نے
ائیل کی سب سے بڑی اور طاقتور ایجنسی ریڈ ماسٹرز اور اس کے
کمانڈوز کی خدمات حاصل کر رکھی ہیں جنہوں نے نہ صرف
وگن جزیرے بلکہ ارد گرد کے جزیروں پر بھی مکمل قبضہ کر رکھا
ہ اور انہوں نے ان علاقوں کی حفاظت کے لئے ایسے حفاظتی سسٹم
م کر رکھے ہیں کہ کسی بھی طرح ان جزیروں کی طرف جانا
ممکنات میں سے ہے۔

جزیروں پر سائنسی حفاظتی انتظام کے ساتھ ساتھ سمندر میں بڑے
مانے پر ریڈ کمانڈوز موجود ہیں جو لانچوں، شپ اور آبدوزوں میں ہر

وقت سمندر میں گشت کرتے رہتے ہیں اور ان اطراف میں
کلومیٹر تک کسی عام جہاز کو بھی گزرنے نہیں دیا جاتا ۔ یہاں
کہ ان جزیروں کی طرف عام پروازیں اور ہیلی کاپٹروں کو بھی
گزرنے دیا جاتا ۔ ریڈ کمانڈوز ہر قسم کے اسلحے سے مسلح ہیں جو
یا سمندری اطراف سے آنے والی فوج کا بھی آسانی سے مقابلہ
ہیں ۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایسٹروگن جزیرے کے چاروں
بڑے بڑے مگرمچھ چھوڑ رکھے ہیں جو انتہائی طاقتور ہونے کے
ساتھ خونخوار بھی ہیں ۔ سمندر اور جزیرے پر ان مگرمچھوں کی
اتنی زیادہ ہے کہ کوئی انسان ان سے بچ کر آگے نہیں جا
بہرحال ان تمام خطرات کے باوجود چیف اس جزیرے ا
لیبارٹری تک پہنچنے کے خواہاں ہیں اور وہ ہر ممکن طرح
یہودیوں کی اس گھناؤنی سازش کو سبوتاژ کر دینا چاہتے ہیں ۔ ا
لئے ہم بے پناہ کوشش بھی کر چکے ہیں ۔ ہمارے ساتھیو
فضائی اور سمندری راستوں سے ان جزیروں کی طرف جانے
ممکن کوشش کی تھی مگر ریڈ کمانڈوز کی آنکھوں میں ہم کسی بھی
دھول نہ جھونک سکے ۔

ہمارے کئی جہاز، سپر لانچیں، ہیلی کاپٹرز اور قیمتی جہاز ا
ہاتھوں تباہ ہو چکے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم نے ہمت نہیں
تھی ۔ ہم ایسٹروگن جزیرے تک پہنچنے کے لئے ہر ممکن
استعمال کر رہے ہیں ۔ پھر ہمیں معلومات ملیں کہ گوسٹن

اوز کا ایک بہت بڑا سیٹ اپ ہے اور یہاں ہارک اصل میں ریڈ
اوز کا چیف ہے ۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ ایسٹروگن اور
ے جزیروں پر ہر قسم کی سپلائی گوسٹن سے ہی بھیجی جاتی ہے اور
جزیروں سے ریڈ کمانڈوز کو بھی لانے اور لے جانے کی ذمہ داری
ک کی ہی ہے اس لئے چیف نے مجھے چند ساتھیوں کے ساتھ
ٹن بھیج دیا ہے ۔ ہم گوسٹن میں ہارک کے خلاف گھیرا تنگ کر
ہیں ۔ میرا ایک بھائی ہارڈ کلب میں اپنی جگہ بنانے میں کامیاب
گیا ہے ۔ وہ ہارک کے خاصا قریب ہے ۔ ہم اس کے ذریعے
ارمیشن حاصل کر رہے ہیں ۔ ہم ہارک کی نگرانی کر کے اس کے
ذرائع کا پتہ چلانا چاہتے ہیں کہ وہ کن جہازوں، لانچوں کو جزیرے
طرف بھیجتا ہے اور ان کی سپلائیاں کیا ہوتی ہیں اس لئے ہم نے
ل تک ہارک پر ہاتھ نہیں ڈالا ۔ ہارک چونکہ ریڈ کمانڈوز کا چیف
اور وہ چونکہ منجھا ہوا ایجنٹ ہے اس لئے اسے اغوا کر کے اور اس
تشدد کر کے اس سے زبردستی معلومات حاصل کرنا ناممکن تھا اس
میں اور میرے ساتھی خاموشی سے اس کی حرکات و سکنات پر نظر
ئے ہوئے تھے لیکن ابھی تک ہمیں ان ذرائع کے بارے میں کوئی
ارمیشن حاصل نہیں ہوئی ۔

اب جیسے ہی ہارک کو آپ اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں
لاع ملی تو اس نے فوری طور پر آپ سب کے خاتمے کے احکامات
ے دیئے ۔ میں اتفاق سے اسی ہوٹل میں موجود تھا ۔ جب میرے

ساتھی نے آپ لوگوں کے بارے میں مجھے بتایا تو میں نے
سے بات کی ۔ چیف کو اپنے ذرائع سے معلوم ہو گیا کہ
کون ہیں لیکن چونکہ انہیں یہ علم نہ ہو سکا تھا کہ آپ لوگو
آنے کا مقصد کیا ہے تو انہوں نے مجھے آپ کے پاس جانے
دیں ۔ مگر جب میں آپ کے پاس آیا تو اس وقت تک آپ
باہر جا چکے تھے اور ہارک کے ایک خطرناک گروپ نے ہو
کرنے کے لئے گھیر رکھا تھا جس کی وجہ سے مجھے آپ کے س
وہاں سے نکالنا پڑا۔

بعد میں مجھ سے ایک حماقت یہ ہوئی کہ آپ کے سا
جانے کے بعد میں نے فائر الارم بجا دیا جس سے ہوٹل میں
مچ گئی اور لوگ گھبرا کر ہوٹل سے بھاگ نکلے ۔ انہیں
بھاگتے دیکھ کر ہارک گروپ نے ان لوگوں پر فائرنگ کر
ہلاک کر دیا اور پھر میزائلوں سے ہوٹل کارڈون کو ملبے کا ڈھ
اگر میں فائر الارم بجانے کی حماقت نہ کرتا اور آپ کے سا
خاموشی سے ہوٹل سے نکال کر خود بھی نکل جاتا تو وہ
ساتھیوں کے غائب ہونے پر ایسی کارروائی نہ کرتے اور ا
رونما نہ ہوتا" ۔ ابو حماس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" ہاں ابو حماس ۔ واقعی فائر الارم آن کر کے تم نے
غلطی کی تھی ۔ بہرحال جو ہونا تھا سو ہو گیا ۔ اب تم
تمہارے ساتھی ہارک کے خلاف کیا کر رہے ہیں" ۔ ع

ہا

" ہارک پر ہم پوری طرح سے نظر رکھے ہوئے ہیں عمران صاحب
بہ جاننے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ایسٹروگن اور دوسرے
ہاں سے آنے والے ہیلی کاپٹرز، آبدوزیں اور شپ کہاں آتے ہیں
ملن کے تین اطراف میں سمندر ہے اور یہاں چھ بڑے بڑے
ہیں جہاں دنیا کے بڑے بڑے سمندری جہاز لنگر انداز ہوتے
۔ لانچیں اور آبدوزیں بھی یہاں بڑی تعداد میں موجود رہتی ہیں ۔
لم اور دوسرے ممالک کے تیل، زرعی اجناس اور انسانی
دیات کا تمام تر سامان انہی پورٹ پر لایا اور لے جایا جاتا ہے جس
ابہ سے ہم ہزار کوششوں کے باوجود یہ جاننے میں ناکام رہے ہیں
ریڈ کمانڈوز کے استعمال میں رہنے والے شپ، لانچیں اور
رے جہاز کون سے ہیں" ۔ ابو حماس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہارے آدمی اگر ہارڈ کلب میں اور ہارک کے نزدیک ہے تو کیا
ہارک کی کالیں وغیرہ ٹیپ نہیں کر سکتا ۔ ظاہر ہے ہارک
صلاتی نظام سے ہی ہدایات لیتا اور دیتا ہوگا" ۔ عمران نے کہا۔

"یہی تو ہمارے لئے سب سے بڑی مشکل ہے ۔ ہم کسی بھی طرح
ں کے سپیشل روم سے نہ اس کی باتیں سن پائے ہیں اور نہ اس
ان کالز کو ٹیپ کر سکے ہیں" ۔ ابو حماس نے کہا۔

"اس کی وجہ" ۔ عمران نے سوالیہ نظروں سے کہا۔

" سپیشل روم جو ہارک کا کنٹرول روم ہے ہارک وہاں کسی کو

نہیں آنے دینا چاہے وہ اس کا کتنا ہی کلوز کیوں نہ ہو۔ دو
نے خصوصی ساخت کے فون رکھے ہوئے ہیں جن کا رابطہ
سے ہے اور جن کی وجہ سے نہ ان کالوں کو چیک کیا جا سکتا
ہی کسی آلے سے ان کالوں کو ٹیپ کیا جا سکتا ہے"۔ ابو ح
کہا۔

"اوہ۔ اسی لئے تم لوگ ابھی تک کوئی کامیابی حاصل
سکے"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھی خا
ان دونوں کی باتیں سن رہے تھے۔ ان میں سے کسی نے عمر
حماس سے کچھ پوچھنے یا کہنے کی ضرورت محسوس نہ کی تھی۔

"ابو حماس۔ تم نے ابھی مجھے وہ خاص بات نہیں بتائی
لئے تم نے مجھے یہاں بلایا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ سوری عمران صاحب۔ تفصیل بتاتے ہوئے
خاص بات کو بھول ہی گیا تھا۔ بہرحال چیف نے مجھے ٹرانسمی
کر کے بتایا تھا کہ اسرائیل کے تین نامور سائنس دان ڈی
خصوصی مشن کو پورا کرنے کے سلسلے میں خفیہ طور پر ا
جزیرے پر جا رہے ہیں۔ چیف نے انتہائی کوشش کے
سائنس دانوں کے نام بھی معلوم کر لئے تھے۔ وہ تینوں سائن
آج کسی بھی وقت اسرائیل سے ایک چارٹرڈ طیارے سے گو
رہے ہیں۔ گوسٹن پہنچنے کے بعد ان تینوں سائنس دانو
خاموشی سے ایسٹروگن جزیرے پر پہنچا دیا جائے جس خاص

گوسٹن آئیں گے"۔ ابو حماس نے کہا۔

"اوہ۔ یہ اہم اطلاع ہے"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ چیف نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ کو اطلاع دے
دوں۔ ان کا اندازہ ہے کہ آپ کو بھی اسرائیل کی بھیانک اور
شیطانی سازش کا علم ہو چکا ہے اور آپ بھی یہاں ایسٹروگن مشن پر
آئے ہیں جس کی تصدیق اس بات سے ہو جاتی ہے کہ آپ کو اور آپ
کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے ہارک نے اس ہوٹل کو ہی
تباہ کرا دیا ہے جس میں آپ لوگ موجود تھے"۔ ابو حماس نے کہا تو
عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"ان سائنس دانوں کے نام کیا ہیں"۔ عمران نے پوچھا تو ابو
حماس نے ان سائنس دانوں کے نام بتا دیئے۔

"ان سائنس دانوں کے بارے میں تمہارے چیف کے پاس کیا
انفارمیشن ہیں۔ میرا مطلب ہے وہ کس چارٹرڈ طیارے میں آئیں گے
اور وہ گوسٹن میں کب تک پہنچیں گے"۔ عمران نے پوچھا۔

"اس طیارے اور ان سائنس دانوں کے گوسٹن پہنچنے کا کوئی
ٹائم معلوم نہیں ہو سکا۔ لیکن بہرحال وہ طیارہ گوسٹن کے سپیشل
ایئر بیس پر ہی آئے گا۔ میرے چند ساتھی ایئر بیس پر پہنچ چکے ہیں۔
ان کے پاس خصوصی آلات اور کیمرے ہیں جن کی مدد سے وہ ان
سائنس دانوں کو چاہے وہ کسی بھی میک اپ میں کیوں نہ ہوں
پہچان لیں گے۔ جیسے ہی وہ یہاں پہنچیں گے مجھے اطلاع مل جائے گی

میں نے ان سائنس دانوں کو راستے سے ہی اغوا کرنے کا پ
ترتیب دے دیا ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ان سائنس دانوں کو ا
کے ہم انہیں خفیہ ٹھکانے پر لائیں گے اور ان کے جسموں
آپریشن کر کے ان کے جسموں میں مائیکرو الیکٹرونک بم چھپا دیں
اور لیزر سے ہم ان سائنس دانوں کے کٹس کے نشانات غائب
دیں گے جس سے ان سائنس دانوں کو اپنے جسم میں کسی تبد
احساس تک نہ ہو گا اور پھر ہم ان سائنس دانوں کے لئے
سہولیات پیدا کر دیں گے کہ وہ سمجھیں گے کہ وہ ہماری قید سے
کر بھاگ سکتے ہیں۔

ہم انہیں اپنی قید سے فرار ہونے کا پورا پورا موقع دیں گے۔
طرح وہ لوگ جب آزاد ہو کر ایسٹروگن جزیرے پر جائیں گے تو
اس کا علم ہو جائے گا اور ہم ان ریموٹ کنٹرولڈ مائیکرو الیکٹر
بموں کو ہزاروں میل دور سے چارج کر کے انہیں بلاسٹ کر
گے جس سے نہ صرف زیرو لیبارٹری بلکہ ایسٹروگن جزیرے کا
بھی نام و نشان مٹ جائے گا"۔ ابو حماس نے کہا۔

" ویری گڈ۔ تمہارا پلان تو اچھا ہے۔ لیکن اس پلان میں ا
پرابلم ہے"۔ عمران نے کہا۔

" کیسی پرابلم"۔ ابو حماس نے چونک کر کہا۔

" اغوا ہو کر تمہاری گرفت سے نکلنے کے بعد اسرائیلی حکام نے
کسی خطرے کے پیش نظر ان سائنس دانوں کو ایسٹروگن جزیرے

انے سے روک دیا تو پھر"۔ عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر ابو
اس بری طرح سے اچھل پڑا۔

" اوہ۔ اوہ۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ بالکل ایسا ہو سکتا ہے اور اگر ایسا
گیا تو پھر ہمارا یہ منصوبہ بھی ناکام ہو جائے گا اور پھر ایسٹروگن
رے کی تباہی ہمارے لئے واقعی خواب بن کر رہ جائے گی"۔ ابو
اس نے کہا۔

" نہیں۔ میں تمہارے لئے ایسٹروگن اور دوسرے جزیروں کی
اہی کو خواب نہیں بننے دوں گا"۔ عمران نے کہا تو اس کی بات سن
نہ صرف ابو حماس بلکہ اس کے ساتھی بھی چونک پڑے۔

" کیا تمہارے پاس ایسٹروگن جزیرے پر جانے، وہاں سے سرداور
و زندہ نکال لانے اور اس جزیرے کو تباہ کرنے کا کوئی پلان ہے"۔
لیا نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

" ہاں"۔ عمران نے کہا۔

" اوہ۔ تو کیا ایسٹروگن جزیرے پر آپ کے ملک کا کوئی سائنس
دان موجود ہے"۔ ابو حماس نے چونکتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات
میں سر ہلا کر اسے سرداور کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔

" اوہ۔ پھر تو آپ لوگوں سے ملنا میرے لئے بے حد مفید رہا ہے۔
ر ہم کسی طرح ایسٹروگن جزیرے تک رسائی حاصل کر لیتے تو ہم
نی جانوں پر کھیل کر اس جزیرے کو تباہ کر دیتے اور اس تباہی کے
یجے میں آپ کے ملک کا سائنس دان بھی مارا جاتا"۔ ابو حماس نے

کہا۔

"ہاں - اب سنو۔ میرے ذہن میں ایسٹروگن جزیرے تک
ایک آئیڈیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"کیسا آئیڈیا"۔ ابو حماس نے کہا تو عمران کے ساتھی بھی
کی طرف متوجہ ہو گئے۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے
سے انہیں اپنے آئیڈیئے کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

"یں کچھ نہیں جانتا۔ جیسے بھی ہو بہرحال ان دونوں کو تلاش
و۔ مجھے ہر حال میں ان کی موت کی خبر ملنی چاہیئے۔ سمجھے تم"۔
ک نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے غصے کے عالم
ں دوسری طرف کا جواب سنے بغیر رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"ہونہہ۔ کہہ رہا ہے کہ انہوں نے سارا گوسٹن چھان مارا ہے
ن انہیں ان دونوں پاکیشیائی ایجنٹوں کا کچھ پتہ نہیں چل رہا جو
ل کارڈون کی تباہی سے پہلے ہوٹل سے نکل کر گئے تھے۔ ہونہہ۔
اں جا سکتے ہیں وہ"۔ ہارک نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ غصے اور
یشانی سے اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔

فون پر اس کے ڈی سیکشن کے انچارج نے اسے اطلاع دی تھی
۔ انہوں نے سارے گوسٹن کو کھنگال لیا ہے لیکن ان دونوں
کیشیائی ایجنٹوں کا انہیں کچھ علم نہیں ہو سکا جس پر ہارک غصے سے

بھڑک اٹھا تھا۔ وہ ہر صورت میں ان دونوں پاکیشیائی ایجنٹ
ہلاکت چاہتا تھا کیونکہ اس نے ریڈ ماسٹر ساڈ کر کو ان تمام پا
ایجنٹوں کی ہلاکت کی خبر دے دی تھی اور اب اگر ریڈ ماسٹر سا
ان دونوں کی خبر مل گئی تو وہ اس کا برا حشر کرے گا۔

"ہونہہ۔ انہیں زمین کھا گئی یا آسمان نے اٹھا لیا ہے"۔
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے سفید
کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ہارک چونک پڑا۔

"یس۔ ہارک سپیکنگ"۔ ہارک نے فون اٹھا کر کرخت
میں کہا۔ سفید فون ہارڈ کلب کے ورکرز کے لئے مخصوص تھا
فون پر کلب کے ممبرز اور کلب کی انتظامیہ اس سے بات کرتے

"میں ویٹر نمبر سکسٹین بول رہا ہوں باس"۔ دوسری طرف
ایک آواز سنائی دی۔

"ویٹر۔ کیا بکواس ہے۔ کیوں کال کی ہے تم نے مجھے"۔
سن کر ہارک نے غصے اور حقارت سے گرجتے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ جن لوگوں کو تلاش کر رہے ہیں میں ان
بارے میں جانتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو یہ بات
ہارک بری طرح سے چونک پڑا۔ اس کا چہرہ حیرت کی شدت
بگڑتا چلا گیا۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے"۔ ہارک نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس
صحیح طور پر ویٹر کی بات سنی ہی نہ ہو۔

"باس۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جانتا ہوں کہ
کہاں ہیں"۔ دوسری طرف سے ویٹر نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے
ہوئے کہا تو ہارک کی حالت دیکھنے والی ہو گئی۔ اس کے ریڈ کمانڈوز
پورے گوسٹن میں پھیلے ہوئے تھے اور جدید سائنسی آلات سے
ان دو پاکیشیائی ایجنٹوں کی تلاش میں ناکام رہے ہیں لیکن ہارڈ کلب
کا ایک عام ویٹر ہارک کو فون کر کے بتا رہا تھا کہ وہ ان پاکیشیائی
ایجنٹوں کے بارے میں جانتا ہے۔ نہ صرف جانتا ہے بلکہ اسے یہ بھی
معلوم ہے کہ وہ کہاں ہیں۔ یہ واقعی ہارک کے لئے انتہائی حیرت
انگیز اور ناقابل یقین بات تھی۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔ ہارک نے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے
کرخت لہجے میں کہا۔

"کرسٹن باس"۔ ویٹر نے جواب دیا۔

"تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو"۔ ہارک نے پوچھا۔

"میں ہارڈ کلب میں ہی ہوں باس۔ اگر آپ حکم دیں تو میں آپ
کے پاس آ جاتا ہوں۔ میرے پاس ان آٹھ پاکیشیائی ایجنٹوں کی
پوری رپورٹ ہے"۔ کرسٹن نے کہا۔

"آٹھ ایجنٹ۔ کیا مطلب۔ تم کن آٹھ ایجنٹوں کی بات کر رہے
ہو"۔ ہارک نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ وہی ایجنٹ ہیں باس جو کارڈون ہوٹل کی تباہی سے پہلے ہی
ہوٹل سے نکل گئے تھے"۔ کرسٹن نے کہا تو ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا

ہوٹل سے زندہ سلامت نکل جانے کا سن کر ہارک کا ذہن بھک سے
اڑ گیا تھا۔

" اوہ ۔ تم فوراً میرے آفس میں آ جاؤ ۔ ابھی اور اسی وقت"
ہارک نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس نے زور سے
کریڈل پر پٹخ دیا ۔ آٹھ ایجنٹوں کے زندہ ہونے کی خبر نے اسے
رکھ دیا تھا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ یہ کیسے ممکن ہے ۔ وہ لوگ ہوٹل
ریڈ کمانڈوز کی نظروں میں آئے بغیر کیسے نکل سکتے ہیں ۔ اور کرسٹن
ایک معمولی ویٹر ان کے بارے میں کیسے جانتا ہے ۔ یہ کیا
ہے "۔ ہارک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ حیرت کی شدت سے اس کا
اور زیادہ بگڑ گیا تھا ۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو ہارک
چونک پڑا۔

" یس کم ان "۔ ہارک نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا
ایک دبلا پتلا نوجوان ویٹروں کی وردی میں ملبوس اندر داخل ہوا۔
خاصا سہما ہوا تھا اور اس کے چہرے پر شدید خوف اور پریشانی
آثار تھے۔

" تمہارا نام کرسٹن ہے "۔ ہارک نے اس کی جانب غور
دیکھتے ہوئے کہا۔

" یس ۔ یس باس "۔ ویٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہ
شاید وہ خود کو ہارک کے سامنے پا کر نروس ہو گیا تھا۔

" آگے آؤ "۔ ہارک نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا تو
ہاتھ باندھ کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا میز کے قریب آ گیا۔

" ہاں ۔ اب بولو ۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا
جانتے ہو اور تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ میں انہی لوگوں کو تلاش
کر رہا ہوں "۔ ہارک نے کرخت لہجے میں کہا۔

" باس ۔ مجھے یہ ساری باتیں ویٹر نمبر تھری سے معلوم ہوئی
ہیں "۔ کرسٹن نے کہا۔

" ویٹر نمبر تھری ۔ کیا مطلب ۔ وہ یہ سب کیسے جانتا ہے ۔ نام کیا
ہے اس کا "۔ ہارک نے اور زیادہ چونکتے ہوئے کہا۔

" اس کا نام آرگس ہے جناب "۔ کرسٹن نے کہا۔

" آرگس ۔ اوہ ۔ تمہارا مطلب ہے آرگس سٹوفن جو میرے آفس
کے لئے کام کرتا ہے "۔ ہارک نے چونک کر کہا۔

" یس باس ۔ آرگس کو میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے کلب کے
ایک کمرے میں گھسا ہوا دیکھا ۔ آپ نے چونکہ ان کمروں کی طرف
ویٹروں کو جانے سے سختی سے منع کر رکھا ہے اس لئے جب میں نے
آرگس کو ان کمروں کی طرف جاتے دیکھا تو میں بے حد حیران ہوا ۔
آرگس بڑی احتیاط سے ادھر ادھر دیکھتا ہوا ایک کمرے میں چلا گیا ۔
مجھے اس کے محتاط انداز پر شک ہوا تو میں اس کے پیچھے ان کمروں کی
طرف چلا گیا اور پھر میں نے جب آرگس کو ایک کمرے میں جاتے اور
اندر سے کمرے کو لاک لگاتے دیکھا تو میں حیران رہ گیا۔

اتفاق سے اس کمرے کا ساتھ والا کمرہ خالی تھا جس میں آدم
تھا۔ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اس لئے میں بھی دوسرے کمرے
چلا گیا۔ کمرے کا واش روم دوسرے کمروں سے ملا ہوا تھا۔ میں
روم میں آیا تو دوسرے کمرے کے واش روم سے مجھے آرگس کی
سنائی دی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی سے فون پر بات کر رہا
میں نے دیوار سے کان لگا کر اس کی باتیں سننا شروع کر دیں۔

وہ بلیو ہاک کے کسی بڑے سے باتیں کر رہا تھا اور اسے بتا
کہ ہارک یعنی آپ نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کرنے اور ا
ہلاک کرنے کے لئے ریڈ کمانڈوز کو پورے گوسٹن میں پھیلا دیا
اس لئے وہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو اپنے خفیہ ٹھکانے سے باہر
نکالے۔ ریڈ کمانڈوز کے پاس سپیشل گلاسز والی عینکیں اور کیم
ہیں جن کی مدد سے وہ آسانی سے میک اپ میں موجود پاکیشیائی
ایجنٹوں کو ٹریس کر سکتے ہیں۔ آرگس نے مزید بتایا تھا کہ
پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کے لئے آپ نے ہی ہوٹل کارڈ
کو تباہ کرنے کا حکم دیا تھا اور آپ دوسرے دو بچ جانے والے ایجنٹ
کو تلاش کرا رہے ہیں جنہیں آپ ہر حال میں اور ہر قیمت پر ہلاک
کرانا چاہتے ہیں اور آپ کو معلوم نہیں ہے کہ ہوٹل کارڈون
موجود دوسرے ایجنٹ ہوٹل کی تباہی سے پہلے نکل گئے تھے۔ باس
باتیں سن کر میں پریشان ہو گیا اس لئے میں نے آپ کو آرگس
بارے میں رپورٹ دینا مناسب سمجھا اور کسی کو بتائے بغیر آپ

ن کر دیا"۔ کرسٹن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور یہ سب سن کر
ک کا چہرہ غیض و غضب سے سرخ ہوتا چلا گیا۔

"ہونہہ۔ تو میرے کلب میں آرگس کالی بھیڑ کی صورت میں کام
رہا ہے"۔ ہارک نے غراتے ہوئے کہا۔

"ی۔ ی۔ یس باس"۔ کرسٹن نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے وہ۔ میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں گا۔ اس کی لاش کے
ٹکڑے کر کے بھوکے کتوں کو کھلا دوں گا"۔ ہارک نے
ے سے چیختے ہوئے کہا۔ آرگس کی غداری کا سن کر اس کے ذہن
جیسے آگ سی بھڑک اٹھی تھی۔

"وہ۔ وہ باہر ہے باس"۔ کرسٹن نے ہارک کو غصے میں دیکھ کر
پتے ہوئے کہا۔

"بلاؤ۔ بلاؤ اسے۔ میں اسے شوٹ کر دوں گا"۔ ہارک نے
اڑتے ہوئے کہا تو ویٹر کرسٹن سر ہلا کر دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"سنو"۔ اچانک ہارک نے کہا تو کرسٹن رک گیا۔

"یس۔ یس باس"۔ کرسٹن نے ہارک کی طرف پلٹتے ہوئے
ف سے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

"تم نے کیا کہا تھا کہ تم ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں
نتے ہو کہ وہ کہاں ہیں"۔ ہارک نے کہا۔

"یس باس"۔ آرگس کے ساتھی جس کی فون پر آواز سنائی دے
ی تھی اس نے آرگس سے کہا تھا کہ وہ آج شام کو اس کے خفیہ

ٹھکانے پر آ جائے۔ اس نے آرگس کو اپنے خفیہ ٹھکانے کا ا
نوٹ کرایا تھا تو آرگس نے پوچھا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ کہا
جس کے جواب میں آرگس کے ساتھی نے کہا تھا کہ وہ اس کے
اسی ٹھکانے پر موجود ہیں"۔ کرسٹن نے کہا اور اس نے ہار
ایک ایڈریس بتا دیا۔

"ہونہہ"۔ ہارک کے حلق سے غراہٹ نما آواز نکلی۔ اس
جلدی سے ایک فون کا رسیور اٹھایا اور چند نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔ ڈیگر سپیکنگ"۔ دوسری طرف سے ایک تیز اور
بھری آواز سنائی دی۔

"چیف کالنگ"۔ ہارک نے اس سے بھی زیادہ سخت او
کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس چیف۔ یس"۔ دوسری طرف سے چیف کی آو
کر ڈیگر نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈیگر۔ ایک ایڈریس نوٹ کرو"۔ ہارک نے کہا اور پھ
کرسٹن کا بتایا ہوا ایڈریس بتا دیا۔

"یس چیف۔ نوٹ کر لیا ہے"۔ دوسری طرف سے ڈیگر نے

"سنو۔ یہاں چند غیر ملکی ایجنٹ موجود ہیں۔ وہ انتہائی ت
یافتہ اور خطرناک ایجنٹ ہیں۔ اپنے فاسٹ گروپ کو لے کر
اور اسی وقت جاؤ اور ان سب کو ہلاک کر دو۔ ان لوگوں میں
کسی ایک کو بھی زندہ نہیں بچنا چاہئے۔ سمجھے تم"۔ ہارک۔

لہجے میں کہا۔

"اوکے چیف"۔ ڈیگر نے اس انداز میں کہا جیسے یہ کام اس کے
لئے بے حد معمولی ہو۔

"اوکے۔ جاؤ اور جلد سے جلد مجھے ان کی ہلاکت کی رپورٹ دو"۔
ہارک نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ کر فون بند کر
دیا۔

"ہم۔ میں جاؤں باس"۔ کرسٹن نے کہا۔

"نہیں۔ رکو تم"۔ ہارک نے کہا۔ اس نے دوسرے فون کا
رسیور اٹھایا اور اس کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔ سکیورٹی انچارج بلیک سپیکنگ"۔ دوسری طرف سے
ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"بلیک"۔ ہارک نے کہا۔

"یس باس"۔ دوسری طرف سے بلیک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ویٹر تھری آرگس کا تعلق غداروں سے ہے۔ اسے فوراً بلیک
روم میں لے جاؤ۔ اس سے اس کی حقیقت اگلواؤ اور یہ معلوم کرو کہ
وہ میرے اور ریڈ کمانڈوز کے بارے میں کیا کیا جانتا ہے۔ اس کے
علاوہ بلیو ہاک کون ہے اور اس نے اپنے ساتھی کو میرے بارے میں
کیا بتایا ہے"۔ ہارک نے کہا۔

"اوکے باس۔ میں ابھی انتظام کرتا ہوں"۔ بلیک نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا تو ہارک نے فون بند کر دیا۔

" تم نے ایک غدار کو ہمارے سامنے اوپن کر کے بہت
کیا ہے کرسٹن ۔ اگر تم آرگس پر شک نہ کرتے اور اس کی با
سنتے تو شاید ہمیں کبھی معلوم نہ ہوتا کہ آرگس آستین کا سانپ
میں تم سے بے حد خوش ہوں اس لئے میں تمہیں نہ صرف نمـ
کی جگہ دیتا ہوں بلکہ آج سے تمہاری تنخواہ ڈبل ہو گی "۔ہارک
تو کرسٹن کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا ۔ وہ جھک جھک کر ہارک
سلام کرنے لگا ۔ ہارک نے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا تو و
سلام کرتا ہوا باہر نکل گیا ۔ پھر وہ مختلف فائلیں دیکھنے میں مص
ہو گیا ۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بجی تو اس نے چونک
اٹھایا اور پھر فون کی گھنٹی بجتے دیکھ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر
اٹھالیا۔

" ہارک سپیکنگ "۔ ہارک نے مخصوص لہجے میں کہا۔
" ڈیگر بول رہا ہوں چیف "۔ دوسری طرف سے فاسٹ گ
کے انچارج ڈیگر کی آواز سنائی دی تو ہارک بے اختیار چونک پڑا۔
" یس ڈیگر ۔ کیا رپورٹ ہے "۔ ہارک نے جلدی سے کہا۔
" چیف ۔ میں نے آپ کے بتائے ہوئے ایڈریس پر ریڈ کر
وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا ہے "۔ دوسری طرف سے
نے کہا۔
" کوئی زندہ تو نہیں بچا "۔ ہارک نے مسرت بھرے لہجے
پوچھا۔

" باس ۔ تمام ہلاک ہو گئے ہیں ۔ وہ سب کے سب مسلح تھے
ہم نے اچانک اور نہایت تیزی سے اس عمارت میں گھس کر ان
حملہ کر دیا تھا اور پھر ہم نے انہیں سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دیا اور
کی مزاحمت سے پہلے ہی ان پر مسلسل فائرنگ کر کے انہیں
ک کر دیا "۔ ڈیگر نے کہا۔
" کیا تم نے ان کے میک اپ چیک کئے تھے "۔ ہارک نے پوچھا۔
" یس چیف ۔ وہ سب میک اپ میں تھے لیکن ہمارے پاس
لہ میک اپ واشر نہیں تھا اس لئے ہم ان کے میک اپ واش
یں کر سکے تھے "۔ ڈیگر نے کہا۔
" خیر کوئی بات نہیں ۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ پاکیشیائی
ہنٹ ہلاک ہو چکے ہیں "۔ ہارک نے کہا۔
" یس چیف "۔ ڈیگر نے کہا۔
" ان کی لاشوں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے انہیں آگ لگا دو ۔ میں
ہتا ہوں کہ کسی کو ان کی راکھ بھی نہ مل سکے "۔ ہارک نے کہا۔
" اوکے چیف ۔ میں ان کی لاشوں پر پٹرول ڈال کر انہیں ابھی
ـ لگا دیتا ہوں "۔ ڈیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ہارک نے
بات میں سرہلا کر رسیور رکھ دیا ۔ اس کے چہرے پر اب سکون ہی
ون تھا ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام افراد کو ڈیگر نے ہلاک کر
تھا اور ہارڈ کلب میں موجود ایک غدار بھی پکڑا گیا تھا جو ہارک اور
ـ کے ریڈ کمانڈوز کی اطلاعات باہر پہنچا رہا تھا ۔ وہ غدار اس وقت

بلیک روم میں تھا جہاں سیکورٹی انچارج بلیک اس کا منہ کھلوانے کی کوشش کر رہا تھا اور بلیک اس کا منہ کھلوانے کا فن اچھی طرح سے جانتا تھا اس لئے ہارک مطمئن تھا کہ جس طرح اس نے سیکرٹ سروس کو ہلاک کرا دیا ہے اسی طرح وہ آرگس سے معلومات حاصل کر کے بہت جلد بلیو ہاک تک بھی پہنچ جائے گا جس نے پورے اسرائیل میں دہشت کا طوفان کھڑا کر رکھا تھا اور وہ اس کا کوئی فرد آج تک اسرائیل کے ہاتھ نہ آیا تھا۔ اب یہ کریڈٹ اسے کو ملنے والا تھا اس لئے وہ خوش تھا بے حد خوش۔

عمران نے ابو حماس کے ساتھ مل کر ہارک پر ہاتھ ڈالنے کا پروگرام بنایا تھا۔ اس نے ابو حماس اور اپنے ساتھیوں کو پروگرام بتاتے ہوئے کہا تھا کہ جو اسرائیلی سائنس دان گوسٹن پہنچ رہے ہیں ابو حماس ان کو راستے میں اغوا کرنے کا پروگرام ملتوی کر دے۔ وہ سائنس دان یقینی طور پر ہارک کے پاس پہنچیں گے اور ہارک ہی ان تینوں سائنس دانوں کو الیسٹرڈ گن جزیرے پر لے جائے گا اس لئے عمران فوری طور پر ہارک کو اپنے قابو میں کر کے ان تین سائنس دانوں کی جگہ لینا چاہتا تھا۔

چنانچہ عمران نے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دی تھیں کہ وہ ان کے ساتھ ہارڈ کلب چلیں۔ ہارڈ کلب میں صرف عمران ہارک سے ملنے جائے گا۔ اس دوران اگر وہاں کوئی گڑبڑ ہوئی تو اس کے ساتھی اسے سنبھال لیں گے۔

ابو حماس سے انہوں نے ضروری سامان اور اسلحہ لیا اور ا
سب دو کاروں میں لدے پھندے ہارڈ کلب کی طرف چل پڑے
حماس نے اپنے آٹھ ساتھی خفیہ ٹھکانے پر چھوڑ دیئے تھے جو پہلے
ہی میک اپ میں تھے۔ ایسا اس نے عمران کے کہنے پر کیا تھا کہ
عمران بہت زیادہ افراد کو اپنے ساتھ نہیں لے جانا چاہتا تھا۔

ہارڈ کلب کی طرف روانہ ہونے سے پہلے عمران نے اپنا اور ا
ساتھیوں کے میک اپ تبدیل کر دیئے تھے۔ مین روڈ پر آ کر عم
نے ان سب کو ہدایات دیں کہ وہ سب الگ الگ ہو کر ہارڈ ک
پہنچیں۔ پھر وہ خطرے کی صورت میں جیسے ہی انہیں واچ ٹرانسم
کاشن دے تو وہ فوراً ایکشن میں آ جائیں۔ مین روڈ پر آ کر عمران
سے . ہر نکلا اور پھر اس نے کچھ سوچ کر کیپٹن حمزہ اور ابو حماس
اپنے ہمراہ لے لیا اور پھر وہ ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر ہارڈ کلب
طرف روانہ ہو گئے۔

ہارڈ کلب کی عمارت بے حد بلند و بالا اور دور تک پھیلی ہوئی
ہارڈ کلب کا درمیانی حصہ کلب کے لئے مخصوص تھا۔ اوپر اور ؟
طرف موجود عمارتیں شاید ریڈ کمانڈوز کے لئے مخصوص تھیں کیو
عمران کی اطلاع کے مطابق یہی ہارڈ کلب ہارک اور ریڈ کمانڈو
اصل ہیڈ کوارٹر تھا۔ ہارڈ کلب گوسٹن کا بدنام زمانہ کلب تھا جہاں
طرح کا جرم دھڑلے سے کیا جاتا تھا۔

ابو حماس نے عمران کو بتایا تھا کہ اس کلب میں منشیات، شرا

اور ہر طرح کے اسلحے کی کھلے عام خرید و فروخت ہوتی تھی۔ ہارک اس
کلب کا مالک تھا اور وہ زیادہ تر کلب میں ہی رہتا تھا۔ ہر قسم کی
ڈیلنگ وہ خود کرتا تھا۔ عمران نے کلب کے قریب ٹیکسی رکوائی اور
کیپٹن حمزہ اور ابو حماس کے ساتھ باہر آ گیا۔ اس نے ٹیکسی ڈرائیور
کو کرایہ دیا اور پھر اپنا مخصوص بریف کیس لئے کلب کی طرف بڑھتا
چلا تھا۔ اس نے اپنا اور کیپٹن حمزہ اور ابو حماس کا ایکریمی میک اپ
کر رکھا تھا کیونکہ ابو حماس کی معلومات کے مطابق اس کلب میں
آنے جانے والوں میں زیادہ تعداد ایکریمیوں کی ہی تھی اور ہارڈ کلب
میں ہارک سب سے زیادہ ڈیلنگ ایکریمیوں سے ہی کرتا تھا۔

ایکریمیا کے جرائم پیشہ سینڈیکیٹس عموماً منشیات اور اسلحے کی خرید
و فروخت ہارک سے ہی کرتے تھے کیونکہ ان کی نظر میں ہارک ایک
بااعتماد اور بہترین کاروباری ذہنیت رکھتا تھا اور اس سے آسانی کے
ساتھ ہر طرح کا جدید سے جدید اسلحہ خریدا جا سکتا تھا۔

کلب کے وسیع و عریض ہال میں واقعی ہر طرف ایکریمی نظر آ رہے
تھے جو منشیات کے ساتھ اعلیٰ درجے کی شراب نوشی میں مصروف تھے
عمران کیپٹن حمزہ اور ابو حماس کے ساتھ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ
گیا جہاں بہت بڑا بار بنا ہوا تھا۔ کاؤنٹر پر بے شمار آدمی کام کر رہے
تھے۔

" یس "۔ ایک کاؤنٹر مین نے ان سے مخاطب ہو کر کاروباری
انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمیں ہارک سے ملنا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کا تعارف"۔ کاؤنٹر مین نے ان کی طرف غور سے دیکھ
ہوئے کہا۔

"پی او ڈی"۔ عمران نے کچھ سوچ کر پرنس آف ڈھمپ کا مخفف
بتاتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں اچانک ایکریمیا کے ایک
کریمنل سینڈیکیٹ پاور آف ڈیتھ کا نام آگیا تھا جس کی ایکریمیا کی کئ
ریاستوں میں دہشت تھی اور اس کا چیف اور وہ سینڈیکیٹ اپنی تنظیم
کا نام پی او ڈی کے ہی طور پر استعمال کرتا تھا۔

"پی او ڈی۔ اوہ ایک منٹ۔ میں چیف سے بات کرتا ہوں"۔
پی او ڈی کا نام سن کر کاؤنٹر مین نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔
عمران سمجھ گیا کہ اسے پاور آف ڈیتھ سینڈیکیٹ کی حیثیت کا علم ہے
اس لئے اس نے فوراً چیف سے بات کرنے کی بات کی تھی۔ کاؤنٹر
مین نے سائیڈ میں جا کر ایک فون اٹھایا اور بات کرنے لگا۔ پھر وہ
تیزی سے فون رکھ کر ان کے قریب آگیا۔

"چیف آپ لوگوں کا ہی انتظار کر رہے تھے۔ آپ کاؤنٹر کے
دائیں طرف موجود دروازہ کھول کر اندر چلے جائیں۔ وہاں ایک
سیکورٹی انچارج شیفرڈ ہے۔ آپ اسے پی او ڈی کہیں گے تو وہ آپ کو
چیف کے پاس لے جائے گا"۔ کاؤنٹر مین نے دھیمے لہجے میں کہا تو
عمران نے اثبات میں سرہلا دیا اور وہ تینوں کاؤنٹر سے ہٹ کر دائیں
طرف موجود دروازے کی طرف چل پڑے۔

ایکریمی سینڈیکیٹ پاور آف ڈیتھ کے ممبر ہیں۔ میں ہارڈلے
کیپٹن تم ریگل اور تم آرسن ہو۔ اوکے"۔ عمران نے
ے کی طرف بڑھتے ہوئے افریقی زبان میں ان سے مخاطب ہو

کے"۔ ان دونوں نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔
ے کے قریب آکر عمران نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر گھمایا تو
کھل گیا۔ وہ تینوں دروازے میں داخل ہو گئے۔ سامنے ایک
ی راہداری تھی۔ جیسے ہی وہ دروازے سے اندر آئے سائیڈوں
ہوئے دو مسلح افراد نکل کر تیزی سے ان کے سامنے آگئے۔
ڈ"۔ ان میں سے ایک مشین گن بردار نے کرخت لہجے میں

او ڈی"۔ عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔
کے۔ آئیں"۔ کوڈ سن کر مشین گن برداروں کے اعصاب
گئے تھے۔ پھر وہ آگے آگے اور عمران اور اس کے ساتھی ان
پیچھے چلنے لگے۔ راہداری آگے جا کر مڑ گئی تھی اور اس طرف
ئی راہداریاں جا رہی تھیں۔ دائیں طرف گھوم کر مسلح افراد
ایک کمرے کے دروازے کے پاس لے آئے۔ ایک مسلح آدمی
وازے کے قریب جا کر تین بار مخصوص انداز میں دستک دی
ہ کھل گیا۔
پ اندر چلے جائیں"۔ مسلح شخص نے کہا تو عمران سرہلاتا ہوا

اندر چلا گیا۔ یہ ایک بہت بڑا آفس نما کمرہ تھا۔ شمالی دیوار کے
ایک لمبی چوڑی میز پڑی تھی جس کے پیچھے آرام کرسی پر ایک
جسم کا مالک نوجوان بیٹھا تھا۔ انہیں اندر آتے دیکھ کر وہ جلدی
اٹھ کھڑا ہوا اور میز کے پیچھے سے نکل کر ان کے قریب آ گیا۔
"آپ لوگ آ گئے۔ میں آپ لوگوں کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ ا
تشریف لائیں"۔ اس نے بڑی خندہ پیشانی اور مؤدب پن ا
کرتے ہوئے کہا تو عمران حیران ہو کر سوچنے لگا کہ یہ تو ان کے سا
ایسے پیش آ رہا ہے جیسے وہ ان کی آمد سے پہلے ہی باخبر ہو۔ اس
مؤدبانہ انداز اور اس کے چہرے پر چھائی ہوئی مسرت کے لئے
آثار حیران کن تھے۔
"کہیں ایسا تو نہیں پی او ڈی سینڈیکیٹ کی آمد پہلے سے ہی
تھی اور وہ لوگ اس سے ملنے آ رہے ہوں اور اس نے انہیں
حقیقت میں پی او ڈی کے ممبر سمجھ لیا ہو"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہو
کہا۔ اگر ایسی بات تھی تو عمران کے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ
ہارک پر جلد سے جلد قابو پا لے کیونکہ پی او ڈی کے اصل ارکان کس
بھی وقت یہاں پہنچ سکتے تھے اور ایسی صورت میں عمران کے
خاصی مشکل ہو سکتی تھی۔ وہ ہارک ہی تھا اور ہارک ان تینوں
سامنے یوں بچھا جا رہا تھا جیسے اس کے لئے وہ اہم ہستیاں ہوں
ہارک نے خود ہی دروازہ بند کر کے کمرے کا ساؤنڈ پروف سسٹم ان
کر دیا تھا۔

ابھی تک سی ہاک کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آئی۔ جیسے ہی
یہاں پہنچے گا میں آپ کو اپنی حفاظت میں سی ہاک میں لے
اور پھر آپ کو ڈائریکٹ سی ہاک سے ہی الیسٹروگن جزیرے
دیا جائے گا"۔ ہارک نے ان سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کی
ن کر عمران اور اس کے ساتھی چونک اٹھے۔ عمران کے ذہن
ت ان تین سائنس دانوں کا خیال آ گیا جو اسرائیل سے
گن جزیرے پر جانے کے لئے یہاں آنے والے تھے اور عمران کا
تھا کہ ان تینوں سائنس دانوں کو ہارک ہی الیسٹروگن جزیرے
پہنچانے کا انتظام کرے گا۔ ہارک کا انداز صاف بتا رہا تھا کہ وہ
نوں کو وہی اسرائیلی سائنس دان سمجھ رہا تھا۔ شاید وہ ان
دانوں کے چہروں سے واقف نہیں تھا اس لئے اس نے
نہیں پہچانا تھا۔
لیکن ہمیں تو بتایا گیا تھا کہ سی ہاک پہنچ چکا ہے"۔ عمران نے
ی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
اوہ نہیں۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر کا مجھے فون آیا تھا۔ انہوں نے سی
اس طرف بھیج دیا ہے۔ سی ہاک کسی بھی وقت یہاں پہنچ جائے
یسے ہی وہ یہاں آئے گا اس کا کمانڈر ریکل مجھے فون کر دے گا"۔
نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسے یقین ہو گیا تھا
ارک انہیں واقعی وہی اسرائیلی سائنس دان سمجھ رہا ہے اور اللہ
ی کی اس غیبی امداد پر عمران دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا تھا۔

وہ انہی سائنس دانوں کے لئے یہاں آیا تھا۔ہارک کے ذریعے و
سائنس دانوں کے نام اور ان کے شعبے جاننا چاہتا تھا۔یہ اتفاق
تھا کہ ان سائنس دانوں نے وہاں آکر پی او ڈی کا کوڈ استعمال
تھا اور وہی کوڈ عمران نے استعمال کیا تھا تو اسے بغیر کسی پریشانی
بغیر کسی چیکنگ کے فوری طور پر ہارک کے پاس پہنچا دیا گیا تھا
شاید ہارک تک پہنچنے کے لئے عمران کو کئی مرحلوں سے گزرنا پڑ

" ریڈ ماسٹر ساڈکر اس وقت کہاں ہے"۔عمران نے اسے ٹ
کریدتے ہوئے پوچھا۔

" وہ اس وقت کائی ٹن جزیرے پر ہیں۔بات کراؤں"۔ہارک
نے کہا۔

" اوہ نہیں۔اس کی ضرورت نہیں ہے۔تمہارے اندازے ک
مطابق سی ہاک کب تک یہاں پہنچ جائے گا"۔عمران نے کہا۔اس
نے چونکہ ان سائنس دانوں کی آواز نہیں سنی تھی اس لئے وہ ر
ماسٹر ساڈکر سے بات کر کے اسے چوکنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔دوسر
اسے قدرت نے جو موقع دیا تھا وہ اس کا بھرپور فائدہ اٹھانا چاہتا تھا
ہارک ان کے سامنے کرسی پر بیٹھا تھا جبکہ وہ تینوں صوفوں پر بیٹھ
گئے۔

" سی ہاک اگر کائی ٹن سے نکل چکا ہے تو وہ اگلے دو گھنٹوں تک
نائٹ پورٹ پر پہنچ جائے گا اتنی دیر اگر آپ آرام کرنا چاہیں تو کر سکتے
ہیں۔سامنے میرا سپیشل روم ہے۔آپ وہاں چلے جائیں۔میں دہ

لئے کھانے پینے کا بندوبست کر دیتا ہوں"۔ہارک نے کمرے
یک اور کمرے کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

منٹ"۔عمران نے کہا۔اس نے اپنا بریف کیس اٹھا کر
رکھا اور اسے کھولنے لگا۔عمران نے بریف کیس کھول کر
وجود ایک چھوٹا سا پسٹل نکالا اور پسٹل کا رخ اچانک ہارک
ر کے ٹریگر دبا دیا۔پسٹل سے سرخ رنگ کے دھوئیں کی
ل کر ہارک کے عین چہرے پر پڑی۔ہارک نے بوکھلا کر
ر اتنی دیر میں دھواں اپنا کام دکھا چکا تھا۔ہارک کرسی پر
س کے اعصاب ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔
لیا۔آپ نے اسے بے ہوش کیوں کر دیا ہے عمران
ابو حماس نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے

یں اسرائیلی سائنس دان سمجھ رہا ہے جو الیسٹروگن جزیرے
کے لئے یہاں آ رہے ہیں۔میں اس سے جلد سے جلد ان
انوں کے بارے میں تفصیلات حاصل کرنا چاہتا ہوں
ی بھی وقت وہ سائنس دان یہاں آسکتے ہیں"۔عمران نے
ماس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔عمران نے بریف کیس سے
ا اور انجکشن نکالا اور اسے کیپٹن حمزہ کی طرف بڑھا دیا۔
ہارک کی گردن میں دائیں طرف دماغی رگ میں لگا دو"۔

عمران نے کہا تو کیپٹن حمزہ انجکشن اور سرنج لے کر اٹھ گیا۔ ا
انجکشن بھرا اور پھر آگے بڑھ کر عمران کی ہدایت کے مطابق ہا
گردن میں انجکشن لگا دیا۔ عمران نے بریف کیس سے میک
سامان نکالا اور آفس سے ملحقہ باتھ روم میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر
ہارک کا میک اپ کر کے باہر آیا تو اسے ہارک کے میک اپ
دیکھ کر ابو حماس چونک پڑا۔

" تم دونوں دوسری طرف منہ کر لو۔ میں ہارک کا لباس
چاہتا ہوں"۔ عمران نے کہا تو دونوں نے اپنے رخ موڑ لئے۔
نے پھرتی سے اپنے کپڑے اتار کر ہارک کو پہنائے اور ا
کپڑے خود پہن لئے۔

" بس ٹھیک ہے"۔ عمران نے کہا تو وہ دونوں اس کی طر
گئے۔ عمران نے جیب سے ایک شیشی نکال کر ہارک کی ناک
دی جو اس نے پہلے سے ہی بریف کیس سے نکال لی تھی۔ شیشی
موجود گیس جیسے ہی ہارک کی ناک میں گئی اس نے آنکھیں
دیں۔ عمران نے شیشی بند کر کے جیب میں ڈالی اور دو قدم
ہٹ کر غور سے ہارک کو دیکھنے لگا۔

ہارک نے آنکھیں کھول کر یوں آنکھیں جھپکانا شروع کر
جیسے وہ لاشعور کی کیفیت میں ہو۔ یہ اس انجکشن کا اثر تھا جو ع
نے کیپٹن حمزہ سے کہہ کر اس کی گردن میں موجود ایک مخصو
دماغی رگ میں لگوایا تھا۔

میری آنکھوں میں دیکھو"۔ عمران نے ہارک کے سامنے
کرخت لہجے میں کہا تو ہارک نے ایک جھٹکا کھا کر آنکھیں
نکھوں میں ڈال دیں۔

را نام"۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں مرکوز
نے سرد لہجے میں کہا۔

۔ ہارک ساگم"۔ ہارک نے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے
ے کی حالت میں ہو۔

یرے سوالوں کا صحیح جواب دو گے"۔ عمران نے کہا۔

۔ میں تمہارے سوالوں کے بالکل درست جواب دوں گا"۔
کہا۔

۔ یہ بتاؤ جو تین سائنس دان اسرائیل سے ایسٹروگن
جانے کے لئے آنے والے تھے ان کے نام کیا ہیں"۔ عمران

کے نام ڈاکٹر پاڈم، ڈاکٹر اوڈگر اور ڈاکٹر ڈرگیک ہیں"۔
کہا۔

ہ تمہارے پاس آئیں گے"۔ عمران نے پوچھا۔

"۔ ہارک نے کہا۔

ہاں کب آئیں گے اور ان کی پہچان کیا ہے"۔ عمران نے

ج یہاں کسی بھی وقت آسکتے ہیں اور ان کی پہچان ان کے

ناموں کے پہلے حرف پی او ڈی ...

اثبات میں سرہلا دیا۔

" سی ہاک کیا ہے اور وہ نائٹ پورٹ پر کس طرح آئے گ
عمران نے کہا۔

" سی ہاک ایک سپیشل آبدوز کا نام ہے جو انتہائی برق رفتار
ہر طرح کے جنگی اسلحے سے لیس ہے۔ وہ سمندری راستے سے نا
پورٹ پر آئے گی"۔ ہارک نے کہا۔

پھر عمران اس سے مسلسل سوال کرتا چلا گیا۔ وہ اس سے
کمانڈوز، ریڈ ماسٹرز اور الیسٹروگن جزیرے کے ساتھ ساتھ دو
جزیروں کے بارے میں تفصیلات پوچھ رہا تھا۔ اس نے ہارک
ان جزیروں کے حفاظتی انتظامات وہاں موجود ریڈ کمانڈوز کے
اپ۔ ان کی تعداد اور ریڈ ماسٹرز ریڈ ماسٹر ساڈکر اور ریڈ ماسٹر
اور ان سے اس کے بات کرنے کے انداز کے بارے میں معلو
حاصل کر لیں۔ اس نے آدھے گھنٹے میں ہارک سے اپنے مطلب
تمام معلومات حاصل کر لی تھیں جو کسی بھی مرحلے میں اس کے
سکتی تھیں۔

" گڈ۔ ہارک نے تو ہمارا الیسٹروگن جزیرے میں پہنچانے کا
بندوبست کر دیا ہے"۔ عمران نے مسرت سے کہا۔

" جی ہاں عمران صاحب۔ اس نے واقعی آپ کو بے پناہ معلو
دی ہیں"۔ ابو حماس نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

دونوں اسے اٹھا کر لے جاؤ اور اسے اپنے طریقے سے ہلاک
ں کی لاش غائب کر دو تاکہ کسی کو اس کی گمشدگی کا علم نہ
۔ عمران نے کہا تو دونوں سرہلا کر ہارک کو اٹھا کر لے گئے جو
تفصیلات دینے کے بعد دوبارہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ عمران
ے ہارک کی کرسی پر آ بیٹھا۔ اس نے ایک فون کا رسیور
ہارڈ کلب کے کاؤنٹر کے نمبر پریس کر دیئے۔

، چیف "۔ دوسری طرف سے کاؤنٹر مین کی مؤدبانہ آواز سنائی

اں تین افراد اور آئیں گے۔ وہ بھی پی او ڈی کا کوڈ استعمال
لے۔ انہیں تم نے فوراً مجھ تک پہنچانا ہے"۔ عمران نے سرد
کہا۔

کے چیف "۔ کاؤنٹر مین نے کہا۔

سنو۔ ان تینوں کے علاوہ آٹھ افراد اور بھی آئیں گے جن میں
ی بھی شامل ہے۔ ان کا کوڈ گولڈن رنگ ہو گا۔ وہ آئیں تو
بھی میرے پاس بھیج دینا"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے
طرف کا جواب سنے بغیر فون بند کر دیا۔ پھر اس نے واچ
آن کیا اور جولیا کو کال کرنے لگا۔

با تین منٹ بعد جولیا نے اس کی کال رسیو کر لی۔ وہ شاید
ہ کے لئے کسی سیف جگہ گئی تھی اسی لئے اس نے کال سننے
منٹ کا وقت لیا تھا۔ عمران نے ٹیم کو کاؤنٹر پر جانے اور

انہیں گولڈن رنگ کا کوڈ بتا کر اپنے پاس آنے کی ہدایات دے
تقریباً دو گھنٹوں بعد نہ صرف اس کے ساتھی وہاں موجود تھے بلا
تین سائنس دان بھی وہاں پہنچ چکے تھے جنہیں عمران نے بے ہوش
کے اپنا کیپٹن حمزہ اور ابو حماس کا میک اپ کر دیا تھا اور خود ان
میک اپ کر لئے تھے ۔ عمران نے صفدر کو ہارک کا میک اپ
دیا تھا۔

" تمہارا پروگرام کیا ہے "۔ جولیا نے عمران سے پوچھا۔

" ہم ان تین سائنس دانوں کے روپ میں ایسٹروگن جزیرے
طرف جائیں گے ۔ تم سب ہمارے ساتھ ہی چلو گے "۔ عمران
کہا اور پھر اس نے انہیں اپنا پروگرام بتانا شروع کر دیا۔

" عمران صاحب ۔ ہارک کو تو آپ نے غائب کرا دیا ہے ۔
تینوں سائنس دانوں کا کیا کرنا ہے اور پھر یہاں ہارک کی موجو
بھی ضروری ہے ۔ اگر ہمارے جانے کے بعد ہارک یہاں موجود نہ
تو پھر ریڈ ماسٹرز کو ان تینوں سائنس دانوں پر شک بھی ہو سکتا ہے
شک کی صورت میں وہ شاید انہیں ایسٹروگن جزیرے پر نہ جا
دیں ۔ پھر آپ کیا کریں گے "۔ صفدر نے کہا۔

" اوہ ہاں ۔ واقعی یہاں ہارک کی موجودگی بے حد ضروری ہے
اس کا غائب ہونا ہمارے لئے پریشانی کا باعث بن سکتا ہے "۔ عمرا
نے چونک کر کہا۔

" اس میں پریشانی کی کیا بات ہے ۔ صفدر کو ہم ہارک کے روپ

میں چھوڑ جاتے ہیں اور ان سائنس دانوں کو ہلاک کر کے
کے پاس پہنچا دیتے ہیں ۔ صفدر ہارک کے روپ میں یہاں کا
آسانی سے سنبھال لے گا اور ہم مشن مکمل کر کے واپسی پر
تھ لے جائیں گے "۔ جولیا نے کہا۔

ہیں ۔ میرا خیال ہے صفدر کی جگہ ہمیں ابو حماس کو ہارک کا
پ کرانا چاہئے ۔ یہ ہارک کے روپ میں ریڈ کمانڈوز کو
لے گا اور پھر ہمیں یہاں سے بھی تو ریڈ کمانڈوز کا سیٹ اپ
ا ہے ۔ ہارک کے روپ میں ابو حماس اپنے ساتھیوں کی مدد
فی سے یہاں سے ہارک اور اس کے سیٹ اپ کو ختم کر سکتا
مران نے کہا۔

پ ٹھیک کہہ رہے ہیں عمران صاحب ۔ میں یہ کام بخوبی انجام
ں گا "۔ ابو حماس نے فوراً حامی بھرتے ہوئے کہا۔

"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے صفدر کا میک اپ ختم کر
پر ایک سائنس دان کا میک اپ کر دیا اور ہارک کا میک
حماس پر کر دیا۔ تھوڑی سی پریکٹس کے بعد ابو حماس ہارک کا
اپنا چکا تھا ۔ ہارک کے بارے میں وہ تفصیل جان چکا تھا
عمران مطمئن تھا کہ وہ واقعی ہارک کی جگہ سنبھال سکتا ہے۔

سائنس دانوں کو فی الحال تم یہیں رکھو ۔ مشن کی کامیابی
اپسی پر سوچیں گے کہ ہمیں ان کا کیا کرنا ہے ۔ بہرحال تم
ں خیال رکھنا اور انہیں بے ہوش رکھنا "۔ عمران نے ابو

حماس سے کہا تو ابو حماس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے بریا
کیس سے ہلکا پھلکا اور خاص سائنسی اسلحہ نکال کر اپنے ساتھیوں
دے دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ
چونک پڑے۔

"یس ہارک سپیکنگ"۔ ابو حماس نے ہارک کا لب و لہجہ اپنا
ہوئے کہا۔ اس نے فون کا لاؤڈر آن کر دیا تھا تاکہ عمران اور اس
ساتھی اس کی باتیں سن سکیں۔

"کمانڈر ریکل بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے ایک تیز
عزاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کمانڈر ریکل۔ تم پہنچ گئے ہو"۔ ابو حماس نے کہا۔

"ہاں۔ ان تینوں سائنس دانوں کو نائٹ پورٹ پر لے ا
جلدی۔ ہمیں فوراً واپس جانا ہے"۔ دوسری طرف سے کمانڈر ر
نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں خود ان تینوں کو لے کر آ رہا ہوں"۔
حماس نے کہا۔

"جلدی کرو۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں"۔ کمانڈر ریکل نے
اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔

"عمران صاحب۔ آپ تینوں تو سائنس دانوں کے روپ میں
ہاک میں پہنچ جائیں گے مگر آپ کے ساتھی"۔ ابو حماس نے ر
رکھتے ہوئے کہا۔

یہ بھی میرے ساتھ جائیں گے۔ تم آؤ"۔ عمران نے کہا اور وہ
کھڑے ہوئے۔ ابو حماس نے تینوں بے ہوش سائنس دانوں کو
اور جوزف کی مدد سے اٹھوا کر سپیشل روم میں بند کر دیا تھا اور
سب وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

سی ہاک ایک بہت بڑی اور جدید آبدوز تھی جس میں واقعی
رفتاری سے کام کرنے والے انجن اور ہر خطرے کا مقابلہ کرنے
لیے جنگی سامان موجود تھا۔ سی ہاک کا کریو پندرہ افراد پر مشتمل
اور ان کا چیف کمانڈر ریکل تھا جو بے حد چالاک، تیز اور انتہائی
نظر آرہا تھا۔

اس وقت ریکل اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ آبدوز کے ڈیک
کھڑا تھا۔ آبدوز سمندر میں پورٹ سے فاصلے پر کھڑی تھی اور کمانڈر
ریکل آنکھوں سے دوربین لگائے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اس
سپیشل نائٹ پورٹ پر آئے تقریباً ایک گھنٹہ ہو چکا تھا۔ وہ بڑی
چینی سے ہارک کا انتظار کر رہا تھا جسے اس نے کال کر کے جلد سے
ان تین سائنس دانوں کو وہاں لانے کے لئے کہا تھا۔

"ہونہہ۔ ہارک آنے میں اتنی دیر کیوں لگا رہا ہے"۔ کمانڈر ریکل

ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ کمانڈر ریکل جلد سے جلد واپس جانا
تھا۔ اس وقت شام ہو رہی تھی۔ اس کا پروگرام تھا کہ وہ اگر
ابھی واپس روانہ ہو جائیں تو وہ تیس سے چالیس گھنٹوں میں
سے کائی ٹن پہنچ سکتے ہیں کیونکہ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے اسے جلد سے
ان سائنس دانوں کو وہاں لانے کے لئے کہا تھا۔

"وہ آرہے ہیں کمانڈر"۔ اس کے ساتھ موجود اس کے ایک
ی نے کہا جو دوربین آنکھوں سے لگائے پورٹ کی طرف دیکھ رہا
۔ اس کی بات سن کر کمانڈر ریکل نے دوربین آنکھوں سے لگائی
ورٹ کی طرف دیکھنے لگا جہاں سے ایک جدید اور بڑی لانچ تیزی
اس طرف آتی دکھائی دے رہی تھی۔ لانچ پر بڑے حروف میں آر
لکھا ہوا تھا جو ریڈ کمانڈرز کی خاص پہچان تھی۔

"ٹھیک ہے۔ تم ارد گرد نگاہ رکھو۔ میں انہیں دیکھتا ہوں"۔
ر ریکل نے کہا اور پھر وہ دوربین سے اس لانچ کو فوکس کرنے لگا
پھر اسے پانچ افراد نظر آئے جن میں سے تین سائنس دان معلوم
ہے تھے۔ چوتھا ہارک تھا جسے کمانڈر ریکل پہچانتا تھا اور پانچواں
لانچ ڈرائیور تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد تینوں سائنس دان اور
ک آبدوز میں موجود تھے۔ لانچ قریب آنے پر کمانڈر ریکل نے اپنے
یوں سے کہہ کر اس کی سیڑھی نیچے کرا دی تھی جس سے تینوں
س دان اور ہارک اوپر آگئے تھے۔

"تم کیوں آئے ہو"۔ کمانڈر ریکل نے ہارک کو اوپر آتے دیکھ کر

کہا۔

" کمانڈر ۔ لانچ کے نچلے کیبن میں ان سائنس دانوں کا کچھ سامان
موجود ہے ۔ سات افراد کو کیبن میں بھیج کر وہ سامان منگوا لو"
ہارک نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے کہا۔

" سامان ۔ کیسا سامان "۔ کمانڈر ریکل نے چونک کر کہا۔

" لیبارٹری کے لئے ہم ضروری سامان ساتھ لائے ہیں کمانڈر ۔ ا
ایک باکس اور ایک سپیشل جنریٹر ہے ۔ باکس کو تین آدمی او
جنریٹر کو چار آدمی آسانی سے اوپر لے آئیں گے "۔ عمران نے کمانڈ
ریکل سے مخاطب ہو کر کہا تو کمانڈر ریکل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اس نے سات آدمیوں کو اشارہ کیا تو وہ رسی کی سیڑھی سے لانچ
میں اتر گئے اور پھر وہ کیبن کی طرف بڑھ گئے ۔ اب ڈیک پر عمران
صفدر اور کیپٹن حمزہ سائنس دانوں کے روپ میں اور کمانڈر ریکل
اور ہارک کے روپ میں ابو حماس موجود تھا ۔ عمران نے جان بوجھ
کر کمانڈر ریکل کو باتوں میں الجھا لیا تھا ۔ اس نے کیبن میں اپنے
ساتھیوں کو چھپا رکھا تھا ۔ کمانڈر ریکل کے سات ساتھیوں کو اس
نے جان بوجھ کر وہاں بھجوایا تھا تا کہ اس کے ساتھی انہیں چھاپ کر
جلد سے جلد ان کے لباس پہن کر ان کا میک اپ کر لیں۔

عمران نے انکے ماسک میک اپ کئے تھے جن کو وہ چہروں پر
تھپتھپا کر آسانی سے میک اپ میں تبدیلی کر سکتے تھے اور کیبن سے
جو سامان منگوایا تھا وہ انہی سائنس دانوں کا تھا ۔ عمران نے اس

سامان میں طاقتور وائرلیس کنٹرولڈ بم چھپا دیئے تھے اس لئے
اس سامان کی بے حد ضرورت تھی جو اس کے ساتھ ایسٹروگن
تک جانا بے حد ضروری تھا۔

عمران کو سی ہاک نامی آبدوز کی تکنیک کے بارے میں پورا علم
تھا وہ جانتا تھا کہ وہ اور اس کے ساتھی آبدوز میں اگر اسلحہ یا کوئی
بم لے کر گئے تو آبدوز میں موجود ریڈ ڈانس اس اسلحے اور
بم کی فوراً نشاندہی کر دے گا اس لئے عمران نے دو الیکٹرو
کنٹرولڈ بم جنریٹر میں اور ایک ڈبے میں موجود سائنسی آلے
میں اس انداز میں ایڈجسٹ کر دیئے تھے کہ آبدوز میں موجود ریڈ
ڈانس بھی ان کی موجودگی کا پتہ نہیں چلا سکتا تھا اس لئے عمران نے
جنریٹر اور خاص سائنسی آلے پر بے حد کام کیا تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد چار افراد جنریٹر اور تین آدمی سائنسی آلے کا
ڈبہ اٹھائے ہوئے باہر آ گئے اور پھر وہ تیزی سے آبدوز پر چڑھ کر
اترتے چلے گئے ۔ عمران نے ایک نظر میں پہچان لیا تھا کہ وہ اس
کے ساتھی تھے جنہوں نے فوراً ان لوگوں پر قابو پا کر ان کے لباس
پہن لئے تھے اور ماسک میک اپ کو ان جیسا ایڈجسٹ کر لیا تھا ۔
عمران نے چونکہ کمانڈر ریکل کو باتوں میں الجھا رکھا تھا اس لئے اس
نے اپنے ساتھیوں کو دیر سے آنے پر کوئی نوٹس نہیں لیا تھا۔

"اوکے کمانڈر ۔ میں اب چلتا ہوں ۔ ان تینوں کو ایسٹروگن
بیس پر صحیح سلامت پہنچانا اب آپ کی ذمہ داری ہے "۔ ابو حماس

نے کہا جو ہارک کے میک اپ میں تھا۔ پھر اس نے کمانڈر ریکل ...
پھر باری باری عمران، کیپٹن حمزہ اور صفدر سے ہاتھ ملایا اور
سیڑھیاں اتر کر لانچ میں چلا گیا۔ اسی لمحے لانچ اسٹارٹ ہوئی اور ...
گھوم کر تیزی سے پورٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔
" چلیں "۔ کمانڈر ریکل نے ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے ...
تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ چاروں آبدوز میں ...
کمانڈر ریکل نے انہیں ایک خصوصی کیبن میں پہنچایا اور پھر وہ ...
سے اجازت لے کر کنٹرول روم کی طرف چلا گیا۔

...یڈ ماسٹر ساڈکر اپنے آفس میں بیٹھا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی
...بے اختیار چونک پڑا۔
...یس "۔ اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے انتہائی
...ت لہجے میں کہا۔
...ماسٹر۔ کنٹرول روم سے بیکر بول رہا ہوں "۔ دوسری طرف سے
...تیز مگر مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
...یس ۔ کیوں کال کی ہے "۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے غراتے ہوئے

...ماسٹر۔ کیا آپ چند لمحوں کے لئے کنٹرول روم میں آ سکتے ہیں "۔
...ی طرف سے بیکر نے کہا۔
" کیوں ۔ کیا کام ہے "۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کرخت لہجے میں کہا۔
" ماسٹر۔ سی ہاک واپس آرہی ہے "۔ بیکر نے کہا۔

"تو پھر۔ وہ سائنس دانوں کو لینے گوسٹن گئی تھی انہیں لے کر
اسے واپس ہی آنا تھا"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا۔

"ماسٹر۔ سی ہاک میں، میں کچھ ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جن کا
تعلق کریو سے نہیں ہے"۔ بیکر نے کہا تو اس کی بات سن کر ریڈ
ماسٹر ساڈکر بری طرح سے چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر۔ میں نے ایم ون ایکس مشین آن کر رکھی ہے۔ اس
مشین کی سکرین پر میں سی ہاک کو چیک کر رہا ہوں۔ میں نے
احتیاط کے پیش نظر سی ہاک میں گرین سپاٹ فائر کیا تو اچانک گرین
سپاٹس میں مجھے معلوم ہوا کہ کریو کے سات آدمیوں نے ماسک
میک اپ کر رکھا ہے۔ میں نے پریشان ہو کر کریو اور کمانڈر ریکل
کو چیک کیا تو مجھے معلوم ہو گیا۔ وہاں واقعی سات افراد ماسک
میک اپ میں ہیں جن میں چھ مرد اور ایک لڑکی شامل ہے"۔ بیکر
نے کہا تو ریڈ ماسٹر ساڈکر کو جیسے زبردست شاک لگا ہو۔ وہ بیکر کی
بات سن کر بری طرح سے اچھل پڑا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کمانڈر
ریکل کے آدمی میک اپ میں۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔
کون ہیں وہ لوگ"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے چیختے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں ماسٹر۔ بہرحال یہ افراد وہ نہیں ہیں جو کریو میں
شامل تھے"۔ بیکر نے جلدی سے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ٹھہرو۔ میں آ رہا ہوں۔ میں خود دیکھتا ہوں انہیں"۔
ماسٹر ساڈکر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے رسیور پٹخا
پھر کرسی سے اٹھ کر میز کے پیچھے سے نکل کر بھاگتا ہوا آفس سے
آ گیا۔

مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ ایک دوسرے بڑے کمرے میں آ
اور پھر یہ کمرہ کسی تیز رفتار لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ لفٹ
رکی تو اس کا دروازہ کھل گیا اور ریڈ ماسٹر ساڈکر تیزی سے باہر آ
سامنے طویل راہداری تھی۔ اس راہداری کے اختتام پر ایک بڑا
فولادی دروازہ تھا۔ دروازے پر ایک سرخ رنگ کا بلب جل رہا
ریڈ ماسٹر ساڈکر نے دروازے پر جب دونوں ہاتھ رکھے تو سرخ
بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی چھت سے نیلے رنگ کی روشنی کی
سی نکل کر ریڈ ماسٹر ساڈکر پر پڑی اور ختم ہو گئی۔ اسی لمحے سرر
آواز کے ساتھ ہی فولادی دروازہ دو حصوں میں سائیڈوں کی
یوں میں سمٹتا چلا گیا۔

سامنے ایک ہال نما وسیع و عریض کمرہ تھا۔ وہاں ہر طرف مشینری
رہی تھی۔ وہاں سرخ وردیوں میں ملبوس افراد کام کر رہے تھے
ماسٹر ساڈکر کا سپیشل کنٹرول روم تھا جہاں وہ ایسٹروگن اور
ہے تمام جزیروں پر موجود ریڈ کمانڈوز کو کنٹرول کرتا تھا اور
سے وہ سمندر میں تاحد نگاہ نظر رکھ سکتا تھا۔ یہاں تک کہ اس
جزیروں کے ارد گرد سمندر میں جدید کیمرے لگا رکھے تھے جس

وہ سمندر کی گہرائی میں بھی آسانی سے نظر رکھ سکتا تھا۔

ریڈ ماسٹر ساڈکر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک بڑی سی مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس مشین کے سامنے کرسی پر ایک نوجوان بیٹھا تھا۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر کو آتے دیکھ کر وہ نوجوان جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا مشین پر ایک بڑی سی سکرین نصب تھی جس پر ایک آبدوز کا اندرونی منظر نظر آ رہا تھا۔

"کہاں ہیں وہ۔ کون ہیں وہ لوگ"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے بیکر کی کرسی پر بیٹھ کر سکرین پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔ بیکر نے ہاتھ بڑھا کر مشین کے چند بٹن دبائے تو سکرین پر خانے سے بن گئے اور مزید چند بٹنوں کے دبانے پر ان خانوں میں سات الگ الگ افراد نظر آنے لگے۔

"یہ ہیں وہ سات افراد ماسٹر"۔ بیکر نے کہا۔ اس نے ایک اور بٹن دبایا تو اچانک سکرین پر روشنی سی چمکی اور ان سات افراد کے چہرے یکلخت بدلتے چلے گئے۔ دوسرے ہی لمحے ریڈ ماسٹر ساڈکر اس بری طرح سے اچھلا کہ کرسی سے گرتے گرتے بچا۔

"یہ۔ یہ تو وہی لوگ ہیں"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان سات افراد کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کون لوگ ماسٹر"۔ بیکر نے حیرانی سے کہا۔

"یو شٹ اپ۔ نانسنس"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے اسے بری طرح سے جھڑکتے ہوئے کہا تو بیکر بوکھلا کر اچھل کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا

سٹر ساڈکر کو غصے میں آتے دیکھ کر اس کے چہرے پر ہوائیاں لی تھیں۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے تیزی سے مزید بٹن پریس کئے وہ جلدی جلدی مختلف ڈائلوں کو گھمانے لگا۔ پھر اس نے ایک بایا تو سکرین کا منظر بدل گیا۔ اب سکرین پر ایک کیبن کا بھر آیا تھا جہاں تین ادھیڑ عمر افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ریڈ ماسٹر نے مشین کے چند اور بٹن پریس کئے اور پھر تیزی سے مختلف بیاتا چلا گیا۔

ی لمحے سکرین پر جھماکے ہوئے اور سکرین پر تین الگ الگ بن گئے۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے ایک بٹن دبایا تو ان خانوں میں سائنس دانوں کے بدلے ہوئے چہرے اس کے سامنے آ گئے چہروں کو دیکھ کر ریڈ ماسٹر ساڈکر ایک بار پھر اچھل پڑا۔

وہ۔ غضب ہو گیا۔ یہ۔ یہ ہمارے سائنس دان نہیں ہیں۔ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ مم۔ مگر یہ سب سی ہاک میں کیسے آ ہارک نے تو کہا تھا کہ اس نے ان سب کو ہلاک کر دیا ہے۔ زندہ کیسے ہو گئے"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے گھگھیائے ہوئے لہجے ہا۔ اس نے باری باری کمانڈر ریکل اور اس کے باقی کریو کو کیا مگر آبدوز میں آٹھ افراد کے سوا کوئی نقلی نہیں تھا۔

ہونہہ۔ یہ لوگ اسی طرف آ رہے ہیں۔ میں ان سب کو ہلاک ں گا۔ ان کے ٹکرے اڑا دوں گا۔ یہ لوگ کیا سمجھتے ہیں کہ کریو ئنس دانوں کے روپ دھار کر یہ یہاں الیسٹروگن جزیرے پر

آسانی سے پہنچ جائیں گے ۔ نہیں ۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا ۔ میں انہیں کسی صورت زندہ نہیں چھوڑوں گا"۔ ریڈ ماسٹر ساؤکر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" اس مشین کے ساتھ جلدی سے بی ڈبلیو بی مشین کو لنک کرو"۔ ریڈ ماسٹر ساؤکر نے کہا تو بیکر بوکھلائے ہوئے انداز میں تیزی سے اس مشین کے ساتھ پڑی ہوئی ایک چھوٹی سی مشین کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے جلدی سے اس مشین سے چند تاروں اور پلگوں کو کھینچ کر نکالا اور پھر انہیں لا کر مین مشین کے ساتھ لنک کرنے لگا ۔ تمام ساکٹ اور پلگ لگا کر وہ پھر چھوٹی مشین کی طرف بڑھ گیا اور اس نے اس مشین کو آن کر کے جلدی جلدی اس کے بے شمار بٹن دبانے شروع کر دیئے ۔ چھوٹی مشین سے اچانک تیز گھوں گھوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور اس کے ساتھ ہی مشین پر لگے بے شمار رنگ برنگے بلب جلنے بجھنے لگے اور ساتھ ہی مین مشین پر موجود سرخ رنگ کے دو بلب جل اٹھے جو سکرین کے قریب منسلک تھے ۔

" بی ڈبلیو بی لنکڈ ہے ماسٹر"۔ بیکر نے کہا۔

" دیکھ لیا ہے میں نے ۔ اس کا ریڈ بٹن پریس کرو ۔ جلدی"۔ ریڈ ماسٹر ساؤکر نے کہا تو بیکر نے مشین کی سائیڈ میں لگا ایک سرخ بٹن دبا دیا ۔ اسی لمحے سکرین پر جھماکا ہوا اور سائیڈوں پر لگے سرخ بلبوں کا رنگ تبدیل ہو کر نیلا ہو گیا۔

" اوکے ۔ رک جاؤ"۔ ریڈ ماسٹر ساؤکر نے کہا تو بیکر مشین سے

گیا ۔ ریڈ ماسٹر ساؤکر نے مشین کے چند بٹن دبا کر پہلے آبدوز موجود ان ساتوں افراد کو کلوز اپ میں لیا اور پھر اس نے مشین سائیڈ پر لگے ایک ہینڈل کو کھینچا تو اچانک کیبن کی چھت سے رنگ کی تیز روشنی سی نکل کر ان ساتوں افراد پر پڑی ۔ ایک لمحے وہ ساتوں افراد نیلی روشنی میں نہا گئے اور پھر وہ ساتوں افراد کر نیچے گر پڑے ۔ روشنی کے حصار سے نکل کر وہ زمین پر اس بری طرح سے تڑپ رہے تھے جیسے انہیں آگ میں زندہ جا رہا ہو۔

ریڈ ماسٹر ساؤکر نے انہیں اس طرح تڑپتے دیکھ کر اطمینان کا لیا اور پھر اس نے مشین کے مختلف بٹن دبا کر باری باری سائنس دانوں کو بھی بلیو لائٹ کا نشانہ بنا دیا ۔ وہ تینوں دان جسموں پر بلیو لائٹ پڑتے ہی گر پڑے تھے اور پھر چند تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے تھے ۔

گڈ بائے پاکیشیائی ایجنٹو ۔ میں نے تم پر بلیو لائٹ فائر کر دی اب تم بلیو لائٹ سے مفلوج ہو چکے ہو ۔ میں اب تمہیں موت ماروں گا ۔ اس قدر بھیانک موت جس کا تم تصور نہیں کر سکتے"۔ ریڈ ماسٹر ساؤکر نے سفاکی سے مسکراتے ہوئے اپنے سات ساتھیوں پر اس طرح بلیو لائٹ پڑتے اور انہیں اور ساکت ہوتے دیکھ کر آبدوز میں موجود دوسرے افراد بھی ساکت ہو گئے تھے ۔

ریڈ ماسٹر ساڈکر نے مشین کے چند بٹن پریس کئے اور پھر مشین کے ساتھ لگا ہوا ایک مائیک باہر کھینچ لیا۔ سکرین پر ایک بٹن دباتے ہی آبدوز کے کمانڈر ریکل کا چہرہ واضح ہو گیا تھا جس کے چہرے پر شدید حیرت اور خوف کے ملے جلے آثار نظر آرہے تھے۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے مشین کا ایک بٹن دبایا تو کمانڈر ریکل بری طرح چونک پڑا اور پھر وہ تیزی سے بھاگ کر کنٹرول روم میں چلا گیا۔ اس نے ایک مشین پر لگے ہیڈ فون کو اٹھا کر کانوں سے لگایا اور مشین کی سائیڈ سے ایک مائیک نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ماسٹر ٹو کالنگ"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر۔ کمانڈر ریکل آن لائن"۔ مشین سے کمانڈر ریکل کی آواز ابھری۔

"کمانڈر۔ یہ تم کن لوگوں کو اپنے ساتھ لے آئے تھے"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یہ کریو کے افراد تھے باس۔ اور"۔ کمانڈر ریکل نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ نانسنس۔ یہ تمہارے کریو کے افراد نہیں بلکہ غیر ملکی ایجنٹ ہیں جنہوں نے تمہارے ساتھیوں کا میک اپ کر رکھا ہے اور تم جن سائنس دانوں کو ساتھ لائے ہو وہ بھی اصلی نہیں ہیں"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے بری طرح سے دھاڑتے ہوئے کہا تو کمانڈر

بے اختیار اچھل پڑا۔

"یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ماسٹر۔ سائنس دان اور یہ آدمی نقلی ہیں"۔ کمانڈر ریکل نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ سب نقلی ہیں۔ کہاں سے اور کیسے یہ تمہاری آبدوز میں داخل ہو گئے اور کیا تم نے اپنی آنکھیں اتنی ہی بند کر رکھی ہیں کہ تمہیں اصلی اور نقلی کا فرق ہی معلوم نہیں ہوا"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"ان سائنس دانوں کو ہارک لایا تھا ماسٹر۔ اور"۔ کمانڈر ریکل نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہارک۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے یہ سب کچھ ہارک نے کیا ہے۔ وہ اصلی سائنس دانوں کی جگہ ان ایجنٹوں کو اسرائیلی سائنس دان بنا کر ہارک میں چھوڑ گیا تھا"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر۔ اور ماسٹر جن آدمیوں پر آپ نے بلیو لائٹ فائر کی ہے وہ بھی ان سائنس دانوں کا کچھ سامان لینے ہارک کی لانچ میں گئے تھے۔ انہوں نے لانچ کے کیبن سے باہر آنے میں خاصا وقت لگایا تھا میرے خیال میں ہارک کی لانچ میں یہ دشمن چھپے ہوئے تھے۔ انہوں نے شاید میرے آدمیوں پر قابو پا کر ان کی جگہ لے لی تھی"۔ کمانڈر ریکل نے جلدی جلدی کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہارک ریڈ ماسٹرز سے غداری کر رہا ہے۔ مگر یہ کیسے

ممکن ہے۔ وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے انتہائی
شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"مم۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں ماسٹر"۔ کمانڈر ریکل نے کہا۔

"ہونہہ۔ ہارک نے اگر ایسا جان بوجھ کر کیا ہے تو اس
عبرتناک حشر کروں گا۔ ریڈ ماسٹرز سے غداری کرنے والے کا انجام
بے حد بھیانک ہوتا ہے"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا۔

"یس۔ یس ماسٹر"۔ کمانڈر ریکل نے کہا۔

"میں ہارک کو بعد میں دیکھوں گا۔ تم ایک کام کرو۔ میں
ان پاکیشیائی ایجنٹوں پر بلیو لائٹ فائر کر کے ان کے جسم مکمل طو
پر مفلوج کر دیئے ہیں۔ اب یہ صدیوں تک اصل حالت میں نہیں
سکتے۔ تم ان سب کو ایسٹروگن جزیرے کی طرف لے جاؤ اور ان ا
اسی حالت میں سمندر میں اس جگہ پھینک دو جہاں مگرمچھ ہیں۔ مگر
چند ہی لمحوں میں ان کی بوٹی بوٹی کر دیں گے۔ ان سیکرٹ ایجنٹوں ا
ایسا ہی بھیانک حشر ہونا چاہیئے تاکہ دنیا کو معلوم ہو سکے کہ
اسرائیل کے مفادات کے خلاف اٹھنے والا ہر قدم سیدھا موت کے
منہ میں جاتا ہے"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا۔

"یس ماسٹر۔ میں سی ہاک کو موڑ کر ابھی ایسٹروگن جزیرے کی
طرف لے جاتا ہوں"۔ کمانڈر ریکل نے کہا۔

"اوکے۔ ان کو مگرمچھوں کے درمیان پھینک کر تم واپس آجانا۔
پھر میں تمہارے ساتھ گوسٹن جاؤں گا۔ میں خود اس بات کا پتہ

گا کہ ہارک نے ان خطرناک لوگوں کو سی ہاک میں کیوں
ما اور پھر میں اس کا ان سے بھی زیادہ بھیانک حشر کروں گا"۔
ٹر ساڈکر نے کہا اور پھر اس نے مشین کا بٹن پریس کر کے
ر آف کر دیا۔

ران اور اس کے ساتھیوں کو اس نے بلیو لائٹ سے مفلوج کر
اور وہ جانتا تھا کہ جب تک ان کو اینٹی بلیو انجکشنز نہ لگا دیئے
اس وقت تک وہ اصل حالت میں نہیں آسکتے تھے اور ایسی
میں اگر ان کو مگرمچھوں کے سمندر میں پھینک دیا جاتا تو مگرمچھ
ے ٹکڑے اڑا دیتے اور وہ اپنے بچاؤ کے لئے معمولی سی جنبش بھی
سکتے تھے۔ بھیانک اور اذیت ناک موت جیسے سچ مچ عمران اور
ے ساتھیوں کا مقدر بن چکی تھی۔ یہ ریڈ ماسٹر ساڈکر کی فتح تھی
بڑی فتح۔ اس نے ناقابل تسخیر مجرموں کو فتح کر لیا تھا جو آج تک
ئیل اور یہودیوں کے لئے ہوا بنے ہوئے تھے۔

اور کچھ نہیں تو وہ سمندر میں موجود ریڈ کمانڈوز کو تو الجھا سکتے
ادھر ہم الیسٹروگن جزیرے میں جا کر اپنا کام کر آتے ۔ ہمارا
صرف الیسٹروگن جزیرے سے سرداور کو واپس لانے اور اس
ے کو تباہ کرنا نہیں ہے ۔ ہمیں ان دوسرے سات جزیروں کو
ہ کرنا ہے جو اسرائیل اور ریڈ کمانڈوز کے قبضے میں ہیں ۔ اس
ئے اگر ہمارے ساتھی الگ رہ کر کام کرتے تو زیادہ بہتر رہتا ۔
رح انہیں اپنے طور پر بھی ہاتھ پیر کھولنے کا موقع مل جاتا ۔ اس
یں تو ہم آپ کے ساتھ دم چھلے ہی بنے ہوئے ہیں"۔ صفدر نے

دم چھلوں کی تم نے خوب کہی ۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے
ہ پاس دم نام کی کوئی چیز نہیں ہے ۔ جب دم ہی نہیں ہے تو
ے چھلے کیسے بن سکتے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
یہ تو میری بات کا جواب نہ ہوا"۔ صفدر نے کہا۔
تو تم کیا سننا چاہتے ہو جواب میں"۔ عمران نے مسکراتے
ئے کہا۔
آپ کا منصوبہ یہی ہے کہ آپ اور ہم سائنس دان بن کر
روگن جزیرے اور زیرو لیبارٹری میں جائیں گے اور وہاں ان
ں دانوں کا خاص سامان پہنچا کر سرداور کو وہاں سے نکال لائیں
۔ صفدر نے کہا۔
" پروگرام تو یہی ہے ۔ مگر ایسا تب ہو گا جب ہم الیسٹروگن

" عمران صاحب ہم سب کو ایک ساتھ اس آبدوز میں سفر نہیں
کرنا چاہئے تھا"۔ صفدر نے کیبن میں آکر کمانڈر ریکل کے جانے کے
بعد جو کیبن میں آکر غور سے کیبن کو چاروں طرف سے دیکھ رہا
تھا۔

" شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور
اس کی بات سن کر صفدر اور کیپٹن حمزہ بے اختیار چونک پڑے۔
" شاید سے آپ کی کیا مراد ہے"۔ صفدر نے جلدی سے کہا۔
" پہلے تم بتاؤ۔ تم نے یہ بات کس مد میں کہی تھی"۔ عمران نے
کہا۔

" میرا خیال تھا کہ آپ کو اگر سائنس دانوں کا روپ بدلنے کا
موقع مل رہا تھا تو اس سے آپ فائدہ اٹھاتے ۔ ہمارے باقی ساتھی
لانچوں یا دوسرے ذرائع سے ان جزیروں کی طرف بڑھنے کی کوشش

جزیرے پر پہنچ جائیں گے"۔ عمران نے سرد آہ بھر کر کہا تو صفدر ایک
بار پھر چونک پڑا۔
"کیوں۔ آپ کے خیال میں کیا ہم اس آبدوز سے ایسٹروگن
جزیرے کی طرف نہیں جا رہے"۔ صفدر نے کہا۔
"جا رہے تھے۔ مگر اب نہیں"۔ عمران نے کہا تو اس کی بات سن
کر صفدر کے ساتھ ساتھ کیپٹن حمزہ بھی حیران رہ گیا۔ عمران کا انداز
بے حد پراسرار تھا۔
"کیا مطلب۔ اگر ہم ایسٹروگن جزیرے پر نہیں جا رہے تو کہاں
جا رہے ہیں"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"موت کے جبڑوں میں"۔ عمران نے کہا۔
"موت کے جبڑوں میں۔ کیا مطلب"۔ صفدر نے اچھل کر کہا۔
"سی ہاک میں آکر مجھے بھی اس غلطی کا احساس ہو رہا ہے۔ واقعی
ہمیں ایک ساتھ اس آبدوز میں نہیں آنا چاہئے تھا اور اگر آنا ہی تھا تو
ہمیں یہاں سپیشل میک اپ کر کے آنا چاہئے تھا"۔ عمران نے کہا۔
اس کی سنجیدگی بتا رہی تھی جیسے ضرور کوئی اہم بات ہے۔ صفدر اور
کیپٹن حمزہ بدستور اس کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔ اس کا انداز ایسا تھا
جیسے وہ عمران کی باتوں کا مطلب نہ سمجھ پا رہے ہوں۔
"عمران صاحب۔ آپ ہمیں کھل کر بتائیں کہ آپ کہنا کیا چاہتے
ہیں"۔ صفدر نے بے چینی سے کہا۔
"کھل کر تمہاری کیا مراد ہے۔ کیا میں تمہیں بندھا ہوا نظر آ

۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔
"پلیز پرنس۔ صفدر صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ہم واقعی آپ
ت کا مطلب نہیں سمجھ رہے"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔
"لو اب مینڈک کو بھی ہوا زکام"۔ عمران نے کہا۔
"پلیز عمران صاحب"۔ صفدر نے کہا۔
"یہ پلیز عمران صاحب کیا ہوتا ہے۔ ارے بھائی میں علی عمران
۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"۔ عمران نے
صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے جبکہ کیپٹن حمزہ ایک بار
مسکرا دیا تھا۔
"ٹھیک ہے۔ آپ نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتائیں۔ میں آپ سے
نہیں پوچھوں گا"۔ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"ارے۔ ارے۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے"۔ عمران نے
بوکھلا کر کہا۔
"کیوں۔ کیا ہوا میری طبیعت کو"۔ صفدر نے چونک کر کہا۔
"ارے تمہارا انداز تو بالکل بیویوں جیسا ہو گیا ہے جو شوہروں
ٹھی ہیں نہیں بولنا تو نہ بولیں میں بھی آپ سے نہیں بولوں گی"۔
ن نے کہا تو کیپٹن حمزہ بے اختیار ہنس پڑا۔
"ہونہہ۔ آپ سے کچھ پوچھنا تو واقعی مشکل ہے۔ بہت مشکل"۔
در نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"باپ رے۔ تمہاری واقعی جنس تبدیل ہو رہی ہے اس لئے

"میں پوچھ رہا تھا کہ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں"۔ عمران نے
کہا تو وہ ایک بار پھر ہنس پڑا۔
" میرا خیال ہے کہ ہمارا سفر خاصا طویل ہے اس لئے اب ہمیں
کچھ دیر آرام کر لینا چاہئے"۔ صفدر نے بات بدلتے ہوئے کہا۔
" آرام تو شاید ہمیں قبر میں ہی نصیب ہو گا۔ اس دنیا میں آرام
کہاں"۔ عمران نے سرد آہ بھر کر کہا۔
" آپ کسی بات سے پریشان نظر آ رہے ہیں"۔ کیپٹن حمزہ نے
کہا۔
" ہاں"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" لیکن کیوں"۔ صفدر نے کہا۔
" سی ہاک میں ریڈ ڈاٹس گن موجود ہے"۔ عمران نے سنجیدگی
سے کہا۔
" ریڈ ڈاٹس گن۔ کیا مطلب۔ یہ ریڈ ڈاٹس گن کیا ہے"۔ صفدر
نے چونک کر کہا۔
" یہ سائیکلم ریز پھینکنے والی مخصوص گن ہوتی ہے جس سے ایک
تو ہزاروں میلوں سے بھی اس آبدوز میں جھانکا جا سکتا ہے۔ دوسرے
اس ریز سے کسی قسم کا میک اپ نہیں چھپ سکتا"۔ عمران نے کہا
تو صفدر اور کیپٹن حمزہ کے چہرے بجھ سے گئے۔
" آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ ریڈ ماسٹرز ہمیں سی ہاک میں دیکھ
کر آسانی سے پہچان لیں گے"۔ صفدر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

ہاں۔ اور میں کیبن میں سیگرم گلاسز بھی دیکھ رہا ہوں۔ یقیناً
لاسز پوری آبدوز میں بھی ہوں گے"۔ عمران نے کہا۔
سیگرم گلاسز۔ یہ سیگرم گلاسز کیا ہیں اور ان سے کیا ہوتا ہے"۔
نے کہا۔
یہ گلاسز عام طور پر ایٹمی لیبارٹریوں میں استعمال کئے جاتے ہیں
اسز سے بلیو لائٹ کا اخراج ہوتا ہے جس سے ایٹمی توانائی کے
ا اور اس کے اثرات کو فوراً روکا جا سکتا ہے تاکہ لیبارٹریوں میں
طی سے کہیں سے بھی ایٹمی توانائی کی لیکیج ہو رہی ہو تو اس کے
، کو فوراً جامد کر دیا جائے اور اس سے نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔
و لائٹ اگر کسی جاندار پر پڑ جائے تو وہ انسان شدید اذیت میں
ہو جاتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے اسے آگ میں زندہ جلایا
ہو۔ پھر چند لمحوں میں اس کا تمام جسمانی نظام مفلوج ہو جاتا ہے
ہ لو کہ ایسی صورت میں انسان سن سکتا ہے، دیکھ سکتا ہے مگر
ل سکتا ہے اور ہی حرکت کر سکتا ہے اور پھر چند ہی گھنٹوں میں
ئٹ کے اثرات جاندار کے اندرونی نظام میں پہنچ جاتا ہے اور پھر
ہلاک ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی"۔ عمران نے

" اوہ۔ اگر ایٹمی توانائی کے اخراج کو جامد کرنے کے لئے
ٹریوں میں بلیو لائٹ کا استعمال ہوتا ہے تو وہ سائنس دان اور
رے انسان کام کیسے کرتے ہوں گے"۔ صفدر نے کہا۔

"اس کے لئے انہیں مخصوص غذائیں دی جاتی ہیں جن میں پروٹین، کیلشیم اور دوسرے وٹامنز کی تعداد عام خوراک سے کہیں زیادہ اور پاورفل ہوتی ہے اور پھر انہیں خاص انجکشنز لگائے جاتے ہیں یا پھر چبانے کے لئے ایسی گولیاں دی جاتی ہیں جس کی وجہ سے ان پر بلیو لائٹ کا اثر نہیں ہوتا۔ اب جدید دور میں تو ان لیبارٹریوں میں کام کرنے والوں کو مخصوص لباس پہننے کو دیا جاتا ہے جس سے اینٹی ریز نکل کر بلیو لائٹ اور ایسی دوسری تمام ریز کے اثرات کو ان سے دور کر دیتی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے۔ اس آبدوز میں سیگرم گلاسز کیوں لگائے گئے ہیں۔ کیا یہ ایٹمی توانائی سے چلنے والی آبدوز ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

"ہاں"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اوہ۔ اب میری سمجھ میں آرہا ہے کہ آپ کس بات سے پریشان ہیں۔ آپ کو خطرہ ہے کہ اگر ریڈ ماسٹرز نے ریڈ ڈاٹس سے ہمارے بارے میں جان لیا تو وہ ہمیں بلیو لائٹ سے نقصان پہنچانے کی کوشش کر سکتے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے میں سوچ رہا تھا کہ ہمیں واقعی ایک ساتھ اس آبدوز میں نہیں آنا چاہئے تھا"۔ عمران نے کہا۔

"پھر اب کیا آپ کے پاس بلیو لائٹ سے بچنے کا کوئی توڑ نہیں ہے"۔ صفدر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

ہے۔ اسی لئے تو میں نے ہارڈ کلب سے چلنے سے قبل سب
وں کو خاص گولیاں کھانے کے لئے دی تھیں"۔ عمران نے کہا
فدر اور کیپٹن حمزہ پھر چونک پڑے۔ واقعی عمران نے اپنے
کیس سے انہیں چند گولیاں کھانے کے لئے دی تھیں اور کہا
ان گولیوں کے کھانے کی وجہ سے ان پر کسی قسم کی بے ہوشی
یں اثر نہیں کرے گی اور اگر کوئی گیس ان پر اثر کر بھی گئی تو
یادہ دیر بے ہوش نہیں رہیں گے۔

حیرت ہے۔ اگر ان گولیوں کی وجہ سے ہم بلیو لائٹ کے
ے سے بچ سکتے ہیں تو پھر آپ پریشان کیوں ہیں"۔ صفدر نے

میں بلیو لائٹ سے نہیں ریڈ ڈاٹس سے پریشان ہوں۔ ذرا
اگر ریڈ ماسٹرز پر ہماری اصلیت کھل گئی تو کیا یہ آبدوز ہمیں
وگن یا کسی دوسرے جزیرے تک لے جائے گی"۔ عمران نے

"اوہ۔ اوہ"۔ صفدر نے بات کو سمجھتے ہوئے کہا۔ عمران کے
کا مطلب تھا کہ اس کے پہچان لئے جانے کی صورت میں آبدوز کو
ٹن یا الیسٹروگن جزیرے سے کہیں دور لے جایا جا سکتا ہے اور
یں راستے میں ہی ٹریپ بھی کیا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے ایسی
رت میں ان کا سارا مقصد ہی فوت ہو جاتا جس کے لئے انہوں
اس قدر بھاگ دوڑ کی تھی۔

"اب اوہ ۔ اوہ کرنے کے لئے تمہارے منہ کا زاویہ بدلا ہے نان" ۔ عمران نے کہا۔

"بہرحال پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ۔ اگر ایسا ہوا تو میں نے اس کا حل بھی سوچ لیا ہے ۔ اگر ہمیں پہچان کر بلیو لائٹ فائر کی گئی تو پھر ہم ان پر یہی ظاہر کریں گے کہ ہم بلیو لائٹ کا شکار ہو گئے ہیں ۔ اس کے بعد ہم اس جدید آبدوز پر قبضہ کر لیں گے اور پھر وہا کریں گے جو تنویر کرتا ہے یعنی تنویر ایکشن" ۔ عمران نے کہا۔

"اگر بلیو لائٹ کا آپ کو اتنا ہی خطرہ ہے تو پھر یہ کام ہم پہلے بھی تو کر سکتے ہیں" ۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں ۔ میں تیل اور تیل کی دھار دیکھنے کا قائل ہوں ۔ میں نے کمانڈر ریکل کے لباس کے ساتھ ایک ڈکٹا فون لگا دیا ہے ۔ میں اس کی باتیں سن رہا ہوں ۔ ایسا کرنے کے لئے لازماً اس سے رابطہ کیا جائے گا ۔ بہرحال تم ٹہلنے کے بہانے اپنے تمام ساتھیوں کو ہدایات دے آؤ کہ اگر ان پر بلیو لائٹ پڑے تو وہ یکلخت تڑپتے ہوئے نیچے گر جائیں جیسے انہیں زندہ جلایا جا رہا ہو اور پھر وہ ساکت ہو جائیں ۔ ان کے جسم میں معمولی حرکت بھی نہیں ہونی چاہئے ۔ انہیں مفلوج کر کے وہ لازماً ہمیں ہمارے پاس لے آئیں گے ۔ اس کے بعد ہم ان پر حملہ کریں گے" ۔ عمران نے کہا تو صفدر سر ہلا کر اٹھ گیا اور پھر وہ کیبن سے نکل گیا۔

"کیپٹن حمزہ" ۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کیپٹن حمزہ سے

ہو کر کہا۔

یس پرنس" ۔ کیپٹن حمزہ نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

تنویر ایکشن کا مطلب جانتے ہو" ۔ عمران نے پوچھا۔

یس پرنس ۔ تنویر صاحب ڈیشنگ ایجنٹ ہیں ۔ انہیں تیز اور
ٹ کام کرنے کی عادت ہے ۔ ان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ
ں پر تیزی سے اور اچانک ٹوٹ پڑیں اور ان کے ٹکڑے اڑا
۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

گڈ ۔ لگتا ہے تنویر سے تمہاری خاص دعا سلام ہے ۔ اسی لئے تم
ے بارے میں اتنا کچھ جانتے ہو" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے
کیپٹن حمزہ بھی مسکرا دیا۔

یں نے آپ لوگوں کو حال ہی میں جوائن کیا ہے پرنس ۔ ابھی
پ لوگوں کے ساتھ کھل کر کام نہیں کر سکا مگر میں سب کے
نے کے انداز اور ان کی صلاحیتوں سے واقف ہو چکا ہوں ۔
لئے میری یہی کوشش ہوتی ہے کہ میں آپ سب کو سمجھ کر آپ
عیار اور آپ کے انداز میں کام کر سکوں" ۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

تمہاری شادی ہو چکی ہے" ۔ عمران نے کہا۔

شادی ۔ نہیں پرنس ۔ کیوں" ۔ کیپٹن حمزہ نے عمران کے اس
ے سوال پر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

یعنی تم بھی کنوارے ہو" ۔ عمران نے مایوسی سے کہا۔

یس پرنس ۔ مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" ۔ کیپٹن حمزہ نے

کہا۔

" باپ رے ۔ میں کنوارہ ہوں بلکہ ساری سیکرٹ سروس
کنواری ہے ۔ میں سوچ رہا تھا کہ اگر ہم میں سے کسی کی شادی ہو
ہوتی اور ہم میں سے کسی کا بچہ ہوتا تو ہم اپنے پیچھے کسی ایک کا نام
چھوڑ جاتے ۔ کوئی تو ہمارے ناموں کے ساتھ اپنا نام جوڑ کر فخ
لکھ کر بلب جلا کر روشن کرتا مگر افسوس ۔ تم بھی ہماری ہی صف
میں شامل ہو ۔ تمہارا بھی وہی حال ہے ۔ نام روشن کیا خاک ہو گا
عمران نے کہا تو کیپٹن حمزہ بے اختیار مسکرا دیا۔

" آپ کا مطلب ہے ہم جس مشن پر جا رہے ہیں اس میں ہمار
جان جانے کا خطرہ ہے" ۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

" ارے باپ رے ۔ ایسی باتیں مت کرو ۔ تم تو جانتے ہو
میں کس قدر کمزور دل کا آدمی ہوں ۔ موت کے نام سے ہی مجھے مو
آجاتی ہے ۔ میرا جسم پسینے پسینے ہو جاتا ہے ۔ آنکھیں سکڑ جاتی ہیں ا
میری ٹانگیں کانپنا شروع ہو جاتی ہیں ۔ دے ۔ دیکھو ۔ میں کانپ
ہوں ناں" ۔ عمران نے کہا تو کیپٹن حمزہ بے اختیار ہنس پڑا ۔ وہ
گیا تھا کہ عمران ایسی باتیں محض وقت گزاری کے لئے کر رہا
اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی صفدر واپس آگیا۔

" میں نے سب کو سمجھا دیا ہے ۔ وہ ایسا ہی کریں گے جیسا آ
نے کہا ہے" ۔ صفدر نے کہا اور آگے بڑھ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

" پرنس ۔ آپ الیسٹرو گن جزیرے پر ڈائریکٹ ایکشن کا پروگرام

ہیں ۔ لیکن ڈائریکٹ ایکشن کے لئے ہمارے پاس اسلحہ کہاں
ئے گا ۔ اس کے لئے تو ہمیں بے پناہ اور جدید اسلحے کی اشد
ہو گی" ۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

جدید اور جنگی آبدوز ہے کیپٹن ۔ یہاں ہمیں ہر طرح کا اسلحہ
سے مل جائے گا" ۔ صفدر نے کہا تو اسی لمحے اچانک کیبن میں
روشنی کا رنگ سرخ ہو گیا۔

وہ ۔ ریڈ ڈاٹس کو آن کر دیا گیا ہے ۔ اس سے ہمیں چیک کیا جا
" ۔ عمران نے اچانک بڑبڑاتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمزہ اور
چونک پڑے۔

تیار رہو ۔ ہم پر یقیناً بلیو لائٹ کا حملہ ہو گا" ۔ عمران نے کہا اور
ہیں اچانک باہر سے تیز چیخوں کی آوازیں سنائی دیں ۔ چیخیں سن
کیپٹن حمزہ اور صفدر یکلخت جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

بیٹھے رہو ۔ ہمارے ساتھیوں پر بلیو لائٹ فائر کی گئی ہے ۔ ان
چیخوں کی آواز تھی ۔ ان کی چیخوں میں تکلیف کی وہ شدت نہیں
بلیو لائٹ سے بے اختیار انسانی منہ سے نکلتی ہیں ۔ اس کا
ہے کہ انہوں نے ڈرامہ شروع کر دیا ہے اور اب ہماری باری
عمران نے کہا تو کیپٹن حمزہ اور صفدر سکون بھرے انداز میں
ئے اور پھر واقعی چند لمحے بھی نہ گزرے ہوں گے کہ اچانک
سے ان پر نیلے رنگ کی تیز روشنی کی پھوار سی پڑی ۔ وہ اس نیلی
میں نہا سے گئے تھے اور پھر ان تینوں کے منہ سے دردناک

چیخیں نکلیں اور وہ فرش پر گر کر یوں تڑپنے لگے جیسے واقعی انہیں آگ
میں زندہ جلایا جا رہا ہو۔ وہ فرش پر گرے چند لمحے تڑپتے رہے اور پھر
ساکت ہو گئے۔ جیسے ہی وہ ساکت ہوئے اسی لمحے نیلی روشنی کی
پھوار بند ہو گئی۔

" اسی طرح پڑے رہنا۔ ابھی ریڈ ڈاٹس آن ہے۔ وہ ہمیں
مسلسل چیک کر رہے ہیں"۔ عمران نے ہونٹ ہلائے بغیر ان سے
مخاطب ہو کر کہا۔ چند لمحے وہ اسی طرح ساکت پڑے رہے۔ اسی لمحے
عمران کے کانوں میں کھڑکھڑاہٹ سی ہوئی۔ اس کے کان کے نچلے
حصے میں ایک چھوٹا سا سیاہ تل بنا ہوا تھا۔ یہ سیاہ تل ایک طاقتور
رسیور تھا جس کا مائیکروفون عمران نے کمانڈر ریکل کے لباس میں لگا
دیا تھا۔ یہ خاص قسم کا مائیکروفون تھا جو اس وقت آن ہوتا تھا جب
قریب کوئی ٹرانسمیٹر پر کال آ رہی ہو یا کسی ٹرانسمیٹر پر کال کی جا رہی
ہو۔

شاید کمانڈر ریکل کسی سے ٹرانسمیٹر پر بات کرنے والا تھا اس لئے
عمران کے کان کے قریب رسیور خود بخود آن ہو گیا تھا۔ پھر عمران نے
کمانڈر ریکل اور ریڈ ماسٹر ساڈکر کی ٹرانسمیٹر پر ہونے والی بات چیت
سنی تو عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ کچھ دیر کے
بعد ان کے کمرے کا دروازہ کھلا اور آبدوز کے کریو کے چند افراد جولیا
اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو اٹھائے ہوئے اندر آ گئے۔ جولیا اور
اس کے ساتھی یوں ساکت تھے جیسے واقعی ان میں جان نام کی کوئی

ہو۔ انہوں نے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو فرش پر پٹخ دیا اور
موشی سے باہر نکلتے چلے گئے۔

کیا تم سب خیریت سے ہو"۔ عمران نے ان سے دھیمی آواز میں
ب ہو کر پوچھا۔

ہاں۔ صفدر نے ہمیں بتا دیا تھا اور ہم نے وہی کیا تھا"۔ جولیا
واب دیتے ہوئے کہا۔

" گڈ۔ کچھ دیر اسی طرح پڑے رہو۔ جیسے ہی ریڈ ڈاٹس آف ہو گی
ٹھ کھڑے ہوں گے"۔ عمران نے کہا۔

" وہ تو ٹھیک ہے لیکن یہ سب ہوا کیسے اور کیوں۔ کیا ہمیں
ن لیا گیا ہے"۔ جولیا نے پوچھا تو عمران کی بجائے صفدر نے
ں تفصیل بتا دی۔

" ان لوگوں نے تمہاری تلاشی تو نہیں لی"۔ عمران نے پوچھا۔

" نہیں"۔ جولیا نے کہا۔ اسی لمحے کیبن میں پھیلی ہوئی سرخی ختم
لگئی۔ جیسے ہی سرخی ختم ہوئی عمران یکلخت تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
کے اٹھتے ہی وہ سب بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

" اب تمہارا کیا پروگرام ہے"۔ جولیا نے اٹھتے ہوئے عمران سے
کہا۔

" تمہاری رضامندی ہو تو ہم ابھی شادی کا پروگرام بنا سکتے ہیں"۔
ان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" سیدھی طرح بات بتاؤ"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سیدھی طرح ہی بتا رہا ہوں ۔ نہ میں ٹیڑھا ہوں نہ میرا منہ ٹیڑھا ہے"۔ عمران نے کہا تو سب مسکرا دیئے ۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اسے زور زور سے ہلانے لگا ۔ اس شیشی میں سبز رنگ کا محلول تھا جو ہلانے سے زرد رنگ کا ہوتا جا رہا تھا۔

"یہ کیا ہے"۔ جولیا نے عمران سے پوچھا۔

"چوں چوں کا مربہ"۔ عمران نے کہا اور پھر شیشی سمیت وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر گھمایا تو دروازہ کھل گیا۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں کو اندر لا کر پھینکنے والوں نے شاید باہر سے لاک نہیں لگایا تھا۔

عمران نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو ایک طویل راہداری تھی جو بالکل خالی تھی ۔ خالی راہداری دیکھ کر عمران نے پورا دروازہ کھول دیا اور پھر اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شیشی کو راہداری کے دوسرے سرے کی طرف پھینک دیا ۔ شیشی فولادی دیوار سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی اور اس کا محلول فرش پر گر گیا ۔ اسی لمحے اس محلول سے دھواں سا اٹھنے لگا اور پھر ہر طرف اچانک زرد رنگ کا دھواں پھیلتا چلا گیا۔

"یہ کیا کیا ہے تم نے ۔ یہ دھواں کیسا ہے"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ماریتوم گیس ہے ۔ میں نے اس گیس سے آبدوز کے کریو کو بے ہوش کر دیا ہے ۔ ہمیں اس آبدوز پر کنٹرول کرنا ہے"۔ عمران

ہ لہجے میں کہا۔

ندر، تنویر تم دونوں فوراً کنٹرول روم میں چلے جاؤ ۔ آبدوز کو
ہ کی ذمہ داری تمہاری ہے اور تم سب کمانڈر ریکل اور اس
ہوش ساتھیوں کو اٹھا کر یہاں لے آؤ ۔ میں آبدوز کے انجن
طرف جا رہا ہوں ۔ مجھے سب سے پہلے ریڈ ڈاٹس کا سسٹم ختم
ا کہ وہ لوگ دوبارہ اس آبدوز کو چیک نہ کر سکیں"۔ عمران
ر ان سب نے اثبات میں سرہلا دیئے اور پھر وہ تیزی سے
ر نکلتے چلے گئے۔

ں کے زرد محلول سے نکلنے والے دھویں نے واقعی کمانڈر
ر اس کے تمام ساتھیوں کو ایک لمحے میں بے ہوش کر دیا تھا
نے ان سب کو چونکہ خاص گولیاں کھلا رکھی تھیں اس لئے
ں کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا تھا ۔ جوزف، کیپٹن حمزہ، خاور اور
نے کمانڈر ریکل اور اس کے بے ہوش ساتھیوں کو اٹھا کر
یں لا کر بند کر دیا تھا جبکہ تنویر اور صفدر نے کنٹرول روم میں
بدوز کا کنٹرول سنبھال لیا تھا ۔ تھوڑی دیر میں وہ آبدوز پر
کر چکے تھے ۔ وہ سب اپنے کام کر کے کنٹرول روم میں آ گئے ۔
بعد عمران بھی ریڈ ڈاٹس کا نظام ختم کر کے وہاں پہنچ گیا۔
م نے آبدوز پر قبضہ تو کر لیا ہے لیکن ہم الیسٹروگن جزیرے کی
کیسے جائیں گے کیونکہ نہ ہمیں راستوں کا علم ہے اور نہ ہی یہ
ہے کہ وہ جزیرہ یہاں سے کتنی دور ہے ۔ اگر ہم کسی طرح

جزیرے پر پہنچ بھی گئے تو ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ یہ جزیرہ ایسا
ہے یا کوئی اور"۔ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" یہ جدید ساخت کی کمپیوٹرائز آبدوز ہے ۔ راستوں کا تعین
دوری کا فاصلہ ماپنے کے لئے اس میں خصوصی کمپیوٹر نصب ہیں
آبدوز چونکہ انہی جزیروں پر آنے جانے کے لئے استعمال کی جاتی
اس لئے ان کمپیوٹروں میں یقیناً ان کی تمام تفصیلات درج ہوں
گی"۔ عمران نے ایک کمپیوٹرائزڈ مشین کے قریب جا کر بیٹھتے ہو
کہا اور پھر اس نے مشین کے مختلف بٹن دبائے اور پھر ایک نم
کی بورڈ نکال کر اس پر کام کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں سامنے سکر
کائی ٹن جزیرہ اور الیسٹروگن جزیرے کے ساتھ چھ دوسرے جزیر
کے نام ابھر آئے جو سرخ رنگ کے تھے ۔ عمران نے ایک ل
الیسٹروگن جزیرے کو سلیکٹ کر کے انٹر کا بٹن دبا دیا ۔ الیسٹر
جزیرے کا نام سلیکٹ ہوتے ہی سپارک کرنے لگا اور پھر اس کا ر
یکلخت سبز ہو گیا۔

" لو اب یہ آبدوز ہمیں سیدھی الیسٹروگن جزیرے پر لے جا ر
ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا اور اس کے ساتھیو
کے چہروں پر اطمینان سا آ گیا۔

ماسٹر ساڈکر اپنے آفس میں داخل ہوا تو فون کی گھنٹی بج رہی
ہ سپیشل روم میں آرام کرنے کے لئے گیا ہوا تھا اور ابھی
یا تھا ۔ میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بجتے
وہ تیزی سے میز کی طرف بڑھا اور اپنی مخصوص کرسی پر جا کر
ا۔

یں ۔ ریڈ ماسٹر تو ساڈکر سپیکنگ "۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے فون کا
اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا ۔ یہ سرخ فون الیسٹروگن
ے سے منسلک تھا ۔ اس فون پر ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو ہی ریڈ ماسٹر
ے بات کرتا تھا ۔ گو ریڈ ماسٹر ون ساڈکر کا بڑا بھائی تھا اور ان
نے ہی مل کر ریڈ ماسٹرز کی بنیاد رکھی تھی لیکن چونکہ ڈکاسٹو
تو ساڈکر کا بڑا بھائی تھا دوسرا اس کا عہدہ اس سے بڑا تھا اس لئے
ماسٹر ڈکاسٹو سے ہمیشہ مؤدب انداز میں پیش آتا تھا اور اس کے

احکامات کی پوری تعمیل کرتا تھا۔

" ریڈ ماسٹر ون بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے ایک
اور عزاہٹ بھری آواز سنائی دی۔

" یس ماسٹر"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا۔ وہ ڈکاسٹو کو ماسٹر
جبکہ ڈکاسٹو اس کے اصل نام ساڈکر سے بلاتا تھا۔

" ساڈکر۔ سی ہاک کو تم ایسٹروگن جزیرے کی طرف کیوں
رہے ہو"۔ دوسری طرف سے ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے سخت لہجے میں کہا
اس کی بات سن کر ریڈ ماسٹر ساڈکر بری طرح چونک پڑا۔

" اوہ ماسٹر۔ دراصل میں آپ کو کال کرنا بھول گیا تھا۔ سی ہاک
میں چند خطرناک مجرم ہیں جنہیں میں نے بلیو لائٹ سے شکار کیا
میں نے ہی کمانڈر ریکل کو حکم دیا تھا کہ وہ ان سب کو اٹھا
جزیرے کے گرد موجود مگر مچھوں کے درمیان پھینک دے تاکہ وہ ان
سب کی بوٹیاں اڑا دیں"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے جلدی سے کہا۔

" اوہ۔ کون ہیں وہ لوگ"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے پوچھا تو ریڈ ماسٹر
ساڈکر نے علی عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اسے
ساری تفصیل بتانا شروع کر دی۔

" اوہ۔ ان سب کو ہارک نے سی ہاک میں بھیجا تھا۔ یہ تم کیا کہہ
رہے ہو۔ ہارک ہمارا خاص آدمی ہے۔ وہ ایسا کام کیسے کر سکتا
ہے"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہی میں سوچ رہا تھا ماسٹر۔ پھر میں نے ہارک کو سپیشل

رائزڈ سسٹم سے فون کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ ہارڈ کلب میں
تو موجود ہے لیکن وہ اصل ہارک نہیں ہے۔ کسی نے ہارک
ک کر کے اس کی جگہ سنبھال لی ہے۔ کمپیوٹر کے وائس سسٹم
مجھے اس کی آواز سے جب معلوم ہوا کہ وہ ہارک نہیں ہے تو میں
یس ایس ون سسٹم کو آن کر دیا جس سے مجھے ہارک کی ہلاکت
صدیق ہوئی تھی"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا۔

" ہارک کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا
ہا ہے یہ سب"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے حلق کے بل چیختے ہوئے

" آپ فکر نہ کریں ماسٹر۔ میں نے وائیگرم ریز پھینک کر ہارڈ
ب کی مکمل چیکنگ کی ہے۔ ہارک کی جگہ ایک فلسطینی نے لے
ی ہے اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو اسی نے سی ہاک میں پہنچایا تھا۔
یگرم ریز سے میں نے دیکھ لیا ہے کہ ہمارے تینوں سائنس دان
دہ حالت میں وہیں موجود ہیں۔ وہ صرف بے ہوش ہیں۔ میں نے
ڈ کمانڈوز کے کمانڈر زارف کو احکامات دے دیئے ہیں وہ نہ صرف
فلسطینی پر قابو پا لے گا بلکہ وہ وہاں سے ہمارے سائنس دانوں کو
ی نکال لائے گا۔ اس فلسطینی کا میں اس قدر بھیانک حشر کروں گا
ہ اس کی روح تک کانپ اٹھے گی۔ اس سے میں سب کچھ اگلوا لوں
کہ اس نے ہارک کی جگہ کیسے لی تھی"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے
مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ بہرحال مجھ تک وہ تینوں سائنس دان [illegible]
پہنچنے چاہئیں " ۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے کہا ۔
" آپ بے فکر رہیں ماسٹر ۔ وہ تینوں بحفاظت آپ تک [illegible]
گے " ۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا ۔
" اوکے " ۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس ۔
رابطہ ختم کر دیا ۔ رابطہ ختم ہوتے ہی ریڈ ماسٹر ساڈکر نے ایک
طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا ۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا اور پھر
اس نے دوسرا فون اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر
دیئے ۔
" یس ۔ کنٹرول روم " ۔ دوسری طرف سے بیکر کی مخصوص آواز
سنائی دی ۔
" ریڈ ماسٹر ٹو سپیکنگ " ۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے مخصوص لہجے میں
کہا ۔
" یس ماسٹر " ۔ بیکر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔
" سی ہاک کی کیا پوزیشن ہے " ۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے پوچھا ۔
" سی ہاک ایسٹروگن جزیرے کی طرف جا رہی ہے ماسٹر ۔ آدھے
گھنٹے تک وہاں پہنچ جائے گی " ۔ بیکر نے جواب دیا ۔
" ریڈ ڈاٹس آن کرو اور دیکھو کمانڈر ریکل کیا کر رہا ہے " ۔ ریڈ
ماسٹر ساڈکر نے کہا ۔
" اوکے ماسٹر " ۔ بیکر نے کہا تو ریڈ ماسٹر ساڈکر نے فون آف کر دیا

[illegible] نے فون بند کیا ہی تھا کہ اسی وقت وہاں پڑے ایک اور
[illegible] گھنٹی بج اٹھی ۔
" یس ریڈ ماسٹر ٹو سپیکنگ " ۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے رسیور اٹھا کر
[illegible] لہجے میں کہا ۔
" کمانڈر زارف بول رہا ہوں ماسٹر " ۔ دوسری طرف سے ایک
آواز سنائی دی ۔
" یس کمانڈر ۔ کیا رپورٹ ہے " ۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا ۔
" ماسٹر ۔ گوسٹن میں موجود ریڈ کمانڈوز کا ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر
[illegible] ہو گیا ہے اور بے شمار ریڈ کمانڈوز مارے جا چکے ہیں " ۔ دوسری
[illegible] سے کمانڈر زارف نے کہا تو ریڈ ماسٹر ساڈکر اس کی بات سن کر
اچھلا جیسے یکلخت اس کی کرسی میں ہزاروں وولٹ کرنٹ دوڑ گیا

" ریڈ کمانڈوز کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گیا ہے ۔ یہ تم کیا کہہ رہے
[illegible] " ۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا ۔
" یس ماسٹر ۔ میں اپنی فورس لے کر ہارڈ کلب میں گیا تھا اور میں
[illegible] جاتے ہی ہارک پر ہاتھ ڈال دیا تھا مگر اس نے اچانک مجھ پر اور
[illegible] ے ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور سپیشل روم کے ایک خفیہ راستے
[illegible] بھاگ نکلا ۔ میں نے اور میرے چند ساتھیوں نے خفیہ راستے
[illegible] اس کا تعاقب کیا مگر وہ زمین دوز راستے سے نکل کر نجانے کہاں
[illegible] ب ہو گیا ۔ ہم اس کی تلاش میں دور نکل آئے تھے ۔ اس سے پہلے

کہ ہم دوبارہ ہارڈ کلب میں جاتے گوسٹن اچانک خوفناک دھماکا
سے لرز اٹھا۔ ہم جب ہارڈ کلب پہنچے تو اس وقت تک ہارڈ کلب
ساتھ ساتھ ریڈ کمانڈوز کا ہیڈ کوارٹر بھی پوری طرح سے تباہ ہو چکا
مجھے یوں لگتا ہے کہ ہارک نے ہارڈ کلب اور ہیڈ کوارٹر میں وائرلیس
کنٹرولڈ بم فکسڈ کر رکھے تھے۔ اس نے وہاں سے بھاگتے ہی ان بموں
کو بلاسٹ کر دیا تھا"۔ کمانڈر زارف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
ریڈ ماسٹر ساڈکر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

" وہ تمہارے ہاتھوں سے کیسے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا"۔
ریڈ ماسٹر ساڈکر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" مم ۔ ماسٹر۔ میں اپنے چار ساتھیوں کے ساتھ اس کے آفس میں
داخل ہوا تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو اسے پکڑنے کے لئے کہا تو
وہ اچانک بھڑک اٹھا۔ اس نے میز کی دراز سے اچانک مشین پسٹل
نکال کر ہم پر فائرنگ کر دی تھی جس کی وجہ سے میرا ایک ساتھی اسی
وقت ہلاک ہو گیا ۔ میں نے اور میرے تین ساتھیوں نے اسے
فائرنگ کرتے دیکھ کر فوراً دروازے سے باہر چھلانگیں لگا دی تھیں
اور پھر جب ہم اندر مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے داخل ہوئے تو
ہارک کمرے میں نہیں تھا۔ شمالی دیوار میں ایک خلا تھا جو تیزی سے
بند ہو رہا تھا۔ میں اور میرے ساتھی بھاگ کر اس دروازے کی طرف
بڑھے مگر اتنی دیر میں دروازہ بند ہو گیا تھا۔ اس دروازے کو کھولنے
کے لئے مجھے اس کے خفیہ بٹن کو تلاش کرنے میں کچھ دیر لگ گئی تو

کی میز کے نیچے تھا۔ میں نے جب اس دروازے کو کھولا تو ہم
ہی اس کے پیچھے بھاگ پڑے اور پھر ہم ہارڈ کلب سے کافی دور
دوسری عمارت میں پہنچ گئے جو بالکل خالی تھی۔ اتنی دیر میں
وہاں سے نکل چکا تھا۔ عمارت کا گیٹ کھلا ہوا تھا اور وہاں کار
ٹائروں کے نشان بھی موجود تھے"۔ کمانڈر زارف نے مسلسل
ے ہوئے کہا۔

" ہونہہ۔ تم ریڈ کمانڈوز کے کمانڈر ہو کر ایک آدمی کو نہیں پکڑ
ہ یہ ہے تمہاری کارکردگی۔ جانتے ہو وہ ہارک نہیں ایک
لین تھا جس نے ہارک کو ہلاک کر کے اس کی جگہ لے رکھی تھی۔
کے قبضے میں اسرائیل کے تین سائنس دان بھی تھے۔ اس نے
کلب سے نکلتے ہی وائرلیس کنٹرولڈ بموں کو بلاسٹ کر دیا ہو گا۔
ری اس بھیانک غلطی کی وجہ سے نہ صرف ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گیا
بلکہ بے شمار ریڈ کمانڈوز کے ساتھ ساتھ ہارڈ کلب میں موجود وہ
ں سائنس دان بھی مارے گئے ہیں۔ یہ صرف اور صرف تمہاری
سے ہوا ہے۔ تمہیں فوراً اس کے آفس میں جانے کی کیا ضرورت
۔ میں نے تمہیں ہدایات بھی دی تھیں کہ اس پر اس انداز میں
ڈالنا کہ اس کو خبر نہ ہو سکے کہ ہم پر اس کی اصلیت کھل چکی ہے
تم۔ ہونہہ۔ نانسنس۔ تم نے اپنی حماقت کی وجہ سے سب کچھ
م کر دیا۔ سب کچھ۔ اب میں ان سائنس دانوں کے سلسلے میں ہائی
ن کو کیا جواب دوں گا"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے انتہائی غصیلے لہجے

میں کہا۔

" آئی ایم سوری ماسٹر۔ آئی ایم رئیلی ویری سوری "۔ دوسری طرف سے کمانڈر زارف کی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ ہائی کمان کو اب تم خود ہی جواب دو گے۔ تمہاری غیر ذمہ دارانہ حرکت کی وجہ سے وہ فلسطینی بھی بچ نکلا ہے اور ریڈ کمانڈوز کے ہیڈ کوارٹر کے ساتھ ساتھ تین نامور سائنس دان بھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ ہائی کمان خود تمہارا کورٹ مارشل کرے گی اور پھر وہ تمہیں جو بھی سزا دے گی اس سے میں بھی تمہیں نہیں بچا سکوں گا"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

" نن۔ نہیں۔ نہیں ماسٹر۔ میں نے یہ سب کچھ جان بوجھ کر نہیں کیا"۔ دوسری طرف سے کمانڈر زارف نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن ریڈ ماسٹر ساڈکر نے اس کی پوری بات سنے بغیر رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

" ہونہہ۔ اب کیا ہو گا۔ ماسٹر اور ہائی کمان کو ان سائنس دانوں کی ہلاکت کی خبر ملے گی تو وہ مجھے بھی نہیں چھوڑیں گے۔ ہارک میرا آدمی تھا۔ اس کو میں نے ہی گوسٹن میں سیٹ کیا تھا۔ اس کی تمام تر ذمہ داری میری ہی تھی اور اب اس کا جواب بھی مجھے ہی دینا ہو گا۔ صرف مجھے"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ تھوڑی دیر بعد فون

گھنٹی پھر بج اٹھی۔ وہ چند لمحے خالی خالی نظروں سے فون کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

" یس "۔ اس نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

" بیکر بول رہا ہوں ماسٹر"۔ دوسری طرف سے بیکر کی آواز سنائی دی۔

" بولو "۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے سر جھٹک کر کہا۔

" ماسٹر۔ سی ہاک سے میرا رابطہ ختم ہو گیا ہے۔ نہ اس کے ریڈ سگنلز آن ہو رہے ہیں اور نہ ہی وہ راڈار میں کہیں نظر آ رہی ہے"۔ دوسری طرف سے بیکر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو ریڈ ماسٹر ساڈکر ایک بار پھر اچھل پڑا۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سی ہاک سے تمہارا رابطہ کیسے ختم ہو سکتا ہے"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے چیختے ہوئے کہا۔

" میں نہیں جانتا ماسٹر۔ میں نے کمانڈر ریکل سے بھی ٹرانسمیٹر پر بات کرنے کی کوشش کی تھی مگر ٹرانسمیٹر سے بھی کوئی رابطہ نہیں ہو سکا۔ شاید سی ہاک کسی سمندری حادثے کا شکار ہو چکی ہے"۔ بیکر نے کہا۔

" کیا بکواس کر رہے ہو۔ ابھی کچھ دیر پہلے ماسٹرون کی کال آئی تھی وہ کہہ رہے تھے کہ سی ہاک مسلسل الیسٹروگن کی طرف بڑھ رہی ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ وہ کسی حادثے کا شکار ہو چکی ہے"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

"اوہ ماسٹر۔ پھر لگتا ہے کسی نے سی ہاک کا ریڈ ڈاٹس سسٹم اور مواصلاتی نظام خراب کر دیا ہے۔ اسی لئے میرا سی ہاک سے رابطہ نہیں ہو رہا"۔ بیکر نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سسٹم خراب کر دیا ہے۔ کس نے کیا ہے۔ کون کر سکتا ہے ایسا"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مم۔ ماسٹر۔ جب آپ نے پاکیشیائی ایجنٹوں پر بلیو لائٹ فائر کی تھی تو شاید ان میں سے کوئی ایک بچ نکلا ہو اور اس نے سی ہاک پر قبضہ کر لیا ہو"۔ بیکر نے ڈرتے ڈرتے کہا تو اس کی بات سن کر ریڈ ماسٹر ساڈکر کا رنگ متغیر ہو گیا۔

اسی لمحے اس کے ذہن میں وہ منظر آ گیا جب اس نے کریو کے پانچ افراد اور تین نقلی سائنس دانوں پر بلیو لائٹ فائر کی تھی۔ بلیو لائٹ کے فائر ہوتے ہی وہ بری طرح سے تڑپتے ہوئے گرے تھے اور پھر یکلخت ساکت ہو گئے تھے اور پھر جب وہ کمانڈر ریکل سے باتیں کر رہا تھا تو اس نے اچٹتی ہوئی نظروں سے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو دیکھا تھا۔

اس وقت ان کے جسموں میں اس نے بے حد معمولی سی حرکت دیکھی تھی۔ اس وقت ریڈ ماسٹر ساڈکر نے اس حرکت کا کوئی نوٹس نہیں لیا تھا لیکن اب اسے یاد آ رہا تھا کہ بلیو لائٹ کے پڑنے کے بعد جب انسانی جسم ساکت ہوتا ہے تو اس میں معمولی سی بھی حرکت باقی نہیں رہتی۔ پھر وہ یکلخت کیسے ہل رہے تھے۔

وہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے ان ایجنٹوں پر بلیو لائٹ کا پوری طرح سے اثر نہیں ہوا تھا اور نہ وہ مفلوج ہوئے تھے"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے مجھ سے کچھ کہا ہے ماسٹر"۔ دوسری طرف سے بیکر کی آواز سنائی دی۔

"نہیں۔ کچھ نہیں"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا اور فون بند کر دیا۔ اس کے چہرے پر اب شدید لرزش کے آثار نظر آ رہے تھے۔ جن پاکیشیائی ایجنٹوں کو اس نے بلیو لائٹ سے ساکت کیا تھا وہ پوری طرح سے مفلوج نہیں ہو سکے تھے اور اب یقیناً انہوں نے ہی سی ہاک کے کمانڈر ریکل اور کریو کو اپنے قبضے میں کر لیا ہو گا۔ سی ہاک کا کنٹرول اب یقیناً انہی کے پاس ہو گا کیونکہ کمانڈر ریکل اور اس کے ساتھیوں میں ان کے سوا اور کوئی ایسا آدمی نہیں تھا جو سی ہاک کے سسٹم میں خرابی پیدا کر سکتا تھا۔

ریڈ ماسٹر ساڈکر کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں ساری معلومات مل چکی تھیں کہ ان میں ایسی خوبیاں موجود ہیں جو حالات میں موت کے منہ سے نکل آتے ہیں اور ناممکن سے ناممکن حالات کو بھی بدل دیتے ہیں۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر جوں جوں سوچتا جا رہا تھا اسے یقین ہوتا جا رہا تھا کہ سی ہاک پر صرف اور صرف انہی پاکیشیائی ایجنٹوں کا قبضہ ہے اور وہ سی ہاک کو ڈائریکٹ ایسٹروگن کی طرف لے جا رہے تھے اور یہ انتہائی خطرناک بات تھی

کیونکہ سی ہاک ایک جنگی آبدوز تھی اور اس آبدوز میں ایسے ہتھیار
نصب تھے جن سے وہ الیسٹروگن جزیرے کو لمحوں میں تباہ کر سکتے تھے
" نہیں ۔ نہیں ۔ میں انہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا ۔ وہ
الیسٹروگن جزیرے پر نہیں جا سکتے ۔ کبھی نہیں ۔ اگر انہوں نے
الیسٹروگن جزیرے پر قدم رکھے تو میں ان پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑوں
گا ۔ وہاں انہیں بھیانک موت کے سوا کچھ نہیں ملے گا ۔ کچھ
نہیں "۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے غراتے ہوئے کہا ۔ اس نے جلدی جلدی
ریڈ ماسٹر ون ڈکاسٹو کا نمبر ملایا اور اسے ساری حقیقت سے مطلع کر
دیا ۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو اس پر اسرائیل کے تین بہترین اور بڑے
سائنس دانوں کی ہلاکت پر بری طرح سے گرجا تھا لیکن ریڈ ماسٹر
ساڈکر نے اسے کنٹرول کر لیا تھا اور اس سے درخواست کی تھی کہ وہ
اسے الیسٹروگن جزیرے پر آنے کی اجازت دے دے ۔ وہ اپنے ہاتھوں
سے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنا چاہتا ہے جو اسے مسلسل
چکر پہ چکر دیتے چلے آ رہے تھے لیکن ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے اس کی بات
ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

اس نے کہا تھا کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو وہ خود سنبھال لے گا
اگر واقعی سی ہاک پاکیشیائی ایجنٹوں کے قبضے میں ہے تو وہ آبدوز کو
ڈائریکٹ جزیرے پر نہیں لا سکیں گے ۔ جزیرے پر آنے کے لئے
انہیں لامحالہ آبدوز سے باہر آنا پڑے گا اور جیسے ہی وہ آبدوز سے باہر
آئیں گے جزیرے کے گرد موجود خونی مگرمچھ ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور

بوٹی بوٹی ایک کر دیں گے۔

یڈ ماسٹر ساڈکر اپنے بھائی ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کی باتیں سن کر
ن ہو گیا تھا ۔ وہ جانتا تھا کہ واقعی جزیرے کے گرد اس قدر
موجود ہیں جن سے بچ نکلنا ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے لئے کسی
رح ممکن نہ ہو گا ۔ اس کے علاوہ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے جزیرے پر
مانڈوز کا جو جال پھیلا رکھا ہے اگر وہ لوگ کسی بھی طرح
ے پر پہنچ بھی گئے تو وہاں ہر قدم پر ان کے لئے موت ہو گی ۔
ک اور خوفناک موت جس سے وہ کسی بھی صورت بچ نہ سکیں
یہ سوچ کر ریڈ ماسٹر ساڈکر مطمئن ہو گیا تھا ۔ انہیں پاکیشیا
ٹ سروس اور علی عمران کا انجام نظر آ رہا تھا ۔ انتہائی لرزہ خیز اور
ک انجام۔

"عمران صاحب۔ کمپیوٹر نے کاشن دینا شروع کر دیا ہے۔
الیسٹروگن جزیرے سے صرف پچاس کلو میٹر دور رہ گئے ہیں"۔ صا
نے ایک کمپیوٹر سکرین پر دیکھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہ
"جب ایک کلو میٹر کا فاصلہ رہ جائے تو آبدوز کو روک لینا"
عمران نے سنجیدگی سے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"کیپٹن حمزہ اور خاور تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔ جلدی کرو"
عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر کیپٹن حمزہ اور خا
اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمران انہیں لے کر ایک راہداری میں آیا اور
اس کے قدم ایک کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گئے جس پر سٹا
روم لکھا ہوا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر سٹور روم کا دروازہ کھو
دیا۔
"اندر جا کر غوطہ خوری کے لباس پہن لو اور ہیوی آکسیجن سلنڈ

باندھ لو"۔ عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا تو ان
نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ غوطہ
کے لباس پہن کر اور آکسیجن سلنڈر باندھ کر باہر آ گئے۔
ہیلمٹ ان کے ہاتھوں میں تھے۔
"سنو۔ ہم جیسے ہی آبدوز روکیں گے تم آبدوز سے نکل جانا۔ میں
وائرلیس کنٹرولڈ بم دیتا ہوں۔ تم دونوں نے یہ بم جزیرے
رد گرد سمندری چٹانوں میں لگانے ہیں۔ کوشش کرنا یہ بم
پتھریلی دراڑوں میں لگیں تاکہ ان کی تباہی سے جزیرے کا کوئی
سلامت نہ بچ سکے"۔ عمران نے جیب سے انہیں پلاسٹک بیگ
بند چار چار الیکٹرونک بم نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ یہ وہی بم تھے
ں نے سائنسی آلے کے ڈبے اور جنریٹر میں چھپائے تھے جو
ئیلی سائنس دان جزیرے پر لے جا رہے تھے۔ عمران نے ان
ں کو نکال کر پہلے ہی پلاسٹک بیگوں میں ڈال کر سیلڈ کر دیا تھا
پانی کا ان پر کوئی اثر نہ ہو سکے۔
ان دونوں نے پلاسٹک بیگ لے کر جیبوں میں ڈال لئے۔
ان نے سٹور روم سے احتیاط کے پیش نظر انہیں دوسرا اسلحہ بھی
م کر دیا تھا۔ اس اسلحے میں لمبی نال والی ایک گن بھی تھی جس
چھ انچ کی دو دو گولیاں ڈالی جا سکتی تھیں۔ ان گنوں میں دو
صوصیات تھیں۔ ایک تو یہ کہ ان گنوں کو پانی میں بھی آسانی سے
تعمال کیا جا سکتا تھا۔ دوسرے وہ گولی فولادی چٹان میں بھی گھس

جاتی تھی اور پھر ایک زور دار دھماکے سے پھٹ کر اس چٹان کو
ریزہ ریزہ کر سکتی تھی ۔ عمران نے انہیں استعمال کے لئے بے
گولیاں بھی ساتھ دے دیں تاکہ ضرورت کے وقت ان کے کام آ
سکیں ۔ انہیں بلاسٹنگ بلٹ کہا جاتا تھا ۔

" اب تم دونوں ایمرجنسی ڈور کے پاس جا کر کھڑے ہو جاؤ ۔ میں
کنٹرول روم سے جب ڈور کھولوں تو تم باہر چلے جانا " ۔ عمران نے
انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا ۔ کیپٹن حمزہ اور خاور نے اثبات میں
سر ہلا دیئے اور پھر وہ ایمرجنسی ڈور کی طرف بڑھتے چلے گئے جو آبدوز کی
ٹیل کی سائیڈ میں کھلتا تھا ۔ ان دونوں کو ایمرجنسی ڈور کی طرف بھیج
کر کے ان واپس کنٹرول روم میں آ گیا ۔

" عمران صاحب ایک کلومیٹر کا فاصلہ رہ گیا ہے ۔ کیا آبدوز روک
دوں " ۔ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" ہاں " ۔ عمران نے چونک کر کہا تو صفدر نے سر ہلا کر جلدی
جلدی کنٹرول پینل کے مختلف سوئچ اور بٹن آف کرنا شروع کر دیئے

" میری سمجھ میں ایک بات نہیں آ رہی " ۔ جولیا نے عمران کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" کون سی بات مس جولیا " ۔ تنویر نے جلدی سے کہا ۔

" یہی کہ ہم نے ریڈ کمانڈوز کی اتنی بڑی اور طاقتور آبدوز پر قبضہ
کر لیا ہے ۔ کیا اس کے بارے میں ان لوگوں کو کوئی خبر نہیں ہوئی
ہو گی ۔ اگر ہوئی ہے تو انہوں نے ہمارا راستہ روکنے کی کوشش

نہیں کی ۔ میں تو یہی سمجھ رہی تھی کہ سمندر میں ریڈ کمانڈوز
ساتھ ہمارا زبردست مقابلہ ہو گا ۔ وہ لانچوں، موٹر بوٹس اور
ں سے ہم پر چڑھ دوڑیں گے لیکن ہم تو ایسٹروگن جزیرے تک
سے پہنچ گئے ہیں ۔ کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے " ۔ جولیا نے

" نہیں ۔ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے " ۔ عمران نے کہا تو وہ
چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے ۔

" کیا مطلب ۔ کیوں حیرت کی بات نہیں ہے " ۔ جولیا نے اپنی
بات پر زور دیتے ہوئے کہا ۔

" میں نے اس آبدوز کے کمانڈر ریکل کے لباس میں ایک ڈکٹا
فون لگا دیا تھا ۔ بلیو لائٹ کے فائر کے بعد کمانڈر ریکل سے ریڈ ماسٹر
کی بات ہوئی تھی ۔ اس نے کمانڈر ریکل کو حکم دیا تھا کہ وہ
آبدوز کو ایسٹروگن جزیرے کی طرف لے جائے جہاں مگرمچھ موجود
ہیں ۔ اس نے ریکل سے کہا تھا کہ وہ مفلوج حالت میں ہم سب کو
مگرمچھوں کے سامنے پھینک دے تاکہ مگرمچھ ہماری تکا بوٹی کر کے
دعوت اڑا سکیں ۔ اگر ہم پر حقیقت میں بلیو لائٹ کا اثر ہو جاتا تو یہی
ہونا تھا ۔ اب ظاہر ہے انہیں تو یہ خبر نہیں تھی کہ ہم اداکاری کر
رہے ہیں اس لئے وہ ہمیں ایسٹروگن جزیرے کی طرف لا رہا تھا تو
انہیں کو اس آبدوز پر حملہ کرنے یا اس کے پیچھے آنے کی کیا ضرورت
تھی ۔ پھر میں نے ریڈ ڈائس آف ہونے کے بعد اس آبدوز کا مین

سسٹم خراب کر دیا تھا جس کی وجہ سے ہمارا ان لوگوں سے مکمل طور پر رابطہ منقطع ہو چکا ہے۔ اب وہ یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ آبدوز کسی حادثے کا شکار ہو چکی ہے"۔ عمران نے انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" لیکن ہم جس الیسٹروگن جزیرے کی طرف جا رہے ہیں وہاں ماسٹر ڈکاسٹو موجود ہے۔ کیا اس کے پاس ایسی مشینری اور راڈار نہیں ہوں گے جس سے اس کو پتہ چل سکے کہ سی ہاک اس جزیرے کی طرف آ رہی ہے"۔ جولیا نے کہا۔

" معلوم ہوتا ہے تو ہوتا رہے۔ ہم یہاں مشن مکمل کرنے آئے ہیں اور یہ مشن ہم ہر حال میں مکمل کریں گے۔ سرداور کو بھی یہاں سے نکال کر لے جائیں گے اور اس جزیرے اور جزیرے میں موجود زیرو لیبارٹری کو بھی تباہ کر دیں گے"۔ تنویر نے کہا۔

" تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہمیں یہاں تیزی اور پوری قوت سے حملہ کرنا ہو گا۔ میں نے اسی لئے صفدر سے کہا ہے کہ وہ آبدوز کو جزیرے سے ایک کلومیٹر پیچھے روک لے۔ ہم تیر کر جزیرے کی طرف جائیں گے اور ہمارے راستے میں جو آئے گا ہم اس کا خاتمہ کر دیں گے"۔ عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر تنویر کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ شاید پہلی بار عمران نے اس کے انداز میں کام کرنے کی حامی بھری تھی۔

" لیکن عمران صاحب۔ ہم تیر کر جزیرے کی طرف کیسے جا سکتے

ریڈ کمانڈوز اور ریڈ ماسٹرز سے تو ہمارا ٹکراؤ بعد میں ہو گا اس سمندر میں موجود مگر مچھوں نے ہم پر حملہ کر دیا تو"۔ صفدر

۔

میرا تو کوئی سکوپ بنتا نظر نہیں آتا چلو اسی بہانے شاید کسی کی دعوت ولیمہ ہی ہو جائے"۔ عمران نے پٹڑی سے اترتے کہا۔ پھر اس نے ایک مشین کی طرف آ کر چند بٹن پریس کر ۔ اسی لمحے سکرین روشن ہوئی اور اس پر ایک سبز رنگ کا دائرہ گیا۔ دائرے کے درمیانی حصے میں ایک آبدوز کا سکیچ بنا ہوا تھا س آبدوز کے ارد گرد سرخ رنگ کے لاتعداد سپاٹس حرکت نے نظر آ رہے تھے۔

لو۔ مگر مچھوں نے واقعی اپنی دعوت ولیمہ کا انتظام کرنا شروع کر ہے۔ ہماری آبدوز کے گرد بیسیوں مگر مچھ ہیں"۔ عمران نے کہا۔

" اوہ۔ کیا یہ ریڈ سپاٹس مگر مچھوں کو ظاہر کر رہے ہیں"۔ جولیا پریشانی کے عالم میں کہا۔

" ہاں"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ ان کی تعداد تو سینکڑوں ہے۔ کیا ہم ان سے بچ کر یرے پر جا سکیں گے"۔ نعمانی نے کہا۔

" صفدر۔ تمہارے دائیں طرف ایک آرڈنری کنٹرول پینل ہے۔ سے کھینچ کر باہر نکالو"۔ عمران نے کہا تو صفدر نے چونک کر دائیں رف دیکھا اور پھر اس نے ایک بٹن پریس کیا تو ایک چھوٹا سا

کنٹرول پینل نکل کر باہر آ گیا۔

"ہٹو ایک طرف"۔ عمران نے کہا تو صفدر کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران نے اس کی کرسی پر بیٹھ کر کنٹرول پینل کے مختلف بٹن دبانے اور ڈائل گھمانے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے آبدوز کے گرد سرخ رنگ کا ہالہ سا بن گیا اور سپارک کرنے لگا۔

"کیا کر رہے ہو"۔ جولیا نے پوچھا۔

"خاموش رہو"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور وہ ڈائلوں کو گھماتے ہوئے سائیڈ سکرین پر چند میٹروں کی سوئیوں کو ایک مخصوص جگہ ایڈجسٹ کرنے لگا۔ پھر اس نے چند بٹن پریس کئے اور پھر ایک ہینڈل کو پکڑ کر نیچے کر دیا۔ اسی لمحے سکرین پر ایک جھماکا سا ہوا اور آبدوز کے سکیچ کے گرد سرخ ہالے سے نیلے رنگ کی لہریں سی نکل کر ایک دائرے کی صورت میں پھیلتی چلی گئیں۔

اسی لمحے سب نے سکرین پر سرخ دھبوں جو کہ مگر مچھوں کو مارک کر رہے تھے تیزی سے پلٹتے دیکھا مگر نیلے دائرے تیزی سے چاروں طرف پھیل رہے تھے اور پھر جو سرخ دھبہ ان دائروں کی زد میں آتا ہلکی سی روشنی سی چمکتی اور وہ دھبہ غائب ہو جاتا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سکرین سے تمام سرخ دھبے غائب ہو گئے۔

یہ دیکھ کر عمران نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے ہینڈل کھینچ کر اوپر کر دیا۔ سکرین پر پھر جھماکا سا ہوا اور سمندر میں پھیلتی ہوئی نیلی روشنی کے دائرے تیزی سے سمٹتے چلے گئے۔ اب سکرین پر کوئی سرخ

نظر نہیں آ رہا تھا۔ عمران نے ایک اور بٹن دبایا تو آبدوز کے کنارے پر نقطہ سے چمکا اور سپارک کرنے لگا۔ عمران نے دو بٹن پریس کرتے ہوئے ایک ریڈ بٹن کو پریس کر دیا۔ اسی لمحے کی نوک سے جیسے دھویں کا غبار نکلنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے غبار نے آبدوز اور اس کے ارد گرد کے علاقے کو مکمل طور پر اپنی میں لے لیا۔

"یہ آخر تم کر کیا رہے ہو۔ یہ ریڈ سپائس کہاں غائب ہو گئے ہیں یہ دھویں کا غبار کیسا ہے"۔ جولیا نے کہا۔ عمران نے اسی ل پینل کی سائیڈ سے ایک مائیک نکالا اور اس کا بٹن آن کر

"کیپٹن حمزہ، خاور میں ایمرجنسی ڈور کھول رہا ہوں۔ تم دونوں باہر نکل جاؤ۔ تمہارا رخ ون ایٹ زیرو ڈگری پر ہونا چاہئے۔ اس ہ جاتے ہی تم سیدھے چلے جانا۔ میں نے تمہارے لئے راستہ ل کر دیا ہے"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے مائیک آف کر کے بٹن پریس کر دیا اور پھر اس نے کرسی ان کی طرف گھما لی۔

"ہاں۔ اب پوچھو تم کیا پوچھ رہی تھی"۔ عمران نے کہا۔

"تت۔ تم کیپٹن حمزہ اور خاور کو باہر بھیج رہے ہو۔ مگر وہ ھ"۔ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں نے ان دونوں کو ایک ضروری کام سے بھیجا ہے۔ رہی ہ مگر مچھوں کی تو اب پچاس کلومیٹر تک کوئی مگر مچھ زندہ نہیں ہے

میں نے باہر ہر طرف الیکٹرک ریز پھیلا دی تھیں جو پچاس کلو میٹر
رینج میں مار کرتی ہیں ۔ ان کی زد میں آنے والی ہر چیز فنا ہو جاتی ہے
یہ تو مگر مچھ تھے اگر یہاں شارک مچھلیاں بھی ہوتیں تو اس الیکٹرک
شاک سے نہ بچ سکتی تھیں ۔ ان الیکٹرک شاک کی طاقت کا اندازہ
اس سے لگالو کہ میں نے سمندر میں تقریباً ساٹھ ہزار وولٹ پاور
کر دی تھی جس کی وجہ سے تمام مگر مچھ ہلاک ہو چکے ہیں ۔ یہ
ایک خاص آبدوز ہے جس کا نظام پیچیدہ مگر انتہائی طاقتور ہے ۔ اس
آبدوز کے گرد میں نے بیوسگر ریز کا جال بھی پھیلا دیا ہے ۔ اب اگر
اس آبدوز پر ایٹم بم بھی مارا جائے تو اسے کسی طرح تباہ نہیں کیا جا
سکتا" ۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اور یہ غبار ۔ یہ کیسا غبار تھا" ۔ جولیا نے پوچھا۔

"اسے تم بلیک انک کہہ سکتی ہو ۔ میں نے ہر طرف پانی میں
سیاہی سی گھول دی ہے تاکہ ایسٹروگن جزیرے سے اگر ہمیں کوئی
دیکھنا بھی چاہے تو اس کی آنکھیں اندھی ہو جائیں ۔ اس سپیشل
انک میں کوئی ریز کام نہیں کرتی ۔ یوں سمجھ لو کہ میں نے ریڈ ماسٹر
اور ریڈ کمانڈوز کی آنکھوں سے اوجھل ہونے کے لئے یہ سب کچھ کیا
ہے" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن حمزہ اور خاور کو تو تم نے بھیج دیا ہے ۔ اب ہمیں کیا کرنا
ہے" ۔ جولیا نے کہا۔

"ایکشن ۔ فاسٹ اور بھرپور ایکشن" ۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا

عمران انہیں سمجھانے لگا کہ انہیں کیا کرنا ہے ۔ اس نے جولیا
ز کا نظام سمجھا کر اسے آبدوز میں ہی رہنے کے لئے کہا تھا جسے
نے تھوڑی سی پس و پیش کے بعد مان لیا تھا ۔ عمران نے اس
کہ وہ صفدر، تنویر، نعمانی، چوہان اور جوزف کے ہمراہ جزیرے
گا اور جولیا آبدوز کو پیچھے لے جائے گی ۔ جب انہیں اس کی
ہو گی تو وہ اسے واچ ٹرانسمیٹر پر کال کریں گے تب وہ آبدوز
ں لے آئے گی ۔ اس نے چونکہ آبدوز کے گرد بیوسگر ریز پھیلا
ں اس لئے اس آبدوز کو کوئی خطرہ نہیں تھا۔
عمران نے سٹور روم میں جا کر اپنے ساتھیوں کو اسلحہ فراہم کیا
اور خشکی دونوں میں کام کرتا تھا اور پھر اس نے بھی غوطہ
لباس پہن لیا ۔ تھوڑی دیر میں وہ آبدوز سے نکل کر ایسٹروگن
ی کی طرف تیرتے جا رہے تھے جو ان سے تقریباً سو میٹر کے
ر تھا ۔ لیکن وہ ابھی تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک پانی
ہلچل سی ہوئی ۔ دوسرے ہی لمحے ان سب کو یوں محسوس ہوا
سمندر میں زبردست طوفان آ گیا ہو ۔ سمندر میں یکلخت تیز اور
بڑی بڑی لہریں پیدا ہوئیں اور ان سب کو یوں محسوس ہوا
ہ ان لہروں کے ساتھ اوپر ہی اوپر اٹھتے جا رہے ہوں اور پھر
ے ہی لمحے وہ لاانتہائی اونچائی سے جیسے نیچے گرتے چلے گئے اور
یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں کے ہزاروں ٹکڑے ہو
ں ۔

کیپٹن حمزہ اور خاور نے عمران کی آواز سن کر اور ایمرجنسی دروازہ
کھلتے ہی کنٹوپ اپنے سروں پر چڑھائے اور پھر وہ تیزی سے آبدوز سے
نکل کر باہر تیرتے چلے گئے۔ باہر ہر طرف پانی کا رنگ سیاہ ہو رہا تھا
یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے سچ مچ پانی میں سیاہی گھول دی ہو۔
عمران نے انہیں جو کنٹوپ دیئے تھے ان پر باقاعدہ بڑی اور طاقتور
ٹارچیں لگی ہوئی تھیں۔ پانی کی سیاہی دیکھ کر انہوں نے ٹارچیں
روشن کر لی تھیں لیکن اس کے باوجود سیاہی میں انہیں کچھ نظر نہ آ رہا
تھا لیکن عمران نے چونکہ انہیں ایک سو اسی درجے پر تیرنے کے لئے
کہا تھا اس لئے وہ ہاتھ پیر مارتے ہوئے تیزی سے تیرتے جا رہے تھے۔
تقریباً آدھ گھنٹہ مسلسل تیرنے کے بعد وہ جزیرے کے نزدیک
پہنچ گئے۔ اس طرف سیاہی قدرے کم تھی اس لئے طاقتور ٹارچوں کی
روشنی میں انہیں سمندر میں ہر طرف پھیلی ہوئی بڑی بڑی چٹانیں نظر

تھیں۔
"ان چٹانوں کے ساتھ ساتھ گہرائی میں چلو۔ گہرائی میں جا کر
کوئی ایسا رخنہ تلاش کرنا ہے جس میں سفر کرتے ہوئے ہم
ے میں زیادہ سے زیادہ اندر جا سکیں"۔ خاور نے کنٹوپ میں
د مائیک سے کیپٹن حمزہ سے مخاطب ہو کر کہا تو کیپٹن حمزہ نے
ت میں سر ہلا دیا اور پھر وہ غوطہ لگا کر نیچے اترتے چلے گئے اور پھر
چٹانوں کے ساتھ ساتھ سفر کرنے لگے۔ وہاں انہیں ٹوٹی ہوئی
ں میں بڑے چھوٹے سوراخ اور دراڑیں دکھائی دے رہی تھیں
زیادہ طویل نہ تھیں اس لئے وہ انہیں چھوڑتے جا رہے تھے۔
اچانک انہیں پانی میں تیز لہریں سی اٹھتی ہوئی محسوس ہوئیں۔
"اوہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں

"شاید عمران صاحب اور ریڈ کمانڈوز نے سطح پر جنگ شروع کر
ہے۔ پانی میں کوئی بم گرا ہے جس کی وجہ سے یہ تیز لہریں پیدا
ہی ہیں۔ جلدی کرو۔ کسی دراڑ میں گھس جاؤ ورنہ یہ لہریں ہمیں
چٹانوں سے ٹکرا دیں گی اور یہاں کسی کو ہمارے ٹکڑے بھی
ملیں گے"۔ خاور نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے
تے ہوئے پانی میں آگے بڑھ کر ایک دراڑ میں گھستے چلے گئے۔ مگر
اچانک اس قدر تیز ہو گئیں کہ وہ کسی بھی طرح خود کو نہ
ال سکے اور پانی کے زبردست بہاؤ میں وہ بری طرح الٹتے پلٹتے

ہوئے اس دراڑ میں دور چلے گئے ۔ یہ دراڑ خاصی چوڑی اور با
سیدھی تھی ۔ پانی کی لہریں چونکہ تیزی سے آئی تھیں اس لئے وہ
سیدھے پانی میں بہتے چلے گئے اور سائیڈوں کی چٹانوں سے نہ ٹکرا
تھے ۔ مگر آگے جاتے ہی انہوں نے خود کو سنبھال لیا تھا اور پھر پانی
بڑھتی ہوئی لہروں کو دیکھ کر وہ تیزی سے دائیں بائیں چٹانوں سے
لگے اور چٹانوں سے جونک کی طرح چپک گئے ۔ چند لمحوں میں
پانی اعتدال پر آ گیا ۔

" خدا کی پناہ ۔ اگر ہم ان چٹانوں سے ٹکرا جاتے تو کیا ہوتا "
کیپٹن حمزہ کے منہ سے نکلا ۔

" وہی ہوتا جو خدا کو منظور ہوتا " ۔ خاور نے مسکراتے ہوئے
اور پھر وہ ٹارچ کی روشنی میں سامنے دیکھنے لگا ۔

" یہ دراڑ خاصی چوڑی ہے اور دور تک جا رہی ہے ۔ میرا خیال
ہمیں اس دراڑ میں ہی آگے بڑھنا چاہئے " ۔ خاور نے کہا تو کیپٹن
نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے تیرنے لگے ۔ ا
لمحے انہیں سامنے سے پانی میں ہلچل سی ہوتی محسوس ہوئی ۔

" اوہ ۔ سامنے کچھ ہے " ۔ کیپٹن حمزہ نے کہا ۔

" ہاں ۔ آؤ دیکھتے ہیں " ۔ خاور نے کہا ۔ لمبی بلاسٹنگ بلٹس
گنیں ان کے ہاتھوں میں تھیں اور وہ لوڈ تھیں ۔ وہ دونوں ابھی
ہی آگے گئے ہوں گے کہ انہیں سامنے سے دو دیوہیکل مگرمچھ ا
طرف آتے دکھائی دیئے ۔

مگرمچھ " ۔ کیپٹن حمزہ نے چیختے ہوئے کہا ۔ اس نے جلدی سے
سیدھی کی اور سامنے سے آتے ہوئے ایک مگرمچھ کا نشانہ لے کر
دبا دیا ۔ کیپٹن حمزہ کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور گن سے ایک
نکل کر برق رفتاری سے اس مگرمچھ کی طرف بڑھتی چلی گئی ۔
کا منہ کھلا ہوا تھا ۔ کیپٹن حمزہ کی چلائی ہوئی گولی اس مگرمچھ
کھلے ہوئے منہ سے اس کے پیٹ میں گھس گئی تھی ۔ اسی لمحے
نے دوسرے مگرمچھ کا نشانہ لگا کر اس پر فائر کر دیا ۔ اس کی چلائی
گولی برق رفتاری سے مگرمچھ کی ایک آنکھ میں جا گھسی تھی ۔
گولیاں بلاسٹ ہونے والی ہیں ۔ سائیڈ پر ہو جاؤ ۔ جلدی کرو " ۔
نے چیخ کر کہا تو کیپٹن حمزہ ایک بار پھر سائیڈ کی دیوار میں موجود
چٹان کی آڑ میں ہو گیا ۔ خاور نے بھی دوسری چٹان کی آڑ لے لی
اسی لمحے یکے بعد دیگرے پانی میں تیز روشنی سی چمکی اور پانی میں
ی ہوئی اور ان دونوں مگرمچھوں کے ٹکڑے ہو گئے ۔ بلاسٹنگ
نے ان دونوں مگرمچھوں کے پرخچے اڑا دیئے تھے ۔
آؤ " ۔ خاور نے کیپٹن حمزہ سے کہا تو وہ چٹان کی آڑ سے باہر آ گیا
مگرمچھوں کے جسم دھماکے سے پھٹے تھے ۔ وہاں پانی میں سرخی
ر گئی تھی ۔ وہ دونوں اس خون کی سرخی میں آگے بڑھتے چلے گئے
ب وہ کچھ اور آگے گئے تو انہیں اس طرف سے مزید دو مگرمچھ
ئی دیئے جو خون کی بو پا کر اس طرف آ رہے تھے ۔ کیپٹن حمزہ اور
نے ان دونوں مگرمچھوں کو بھی بلاسٹنگ بلٹس سے ہلاک کیا

اور جلدی جلدی اپنی گنوں کو دوبارہ لوڈ کرنے لگے۔

"اوہ۔ وہ دیکھو۔ اس طرف سے کئی مگر مچھ آ رہے ہیں"۔ خاور نے کہا۔

"ہاں۔ ان کی تعداد آٹھ ہے اور ہماری گنوں میں صرف دو دو گولیاں ہیں۔ اگر ہم نے چار مگر مچھوں کو مار بھی گرایا تو دوبارہ گنیں لوڈ کرنے سے پہلے مگر مچھ ہمیں آ دبوچیں گے اور ہمارا ان سے بچنا مشکل ہو جائے گا"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

"پھر کیا کریں"۔ خاور نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے چار مگر مچھوں کو نشانہ بناتے ہیں پھر نیچے کی طرف غوطہ لگا دیتے ہیں۔ میں نے سنا ہے مگر مچھ سطح سے زیادہ سے زیادہ سو میٹر نیچے جا سکتے ہیں اس سے زیادہ نیچے جانے کی ان میں سکت نہیں ہوتی۔ اگر ہم سو میٹر سے نیچے گہرائی میں چلے جائیں گے تو یہ ہمارے پیچھے نہیں آ سکیں گے"۔ کیپٹن حمزہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں گہرائی تو بے حد زیادہ ہے لیکن زیادہ نیچے جانے سے ہم پر پانی کا دباؤ بڑھ جائے گا جو ہمارے لئے خطرناک ہو سکتا ہے"۔ خاور نے کہا۔

"خطروں سے کھیلنے کے لئے تو ہم یہاں آئے ہیں۔ پھر ڈر کیسا"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم دائیں طرف موجود دو مگر مچھوں کو نشانہ بناؤ میں بائیں طرف سے آنے والے مگر مچھوں پر فائر کرتا ہوں۔ جا

ہی ہم نیچے چلے جائیں گے"۔ خاور نے کہا اور پھر انہوں نے یکے بعد دیگرے دو دو مگر مچھوں کو بلاسٹنگ بلٹس کا نشانہ بنایا اور پھر انداز میں نیچے کی طرف تیرتے چلے گئے۔ نیچے واقعی گہرائی زیادہ تھی۔ انہوں نے نیچے جاتے جاتے ایک بار پھر گنیں لوڈ کر لی تھیں۔ چار مگر مچھ ہلاک ہوتے ہی دوسرے چار مگر مچھوں نے بھی ان کے پیچھے غوطے لگا دیئے تھے مگر انہوں نے نیچے جاتے ہوئے اچانک مڑ کر ان مگر مچھوں کے بھی بلاسٹنگ بلٹس سے پرخچے اڑا دیئے۔ وہ گہرائی میں آ چکے تھے اور اس گہرائی میں انہیں اپنے جسموں پر پانی کا دباؤ پڑتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔

"بس۔ اس سے زیادہ ہم گہرائی میں گئے تو آسانی سے اوپر نہیں آ سکیں گے"۔ خاور نے کہا تو کیپٹن حمزہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر دائیں طرف مڑ جاتے ہیں۔ آگے راستہ بند ہے۔ اس طرف ایک اور دراڑ ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے دائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ خاور نے چونک کر دیکھا وہاں ایک تنگ سا سوراخ تھا لیکن بہرحال سوراخ اتنا چوڑا ضرور تھا کہ وہ آگے پیچھے اس میں تیر سکتے تھے۔ وہ سوراخ میں آ گئے اور پھر آگے بڑھنے لگے۔ یہ سوراخ تنگ تھا جس میں کم از کم کوئی مگر مچھ داخل نہ ہو سکتا تھا۔

یہ دراڑ آگے جا کر ختم ہو رہی تھی مگر اس کے اوپر انہیں ایک اور سوراخ نظر آ گیا تو وہ اس میں داخل ہو گئے۔ جزیرے کے نیچے ایسی ہی ترچھی اور ٹیڑھی میڑھی دراڑوں اور سرنگوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔

ان میں کچھ دراڑیں اور سرنگیں بے حد چوڑی تھیں اور کچھ اس قدر
تنگ تھیں کہ انہیں آگے جانے میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا
تھا۔ وہ اسی طرح ان سرنگوں سے گزرتے ہوئے ایک بڑی سی سرنگ
میں آ گئے۔ اس طرف سرنگ خاصی لمبی چوڑی تھی۔ وہ اس سرنگ
میں آئے تو انہوں نے محسوس کیا کہ یہ سرنگ انسانی ہاتھوں کی بنی
ہوئی تھی کیونکہ اس کی دیواریں تراشیدہ اور سپاٹ تھیں اور یہاں
پانی کا بہاؤ بھی نہیں تھا۔

"کیپٹن حمزہ"۔ خاور نے کیپٹن حمزہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

"ہم شاید جزیرے کے اس حصے میں آ گئے ہیں جہاں زیرو لیبارٹری
ہے"۔ خاور نے کہا۔

"ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے۔ اس سرنگ سے لگ رہا ہے۔ جیسے
آبدوز اسی راستے سے آتی جاتی ہیں اور ایسے راستے عموماً زمین دوز
آبدوزوں کے لئے ہی بنائے جاتے ہیں"۔ کیپٹن حمزہ نے اثبات میں
سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر۔ یہیں بم لگا دیں یا اور آگے چلیں"۔ خاور نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں مزید آگے جانا چاہئے۔ آگے یقیناً وہ تالاب
ہو گا جہاں سے آبدوز اس لیبارٹری کے کسی تالاب میں نکلتی ہو گی۔
اگر ہم بم وہاں لگائیں گے تو لیبارٹری کی تباہی کے چانس زیادہ ہو جائیں
گے"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

ہم مسلسل چار گھنٹوں سے ان سرنگوں اور دراڑوں میں سفر
تے ہوئے آئے ہیں۔ ہمارے سلنڈروں میں زیادہ سے زیادہ دو
ں کی آکسیجن باقی ہے۔ واپسی میں ہمارے لئے مشکل ہو سکتی
اس لئے میرا خیال ہے کہ بم ہم یہیں لگا دیتے ہیں۔ واپسی پر اگر
م آکسیجن استعمال کریں تو ہم واپس سمندر میں جا سکتے ہیں"۔
نے کہا۔

"نہیں خاور صاحب۔ ہم کم سے کم آکسیجن بھی استعمال کریں
و بھی ہم واپس سمندر میں نہیں پہنچ سکیں گے۔ جن راستوں سے
یہاں تک آئے ہیں انہی راستوں سے واپس دو گھنٹوں تک سمندر
جانا ہمارے لئے مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہو گا"۔ کیپٹن حمزہ
کہا۔

"تو پھر کیا کہتے ہو۔ کیا کرنا چاہئے"۔ خاور نے کہا۔

"اس سے تو بہتر ہے کہ ہم آگے ہی بڑھتے رہیں۔ ایک تو ہم بموں
لیبارٹری کے قریب لگا دیں گے دوسرا اگر ہمیں وہ تالاب مل گیا
ہاں آبدوز کو نکالا جاتا ہے تو ہم اس تالاب سے باہر نکلیں گے۔ پھر
ہو گا دیکھا جائے گا"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو"۔ خاور نے کہا اور پھر وہ سرنگ میں تیرتے
وئے ایک بار پھر آگے بڑھنے لگے۔ مزید ایک گھنٹہ تیرنے کے بعد
نہیں اوپر سطح پر تیز روشنی سی دکھائی دی۔

"یہ ہے وہ تالاب جہاں سے آبدوز کو لیبارٹری میں کہیں باہر نکالا

جاتا ہے ۔ میرا خیال ہے ہمیں یہیں کہیں بم فکس کر دینے چاہئیں
خاور نے کہا تو کیپٹن حمزہ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں
سائیڈوں کی دیواروں کی طرف بڑھ گئے اور انہوں نے چٹانوں میں
موجود چھوٹے چھوٹے سوراخ دیکھ کر ان میں عمران کے دیئے ہوئے
پلاسٹک کے بیگ ڈالنا شروع کر دیئے ۔ ابھی انہوں نے دو دو بم ہی
چھپائے ہوں گے کہ اسی لمحے ان کی نظر اوپر پانی کے ہالے پر پڑی اور
انہوں نے اوپر سے بے شمار سیاہ دھبوں کو نیچے آتے دیکھا۔

" اوہ ۔ شاید ان لوگوں کو ہمارے بارے میں علم ہو گیا ہے ۔
غوطہ خور آرہے ہیں "۔ خاور نے کہا۔

" آنے دیں ۔ یہ بچ کر نہیں جائیں گے "۔ کیپٹن حمزہ نے جلدی
سے ایک اور پیکٹ ایک درز میں ڈالتے ہوئے کہا ۔ اسی لمحے انہیں
پانی میں دھبے سے نیچے آتے ہوئے محسوس ہوئے اور ان کے ارد گرد
چٹانوں پر جیسے کنکریاں سی پڑنے لگیں۔

" کیپٹن حمزہ یہ واٹر پروف گنوں سے فائرنگ کر رہے ہیں "۔ خاور
نے چیختے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے جلدی سے اپنی گنیں سنبھال
لیں۔

ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو ایک لحیم شحیم اور خاصا طاقتور شخص تھا ۔ اس کا
ہ بھاری اور سپاٹ تھا جس پر ہر وقت پتھریلی سنجیدگی سی چھائی
ق تھی اور اس کی آنکھیں اس قدر سرخ تھیں جیسے ان میں خون ہی
ن بھرا ہوا ہو ۔ اس وقت ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو الیسٹرو گن جزیرے کے
مال کی طرف موجود ایک ذیلی ہیڈ کوارٹر میں موجود تھا ۔ جزیرے پر
رخ وردیوں میں ملبوس ہر طرف مسلح ریڈ کمانڈوز پھیلے ہوئے تھے
ن کمانڈوز کی ڈیوٹی بیرونی جزیرے پر تھی جہاں انہوں نے ایک
ھاؤنی بنا رکھی تھی ۔ اس چھاؤنی میں ہر طرح کا جنگی سامان، بکتر بند
اڑیاں، ہیلی کاپٹرز اور ضرورت کا تمام سامان موجود رہتا تھا تاکہ اس
زیرے پر اگر سمندر یا فضا سے حملہ ہونے کا خطرہ ہو تو اسے روکا جا
کے ۔

چھاؤنی کے گرد باڑ لگا دی گئی تھی اور اس باڑ میں ہر وقت برقی رو

دوڑتی رہتی تھی تاکہ کوئی غیر متعلق شخص کسی بھی صورت میں
چھاؤنی میں داخل نہ ہوسکے یہاں تک کہ اس چھاؤنی کی حفاظت کی
خاطر ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے چار سو میٹر تک زمین میں بارودی سرنگیں
بچھا دی تھیں ۔ ان بارودی سرنگوں سے بچنے اور ریڈ کمانڈوز کے
جزیرے پر آنے جانے کے لئے مخصوص وے بنائے گئے تھے جن پر
چل کر وہ چھاؤنی میں آتے جاتے تھے۔

چھاؤنی میں ان کمانڈوز کے لئے باقاعدہ لکڑی کی کیبن نما بیرکیں
بنی ہوئی تھیں جو دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں جبکہ اس چھاؤنی کے
درمیان ایک بڑی سی عمارت بنائی گئی تھی جو بے حد پختہ کنکریٹ
کی بنی ہوئی تھی ۔ یہ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کا ہیڈ کوارٹر تھا اور اسی عمارت
سے ہی زیرو لیبارٹری میں راستہ جاتا تھا جو اس چھاؤنی کے عین نیچے
بنی ہوئی تھی۔

اس خفیہ راستے کے بارے میں سوائے ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کے اور
کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس خفیہ راستے سے وہ خود اس لیبارٹری میں آ
جاتا تھا اور اس راستے کو سمندر کی طرف سے سپیشل گیٹ سے ہر
وقت بند رکھا جاتا تھا ۔ اس سرنگ میں صرف وہ آبدوزیں ہی آ جا
سکتی تھیں جن کی ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے اجازت دے رکھی تھی ۔ وہ
جب تک پوری تسلی کے ساتھ ان آبدوزوں کی چیکنگ نہ کر لیتا
سپیشل وے نہیں کھولا جاتا تھا۔

سپیشل وے کھولنے اور ان آبدوزوں کی باقاعدہ اندرونی اور

چیکنگ کے لئے اس نے عمارت کے ایک بڑے ہال نما کمرے
میں کنٹرول روم بنا رکھا تھا جہاں بے شمار مشینیں کام کرتی
تھیں اور ان تمام مشینوں کا ماسٹر کنٹرول ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کے آفس
کے ایک خفیہ کمرے میں تھا۔

اس وقت ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو اپنے اسی کنٹرول روم میں موجود تھا اور
ایک بڑی سی مشین کے سامنے بیٹھا تھا جس پر چھ مختلف اور بڑی
بڑی سکرینیں لگی ہوئی تھیں ۔ سکرینیں آن تھیں اور ان میں مختلف
مناظر نظر آ رہے تھے ۔ ان سکرینوں پر ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو آسانی سے
جزیرے، سمندر اور لیبارٹری کے ہر حصے پر آسانی سے نظر رکھ سکتا تھا
اور وہ زیادہ تر اسی کنٹرول روم میں رہتا تھا ۔ اس کے ساتھ
کنٹرول روم میں دو اور افراد تھے جو اس کی غیر موجودگی میں اس
کنٹرول روم کا چارج سنبھالتے تھے ۔

اس وقت ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کی نظریں ایک سکرین پر جمی ہوئی
تھیں جس پر سمندر کا اندرونی منظر نظر آ رہا تھا اور سمندر میں ہر طرف
بڑے بڑے مگرمچھ تیرتے دکھائی دے رہے تھے ۔ ان مگرمچھوں کی
تعداد بے حد زیادہ تھی ۔ سمندر کے ایک حصے میں ایک آبدوز نظر آ
رہی تھی جو آہستہ آہستہ تیرتی ہوئی اس طرف بڑھ رہی تھی۔

ہونہہ ۔ ایک تو میں ساڈکر کی احمقانہ حرکتوں سے تنگ آ گیا ہو
وہ لوگ سی ہاک میں بلیو لائٹ کا شکار نہیں ہوئے تھے تو اسے
چاہئے تھا کہ وہ کمانڈر ریکل کو ہدایات دے دیتا اور وہ ان سب کو

ریڈ فائر سے ہلاک کر دیتا۔ سی ہاک میں ایسا نظام موجود تھا جس
ایسے خطرناک دشمنوں کا آسانی سے خاتمہ کیا جا سکتا تھا۔ اب وہ لوگ
سی ہاک میں موجود ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ چند دشمنوں کی وجہ
اس قدر اہم اور خاص آبدوز کو تباہ کر دوں۔ مجھے ان سب کے
آنے کا انتظار کرنا ہو گا"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا
اسی لمحے اس نے آبدوز کو سمندر میں رکتے دیکھا۔ یہ فاصلہ تقریباً ا
کلومیٹر کا تھا اور اسی لمحے اس نے آبدوز کے گرد سرخ رنگ کا ہالہ
بنتے دیکھا۔

"ریڈ بلاک۔ اوہ۔ انہوں نے سی ہاک کے گرد ریڈ بلاک قائم
دیا ہے تاکہ سی ہاک پر کسی میزائل یا بم سے حملہ کر کے اسے تباہ
کیا جا سکے"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس نے ہاتھ
کر مشین کے چند بٹن پریس کئے اور ایک ڈائل گھمانے لگا۔ اس
سی ہاک سکرین پر کلوز ہونے لگی۔ سی ہاک کے ارد گرد بے شمار
مگرمچھ پہنچ گئے تھے اور انہوں نے چاروں طرف سے سی ہاک کو گھیر
تھا۔

"ہونہہ۔ ان مگرمچھوں کی موجودگی میں ان کا سی ہاک سے باہر
ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے زہریلے انداز میں
مسکراتے ہوئے کہا مگر اسی لمحے اس نے سی ہاک کے گرد نیلی لہریں
سی پھیلتی دیکھیں۔ ان نیلی لہروں کو دیکھ کر ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو
اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے اس کی کرسی میں یکلخت ہزاروں
ولٹ کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ یہ بلیو الیکٹرک شاک۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ لوگ بلیو
الیکٹرک شاکس پیدا کر رہے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ روکو۔ روکو ورنہ اس
الیکٹرک شاکس سے تمام مگرمچھ ہلاک ہو جائیں گے"۔ ریڈ ماسٹر
ڈکاسٹو نے اچھل کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور اسے اس طرح
چیختے دیکھ کر دوسری مشینوں پر بیٹھے ہوئے آپریٹر چونک کر حیرت
سے ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کی جانب دیکھنے لگے۔

اسی لمحے سکرین پر نیلی لہریں چمک کر دائرے کی صورت میں
پھیلتی چلی گئیں اور ان لہروں میں جو بھی مگرمچھ آتا اسے زوردار جھٹکا
سا لگا اور وہ ساکت ہو کر پانی میں اٹھتا چلا جاتا۔ دیکھتے ہی دیکھتے
الیکٹرک شاکس کی لہروں نے چاروں طرف پھیل کر ان تمام
مگرمچھوں کو ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں ہلاک کر دیا اور ان کے
بھاری بھرکم جسم بے حس و حرکت ہو کر سمندر کی سطح کی طرف اٹھتے
جا رہے تھے۔

"نن۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ سی ہاک کے
تمام فنکشنز سے آگاہ ہیں۔ انہوں نے سی ہاک کا مین الیکٹرک شاک
سسٹم آن کر کے تمام مگرمچھوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ
لوگ واقعی میری توقع سے زیادہ خطرناک ہیں"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے
غراتے ہوئے کہا۔ اس کی فراخ پیشانی پر لاتعداد شکنیں پھیل گئی
تھیں اور اس کا چہرہ یوں بگڑ گیا تھا جیسے تکلیف اور ذہنی اذیت سے

مسخ ہو گیا ہو۔ پھر جب اس نے سی ہاک سے بلیک انک کی دھار نکل
کر پانی میں ملتے دیکھی تو اس کا چہرہ اور زیادہ مسخ ہو گیا۔

"یہ لوگ بہت چالاک ہیں۔ بہت چالاک۔ وہ پانی میں بلیک
ڈام پھیلا رہے ہیں تاکہ اس کی اوٹ میں وہ آبدوز سے نکل کر باہر آ
جائیں اور جزیرے تک پہنچ جائیں۔ نہیں۔ میں ایسا نہیں ہونے
دوں گا۔ کبھی نہیں ہونے دوں گا"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے غراتے
ہوئے کہا۔ اس نے جلدی جلدی مشین کے مختلف ڈائل گھمانے
شروع کر دیئے مگر سمندر میں تیزی سے سیاہی پھیلتی جا رہی تھی اور
اب سکرین بالکل تاریک ہو گئی تھی۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو مسلسل
ڈائلز گھما رہا تھا۔ اس نے بے شمار بٹن بھی پریس کر دیئے مگر سکرین
سے سیاہی ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"مالکم"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے ریوالونگ چیئر دوسرے آپریٹروں
کی طرف گھماتے ہوئے کہا۔

"یس۔ یس ماسٹر"۔ ایک آپریٹر نے سہم کر جلدی سے کرسی سے
اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"زیرو زیرو گن کو آن کر دو۔ جلدی کرو"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے
گرجتے ہوئے کہا۔

"زیرو زیرو گن۔ مم۔ مگر ماسٹر"۔ مالکم نے بوکھلائے ہوئے لہجے
میں کہا۔

"یو شٹ اپ۔ نانسنس۔ کیا اگر مگر کر رہے ہو۔ جو کہہ رہا ہوں
رو۔ ہری اپ"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے اس قدر خوفناک انداز میں
ڈکر کہا کہ مالکم کے ساتھ وہاں موجود دوسرا شخص بھی لرز اٹھا۔

"یس۔ یس ماسٹر"۔ مالکم نے خوف سے لرزتے ہوئے کہا اور پھر
تیزی سے بھاگتا ہوا کنٹرول روم سے باہر نکل گیا اور ریڈ ماسٹر
سٹو جلدی سے اس مشین کو کنٹرول کرنے لگا۔ سکرین پر ایک
ید رنگ کی گن کا خاکہ سا بن گیا تھا جس کا دہانہ کسی میزائل لانچر
دہانے جتنا چوڑا تھا۔ وہ گن سکرین کے درمیانی حصے میں
مسلسل گھوم رہی تھی۔ سکرین پر اس سفید خاکے کے سوا کچھ نظر
یں آ رہا تھا۔

"ہونہہ۔ یہ مالکم اتنی دیر کیوں لگا رہا ہے۔ اس نے گن کو آن
وں نہیں کیا اب تک"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ ماسٹر۔ زیرو زیرو گن ساحل کے قریب ون ناٹ تھری
اتنٹ پر ہے۔ مالکم کو وہاں پہنچنے میں کچھ دیر لگ سکتی ہے اور پھر
ں گن کو بھی آن کرنے میں دس سے پندرہ منٹ لگیں گے"۔
وسرے مشین آپریٹر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اتنا وقت۔ ہونہہ۔ اتنی دیر میں تو وہ لوگ سی ہاک سے نکل کر
یرے پر آ جائیں گے۔ میں انہیں کسی صورت بھی جزیرے پر نہیں
نے دوں گا۔ میں انہیں سمندر میں ہی ہلاک کرنا چاہتا ہوں"۔ ریڈ
اسٹر ڈکاسٹو نے چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اچانک مشین میں ہلکی سی
ھرر گھرر کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر نظر آنے

والی زیرو زیرو گن کے خاکے میں جیسے سرخ رنگ سا بھرتا چلا گیا او
اس کے چند لمحوں بعد اس خاکے نے اصلی گن کی شکل میں ظاہر ہو
شروع کر دیا۔
" گڈ شو۔ گڈ شو۔ مالکم نے گن آن کر دی ہے۔ اسے لوڈ کرو مالکم
جلدی کرو"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا جیسے مالکم
اس کی آواز سن رہا ہو۔ چند لمحوں کے انتظار کے بعد گن کی نال میں
سبز رنگ سپارک کرنے لگا جس کی شکل میزائل جیسی تھی۔
" گن لوڈ ہو گئی ہے۔ ویری گڈ۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ
پاکیشیائی ایجنٹ کیسے بچتے ہیں"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے غراتے ہوئے
کہا اور اس نے چند بٹن پریس کر کے ایک ہینڈل کو زور سے کھینچا تو
گن سے سبز رنگ کا میزائل نکل کر سمندر کے سیاہ حصے کی بڑھتا نظر
آیا اور پھر میزائل جیسے ہی سیاہی میں گم ہوا ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے
سکرین کے نیچے لگا ہوا ایک اور بٹن پریس کر دیا۔
اسی لمحے سکرین پر اوپر سے ساحل کا منظر ابھر آیا۔ سکرین پر
ساحل کا کنارہ اور دور تک سمندری پانی نظر آ رہا تھا جس کا کچھ حصہ
سیاہ تھا۔ اسی لمحے سکرین پر ایک لمبا سا میزائل نمودار ہوا اور ساحل
سے کچھ فاصلے پر سیدھا سمندر میں گرتا چلا گیا اور پھر اچانک سمندر کا
پانی اچھل پڑا۔ پانی کی بڑی بڑی لہریں بلند ہوئیں اور اچھل اچھل کر
جزیرے کے کناروں پر آ کر گرنے لگیں۔ سمندر کا پانی اس بری طرح
سے بلند ہو رہا تھا جیسے اس میں خوفناک اور انتہائی طاقتور بم پھٹ

ہوں۔ کچھ دیر تک پانی اسی طرح اچھل اچھل کر جزیرے پر گرتا
آہستہ آہستہ نارمل ہوتا چلا گیا۔
ہونہہ۔ اگر وہ لوگ پانی میں ہوئے تو ان کاٹم بموں کی طاقت
ن کے جسموں کے پرخچے اڑ گئے ہوں گے۔ کاٹم بموں سے ان
لسی ایک کا بھی بچنا ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن"۔ ریڈ ماسٹر
ے نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔ اس نے سکرین کے قریب بٹن
ہ تو سکرین پر ایک بار پھر سمندر کا اندرونی منظر دکھائی دینے لگا
ب دھماکوں اور پانی کے اچھلنے کی وجہ سے پانی میں موجود
ختم ہو گئی تھی۔ اب منظر بالکل صاف تھا۔ اب اس میں سی
آبدوز بھی نظر آ رہی تھی جو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہی تھی۔
اوہ۔ یہ کیا۔ سی ہاک پیچھے کیوں جا رہی ہے۔ کیا وہ لوگ واپس
ہے ہیں۔ مگر یہ کیسے ممکن ہے"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے آبدوز کو
جاتے دیکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
ہونہہ۔ لگتا ہے وہ کاٹم بموں کے خوف سے واپس جا رہے ہیں
ں انہیں کسی بھی صورت واپس نہیں جانے دوں گا۔ ان سب
ں ہلاک کر دوں گا۔ بلومر"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے خود کلامی کرتے
ہ دوسرے آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔
یس ماسٹر"۔ بلومر نے جلدی سے کہا۔
ڈی ایس سی مشین کو آن کرو اور سمندر میں ڈی ون ون ریز
دو۔ ان ریز کی وجہ سے سی ہاک واپس نہیں جا سکے گی اور ریز کے

جال میں پھنس جائے گی۔ ڈی ون ون کے ساتھ الٹرا ایکس بی
بھی آن کر دینا تاکہ یہ لوگ آبدوز سے جزیرے پر میزائل فائر نہ
سکیں اور پھر اس کے بعد سی ہاک کو کلوز اپ میں لے کر اس پر
ایس ایس ہاٹ ریز پھینک دینا۔ آر ایس ایس ریز سے آبدوز کا اندرونی
اور بیرونی سسٹم اس قدر گرم ہو جائے گا کہ وہ کسی بھی طرح زیادہ
دیر اندر نہ رہ سکیں گے۔ انہیں ہر حال میں سی ہاک سے باہر نکلنا
پڑے گا۔ جیسے ہی وہ باہر آئیں گے میں ان پر زیرو زیرو گن سے ایٹم
بم برسا دوں گا جس سے ان کے پرخچے اڑ جائیں گے"۔ ریڈ ماسٹر
ڈکاسٹو نے بلومر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر"۔ بلومر نے کہا اور اٹھ کر دیوار کے پاس پڑی ہوئی
ایک مشین کی جانب بڑھ گیا جو بند تھی۔ اس پر بڑا سا غلاف چڑھا
ہوا تھا۔ بلومر نے مشین سے غلاف ہٹایا اور پھر مشین کے قریب
کرسی پر بیٹھ کر مشین کو آن کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اسی لمحے ریڈ
ماسٹر ڈکاسٹو کی نظر دائیں طرف ایک سکرین پر پڑی تو وہ یکلخت اچھل
پڑا کیونکہ سکرین پر ایک ٹنل کا منظر تھا جس میں دو سائے
حرکت کرتے نظر آ رہے تھے۔

"یہ۔ یہ ٹنل میں کون ہیں"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے ہکلاتے ہوئے
کہا۔ اس نے سکرین کے قریب بٹن دبائے تو سکرین پر منظر واضح ہو
گیا۔ وہاں غوطہ خوری کے مخصوص لباسوں میں اسے دو افراد دکھائی
دیئے جن کے ہاتھوں میں پلاسٹک کے چھوٹے چھوٹے بیگ تھے اور

بیگوں کو ٹنل کی دیواروں میں موجود سوراخوں اور رخنوں میں
رہے تھے۔

"اوہ۔ یہ لوگ سپیشل ٹنل میں کیسے پہنچ گئے اور یہ یہاں کیا کر
رہے ہیں"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس
نے جلدی سے مشین کے ساتھ لگا ہوا ایک مائیک کھینچ لیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ماسٹر ون کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر
ڈکاسٹو نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر۔ آرچرڈ اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے
سناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"آرچرڈ۔ سپیشل ٹنل میں تالاب کے نیچے دو غوطہ خور موجود ہیں
اور وہ ٹنل میں بلاسٹنگ مواد لگا رہے ہیں۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو
نے کہا۔

"ٹنل میں غوطہ خور۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ماسٹر۔ سپیشل
ٹنل تو بند ہے پھر ٹنل میں کوئی کیسے آ سکتا ہے۔ کون ہیں وہ۔
اوور"۔ آرچرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ جو کوئی بھی ہیں تم فوراً ٹنل میں غوطہ خور بھیجو۔ ان دونوں
کو وہاں سے زندہ یا مردہ نکالو۔ ہری اپ۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو
نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس ماسٹر۔ اوور"۔ آرچرڈ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا
اور ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر

چند ہی لمحوں بعد اس نے شٹل میں دس غوطہ خوروں کو جدید واٹر
پروف گنوں سے مسلح اترتے دیکھا۔ انہوں نے تالاب میں چھلانگیں
لگاتے ہی ان دو غوطہ خوروں پر مسلسل فائرنگ شروع کر دی تھی
جس سے بے شمار گولیاں پانی میں دھوئیں کی لکیریں بناتی ہوئی ان
کی طرف بڑھ رہی تھیں مگر اس سے پہلے کہ غوطہ خور ان دونوں تک
پہنچتے ان دونوں نے بھی اپنی گنیں سنبھال لیں اور پھر ان گنوں سے
گولیاں نکلیں اور دو آنے والے غوطہ خوروں کو چاٹ گئیں۔ اسی لمحے
پانی میں زبردست ہلچل ہوئی جیسے دھماکے ہوئے ہوں اور پھر ریڈ
ماسٹر ڈکاسٹو نے دھماکوں سے ان غوطہ خوروں کے جسم پھٹتے دیکھے
جنہیں گولیاں لگی تھیں۔

"اوہ۔ بلاسٹنگ بلٹس۔ وہ بلاسٹنگ بلٹس استعمال کر رہے
ہیں"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے حیرت اور غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس
کے ساتھی ان دو غوطہ خوروں پر مسلسل فائرنگ کر رہے تھے مگر وہ
دونوں پانی میں تیزی سے ادھر ادھر تیرتے ہوئے گولیوں سے بچ رہے
تھے اور وہ اپنی گنوں میں بلاسٹنگ بلٹس لوڈ کر کے ان کے ساتھیوں
کو نشانہ بنا رہے تھے۔ پانی کا وہ حصہ ان کے خون سے سرخ ہوتا جا
رہا تھا۔ یہ دیکھ کر ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کا رنگ بدلتا جا رہا تھا۔ یہاں تک
کہ اس سرخی میں وہ دونوں غوطہ خور پوری طرح سے چھپ گئے۔

"یہ لوگ اس طرح قابو میں نہیں آئیں گے۔ ان کے لئے کچھ اور
ہی کرنا پڑے گا"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے

شین کا ایک خانہ کھول کر اس سے ایک چھوٹا سا کنٹرول پینل نکالا
ور پھر اس نے اس کے بٹن دبا کر ایک ہینڈل گھما کر نیچے کر دیا۔
ی لمحے شٹل کی سائیڈوں سے بے شمار دیواریں ہٹتی چلی گئیں۔ جیسے
ی دیواریں ہٹیں ان میں سے کئی بڑے بڑے مگرمچھ نکل آئے اور پھر
ہ تیزی سے پانی میں تیرتے چلے گئے۔ وہاں چونکہ خون اور انسانی
وشت کے ٹکڑے پھیلے ہوئے تھے اس لئے ان مگرمچھوں نے اس
رف یلغار کر دی تھی۔

"ہونہہ۔ میں دیکھتا ہوں کہ اتنی بڑی تعداد میں ان مگرمچھوں کو
یہ دونوں کیسے بلاسٹنگ بلٹس کا شکار بناتے ہیں۔ میں نے اسی دن
کے لئے اس شٹل کے دوسرے حصوں میں مگرمچھ پال رکھے تھے۔ ان
مگرمچھوں سے یہ لوگ کسی بھی صورت میں نہیں بچ سکیں گے"۔ ریڈ
ماسٹر ڈکاسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے شٹل میں وہ دو غوطہ
خور نظر آئے جنہوں نے اس کے دس ساتھیوں کو ہلاک کیا تھا۔ وہ
تیزی سے اوپر کی طرف تیر رہے تھے مگر ان کے پیچھے کئی مگرمچھ تھے۔
یہ دیکھ کر ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کی آنکھوں میں سفاکانہ چمک سی آگئی۔ وہ
جانتا تھا کہ مگرمچھ ایک لمحے میں انہیں دبوچ لیں گے اور پھر وہاں ان
کے ٹکڑے بھی نہیں ملیں گے۔

عمران کو ایک زوردار جھٹکا لگا جس نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا
اس کے ذہن میں یکلخت روشنی سی ہوئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں
اس کے لاشعور میں یہی تھا کہ پانی میں زبردست لہریں سی اٹھی تھیں
اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم فضا میں بلند ہو گیا تھا اور پھر ان
سمندری لہروں نے اسے جزیرے پر دور کہیں پنچ دیا تھا جس کے ساتھ
ہی اس کا ذہن تاریک ہو گیا تھا۔

آنکھیں کھلنے کے باوجود اسے اپنے جسم میں شدید ٹیسیں سی اٹھتی
ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں مگر اس
نے خود کو سنبھال لیا اور پھر اس نے اپنے ذہن کو کنٹرول کر کے اپنے
ذہن میں موجود روشنی کے نقطے پر مرکوز کر لیا اور پھر یہ نقطہ تیزی سے
پھیلتا چلا گیا۔ اسے اپنے نیچے بھربھری زمین کا احساس ہوا۔ اس نے
بے اختیار اٹھنا چاہا مگر درد کی تیز لہر نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا اور وہ

کر گر پڑا۔

مگر پھر اس نے جسم کو زوردار جھٹکا دیا اور دوبارہ اٹھ کر بیٹھ گیا
یرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ وہ سمندر سے کافی فاصلے پر نرم اور
ا زمین پر پڑا تھا جہاں اس کے ارد گرد درختوں کی بہتات تھی۔ اس
ایک طرف صفدر، تنویر، چوہان، جوزف اور نعمانی کو پڑے دیکھا
زمین پر الٹے سیدھے پڑے تھے۔ اسی لمحے عمران نے صفدر کے
م میں حرکت ہوتے دیکھی پھر صفدر کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا
اور وہ یکلخت اٹھ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحے وہ خالی خالی نظروں سے ادھر
ھر دیکھتا رہا جیسے سوچ رہا ہو کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ پھر اس کا
یسے ہی شعور جاگا وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران اس دوران
ڈ کر اس کے قریب آ گیا تھا۔

"یہ۔ یہ کیا۔ یہ ہم کہاں آ گئے ہیں"۔ صفدر نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

"ہم اس وقت ایسٹروگن جزیرے پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ہم پر
خاص کرم ہوا ہے۔ ان لوگوں نے سمندر میں کوئی میزائل داغ دیا
تھا۔ وہ میزائل ہم سے کافی فاصلے پر گر کر پھٹا تھا اور اس کے دھماکے
سے تو ہم محفوظ رہے مگر دھماکے سے پانی میں پیدا ہونے والی لہروں
نے ہم سب کو اٹھا کر یہاں لا پھینکا۔ اس جگہ زمین نرم اور گیلی ہے
جس کی وجہ سے ہماری جانیں بچ گئیں ورنہ جس شدت سے ان
لہروں نے ہمیں یہاں پٹخا تھا اگر یہاں چٹانیں یا پتھر ہوتے تو ہمارے

ٹکڑے بکھر جاتے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اپنے دوسرے ساتھیوں کو چیک کیا تو وہ سب زندہ تھے۔ گیلی اور نرم مٹی ہونے کی وجہ سے وہ زخمی بھی نہیں ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر عمران کے چہرے پر اطمینان چھا گیا۔

"کیا یہ سب زندہ ہیں"۔ صفدر نے سرسرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"جب دولہا دلہن زندہ ہیں تو نکاح خواں اور باراتیوں کو کیا ہو سکتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب"۔ صفدر نے کہا جیسے اسے عمران کی بات سمجھ میں نہ آئی ہو۔

"ارے۔ خطبہ نکاح تم کو یاد ہے۔ دلہن سی ہاک میں ہے اور میں۔ وہ۔ وہ"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا تو اسی لمحے جوزف کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر چند لمحوں بعد اسے بھی ہوش آ گیا۔ اس کے بعد تنویر اور چند لمحوں بعد نعمانی اور چوہان کو بھی ہوش آ گیا خود کو زندہ سلامت دیکھ کر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ عمران نے انہیں بتا دیا تھا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔

"اوہ۔ یہ تو بڑی خوفناک صورت حال ہو گئی تھی۔ آپ بھی بے ہوش تھے اور ہم بھی۔ اگر ریڈ کمانڈوز اس طرف آ جاتے اور اس حالت میں ہم پر گولیاں برسا دیتے تو پھر"۔ نعمانی نے کہا۔

تو اللہ کو پیارے ہو جاتے اور کیا ہونا تھا"۔ عمران نے ...اتے ہوئے کہا۔

لیکن ہم ہیں کہاں اور کیا ان لوگوں کو ہمارے بارے میں علم ہوا کہ ہم زندہ ہیں۔ کوئی اس طرف نظر نہیں آ رہا"۔ تنویر نے ...ہوتے ہوئے کہا۔

انہوں نے جو میزائل پانی میں پھینکے تھے ان کے خیال کے ...ا پانی میں ہی ہمارے پرخچے اڑ جانے چاہئیں تھے۔ یہ تو اللہ ...نے ہم پر کرم کیا ہے کہ پانی کی لہروں نے ہمیں اٹھا کر یہاں ...ے دیا اور اس کا انہیں پتہ نہیں ہو گا ورنہ وہ لوگ ضرور اس ...آتے"۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے جیسے ...ران کی بات سے متفق ہوں۔

اب کرنا کیا ہے"۔ تنویر نے پوچھا۔

قدرت نے ہمیں جزیرے پر لا پھینکا ہے۔ یہاں پر چھوہاروں کی ...ں تلاش کرتے ہیں اور پھر واپس سی ہاک میں جا کر نکاح بخیر و ...انجام دیں گے۔ کیوں صفدر"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے

منہ دھو رکھو۔ ایسی باتیں تم سوچتے ہی رہ جاؤ گے"۔ تنویر نے ...منہ بناتے ہوئے کہا۔

"منہ دھونے کی کیا ضرورت ہے۔ سمندر سے پورا نہا کر نکلا ..."۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"ہمیں کسی محفوظ مقام پر جانا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ریڈ کمانڈوز کو ہمارے زندہ بچنے کی خبر مل جائے اور وہ اس طرف آ جائیں" صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تنویر میں نے تمہیں اسلحے کا بیگ دیا تھا۔ وہ کہاں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اسلحے کا بیگ۔ اوہ۔ وہ میرے ہاتھوں میں ہی تھا۔ مگر اب"۔ تنویر نے کہا۔

"پانی کی لہروں نے جب ہمیں باہر اچھالا تھا تو لامحالہ بیگ تمہارے ساتھ ہی باہر آیا ہو گا۔ تلاش کرو اسے"۔ عمران نے کہا تو وہ سب تیزی سے ادھر ادھر پھیل گئے۔ چند ہی لمحوں میں وہ ایک [illegible] سا بیگ لئے ہوئے آ گئے جو انہیں ایک درخت پر لٹکا ہوا نظر آ گیا تھا۔

"گڈ"۔ عمران نے کہا اور اس نے بیگ کھول کر اس میں [illegible] اسلحہ نکال کر ان سب میں تقسیم کر دیا۔

"یہ راکٹ لانچر ہیں۔ مگر تم نے ان میں جو راکٹ لوڈ کئے ہیں [illegible] بے حد ہلکے پھلکے ہیں اور ان کی ساخت بھی طاقتور راکٹوں جیسی [illegible] نہیں آتی"۔ تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ بائیکوزر بم ہیں۔ میں انہیں خصوصی طور پر ساتھ لایا ہوں۔ ان راکٹوں میں بائیکوزر گیس موجود ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ یہاں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں ریڈ کمانڈوز موجود ہوں گے جن کو ہلاک کرنا ہمارے لئے مشکل ہو سکتا ہے اس لئے ہم یہاں بائیکوزر [illegible]

جائیں گے تاکہ ان کی زہریلی گیس سے جزیرے پر موجود تمام ریڈ نڈوز بے ہوش ہو جائیں اور ہم آسانی سے لیبارٹری میں داخل ہو ئیں۔ بائیکوزر گیس سے بچنے کے لئے ہم سب نے گیس ماسک نے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن"۔ تنویر نے کچھ کہنا چاہا۔

"نہیں تنویر۔ میں نے کہا ہے ناں ایک تو یہاں ریڈ کمانڈوز کی داد بہت زیادہ ہے اور دوسرے سرداور ان کے قبضے میں ہیں۔ اگر نے ان پر حملہ کیا تو وہ سرداور کو اپنی ڈھال بنانے کی کوشش یں گے یا پھر وہ انہیں نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں اور میں سرداور کے لئے یہ رسک نہیں لے سکتا"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو تنویر اموش ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ ماسک پہنتے اچانک انہیں رختوں کے جھنڈ سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ بے اختیار ونک پڑے۔

"اوہ۔ وہ لوگ اس طرف آ رہے ہیں۔ جلدی کرو۔ درختوں کی آڑ یں ہو جاؤ"۔ عمران نے کہا تو وہ سب تیزی سے درختوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ابھی انہوں نے درختوں کی آڑ لی ہی تھی کہ سامنے سے دس مسلح افراد جنہوں نے سرخ رنگ کی یونیفارمز پہن رکھی تھیں نمودار ہوئے۔ وہ دیکھ بھال کر بڑے چوکنے انداز میں آگے بڑھ رہے تھے جیسے وہ کسی کی تلاش میں ہوں اور یہ تلاش عمران اور اس کے ساتھیوں کے سوا اور کس کی ہو سکتی تھی۔

"اب انہیں ہلاک کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ اچانک درخت کی آڑ سے نکلا اور اس نے مشین گن سیدھی کی اور سامنے سے آنے والے ریڈ کمانڈوز پر فائرنگ کر دی۔ ریڈ کمانڈوز اچانک گولیوں کی بوچھاڑ کی زد میں آگئے اور فضا انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔

ان میں سے کئی ایک نے درختوں کی اوٹ لینا چاہی مگر عمران کو فائرنگ کرتے دیکھ کر اس کے ساتھی بھی جوش میں آگئے اور ریڈ کمانڈوز پر مختلف اطراف سے فائرنگ ہوئی تو وہ وہیں ڈھیر ہو گئے۔ اس فائرنگ اور انسانی چیخوں کے ساتھ ہی جزیرہ پر جیسے بھونچال سا آگیا۔ ہر طرف سے ریڈ کمانڈوز کی تیز تیز بولنے کی اور فائرنگ کرنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ایک راکٹ لانچر اٹھایا اور اس کا رخ جزیرے کے مرکزی حصے کی طرف کر کے فائر کر دیا۔ راکٹ بجلی کی سی تیزی سے لانچر سے نکل کر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ پھر کچھ دور ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ بے شمار انسانی چیخیں گونجیں اور پھر یکلخت ہر طرف بے تحاشہ فائرنگ شروع ہو گئی۔

"ماسک پہنو۔ جلدی کرو اور چاروں اطراف راکٹ برسا دو"۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ سب تیزی سے تھیلے کی طرف بڑھے اور انہوں نے تھیلے میں سے جلدی جلدی ماسک نکال کر پہن لئے۔ پھر وہ سب راکٹ لانچر لے کر اٹھے اور انہوں نے بے ہوش کر دینے والی

ا گیس کے راکٹ ہر طرف برسانے شروع کر دیئے۔ چند ہی میں فائرنگ کی آوازیں رک گئیں۔

آؤ"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک طرف بھاگتا چلا گیا کے ساتھی اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ اب ہر طرف خاموشی سی چھا ی۔ شاید بائیکوٹر گیس نے چاروں طرف پھیل کر وہاں موجود انڈوز کو بے ہوش کر دیا تھا۔ انہیں جگہ جگہ سرخ وردیوں میں انڈوز دکھائی دینے لگے جو واقعی زہریلی گیس کے زیر اثر بے ہو کر گر گئے تھے۔

مران اور اس کے ساتھی بھاگتے ہوئے رک رک کر بدستور گیس کے راکٹ برسا رہے تھے تاکہ ارد گرد اور دور نزدیک ریڈ کمانڈو اس گیس کے اثر سے نہ بچ سکے اور پھر جب انہوں نے ف مسلح ریڈ کمانڈوز کو گرے دیکھا تو ان کی آنکھیں حیرت سے گئیں۔ وہ سینکڑوں کی تعداد میں تھے۔ اب وہ عمران کی حکمت پر اسے داد دے رہے تھے کہ عمران نے انہیں بے ہوش کرنے فیصلہ کیا تھا ورنہ جس قدر ان ریڈ کمانڈوز کی وہاں تعداد تھی ان کے پاس جو اسلحہ تھا وہ ان سے کئی روز بھی لڑتے رہتے تو وہ کا خاتمہ نہیں کر سکتے تھے۔

وہ سب بھاگتے ہوئے اس چھاؤنی کی طرف آگئے جہاں ریڈ ڈوز کا اصل ہیڈکوارٹر تھا۔ چھاؤنی میں ہر طرف ریڈ کمانڈوز ھے میڑھے انداز میں پڑے تھے اور ان کی تعداد دو سو سے کم نہ تھی

عمران نے احتیاط کے پیش نظر چھاؤنی کو دیکھ کر دور سے ہی اس
ایک راکٹ فائر کر دیا تھا تاکہ بچے کھچے ریڈ کمانڈوز بھی بے ہوش ہو
جائیں اور پھر وہ چھاؤنی کی طرف بڑھنے لگے۔

"رک جاؤ"۔ عمران نے اچانک چلتے چلتے کہا تو وہ سب یکلخت رک
گئے۔ وہ چھاؤنی سے کافی فاصلے پر تھے۔

"کیا ہوا"۔ تنویر نے کہا۔

"انہوں نے چھاؤنی کے چاروں طرف بارودی سرنگیں بچھا رکھی
ہیں اور بارودی سرنگیں ہر قدم کے فاصلے پر اور لاتعداد ہیں"۔ عمران
نے کہا تو وہ سب چونک کر دیکھنے لگے اور پھر واقعی ان کے چہروں پر
سراسیمگی چھا گئی۔ سیکرٹ سروس کے تربیت یافتہ ایجنٹس ہونے کی
وجہ سے انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ وہاں ہر طرف بارودی سرنگیں بچھی
ہوئی ہیں جن پر پیر پڑتے ہی انسانی جسم پھٹ کر ہزاروں ٹکڑوں میں
تبدیل ہو سکتا تھا۔

"اوہ۔ ان بارودی سرنگوں کا جال تو ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ ان
سے بچ کر ہم آگے کیسے جائیں گے"۔ نعمانی نے کہا۔

"یہ لوگ بھی تو یہاں سے آتے جاتے ہوں گے۔ شاید دوسری
طرف کوئی راستہ ہو۔ آؤ دیکھتے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"رکو۔ راستہ اسی طرف ہے"۔ عمران نے کہا تو وہ سب چونک
کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"راستہ اس طرف ہے۔ لیکن یہاں تو ہر طرف ایسے سپاٹس ہیں

یہاں ہر جگہ بارودی سرنگیں ہوں"۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"ان قدموں کے نشانات کو دیکھو۔ تمہیں خود ہی معلوم ہو
جائے گا راستہ اس طرف ہے یا نہیں"۔ عمران نے ایک طرف اشارہ
کرتے ہوئے کہا تو وہ سب نیچے دیکھنے لگے۔ بارودی سرنگوں کے لئے
جہاں زمین ابھری ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ انہی ابھری ہوئی
جگہوں پر ایک سیدھ میں قدموں کے نشان تھے۔ یوں لگ رہا تھا
جیسے بارودی سرنگوں پر ہی پیر رکھ کر وہ ریڈ کمانڈوز آتے جاتے ہوں۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں بارودی سرنگوں کا ڈاج دیا گیا
ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ بارودی سرنگوں کی طرح اس راستے کو بھی اسی انداز میں
ابھارا گیا ہے تاکہ کوئی غیر متعلق آدمی اس طرف نہ آسکے۔ میرے
خیال میں باہر آتے جاتے ہوئے کسی مشینی سسٹم سے وہ قدموں
کے نشانوں کو صاف کر دیتے ہوں گے تاکہ کسی کو ان راستوں کا
علم نہ ہو سکے۔ ہم نے چونکہ انہیں بائیکوز گیس سے بے ہوش کر دیا
ہے اس لئے وہ ان نشانات کو غائب نہیں کر سکے۔ آؤ۔ جہاں تک
میرا اندازہ ہے زیرو لیبارٹری میں اس چھاؤنی سے راستہ جاتا ہو گا
کیونکہ جس جگہ یہ چھاؤنی موجود ہے اس کے نیچے اور اطراف میں
زمین میں بے حد معمولی لرزش ہو رہی ہے جو لیبارٹری میں الیکٹرک
سپلائی کرنے والے ہیوی جنریٹروں کی ہی ہو سکتی ہے"۔ عمران نے

کہا۔

" عمران صاحب ۔ جزیرے پر تو ہم نے تقریباً تمام ریڈ کمانڈوز کو
بے ہوش کر دیا ہے لیکن یہ عمارت مخصوص انداز کی نظر آ رہی ہے ۔
کیا اس میں بھی اس ریز کے اثرات گئے ہوں گے "۔ صفدر نے کہا۔

" عمارت میں تو گیس کے اثرات لازماً گئے ہوں گے لیکن اس
گیس سے لیبارٹری محفوظ ہو گی کیونکہ ایک تو وہ زمین دوز ہے اور
دوسرے اس جیسے جزیروں پر بنائی جانے والی لیبارٹریاں عموماً ایسے
بلاکس اور کنکریٹ سے بنائی جاتی ہیں کہ ایک تو اس پر موسم کی
تبدیلیوں کا کوئی اثر نہ ہو اور دوسرا وہاں ہوا کے ذریعے گرد نہ جا
سکے "۔ عمران نے اپنے سر سے گیس ماسک اتارتے ہوئے کہا تو سب
نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنے اپنے گیس ماسک اتار کر بیگ
میں ڈال دیئے ۔ پھر وہ سب قدموں کے مخصوص نشانوں پر پیر رکھتے
ہوئے چھاؤنی میں داخل ہو گئے ۔ اس طرف باڑ ضرور لگی ہوئی تھی مگر
اس میں اتنا خلا بہرحال موجود تھا کہ ایک آدمی تاروں کو چھوئے بغیر
آسانی سے گزر سکتا تھا ۔ ابھی وہ باڑ گزر کر کچھ ہی آگے گئے ہوں گے
کہ اچانک انہوں نے عمارت سے آگ کا شعلہ سا نکل کر اپنی طرف
آتے دیکھا۔

" اوہ ۔ زمین پر گر جاؤ جلدی کرو "۔ آگ کے شعلے کو دیکھ کر
عمران نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور وہ فوراً زمین پر لیٹ گیا ۔
اس کے ساتھیوں نے بھی زمین پر لیٹنے میں دیر نہ لگائی تھی ۔ اسی لمحے

ے کا شعلہ جو ایک چھوٹا سا میزائل تھا ان سے کچھ فاصلے پر آ کر گرا اور
یک زور دار دھماکہ ہوا اور ہر طرف جیسے چکا چوند روشنی پھیل گئی ۔
یسے ہی عمران اور اس کے ساتھی اس روشنی کی زد میں آئے ان کے
نہ سے یکلخت ہولناک چیخیں نکلیں ۔ انہیں یوں محسوس ہوا رہا تھا
یسے ان پر کھولتے ہوئے تیل کے ڈرم الٹ دیئے گئے ہوں ۔ اس کے
اتھ ہی عمران کے دل و دماغ میں اندھیرے چھا گئے ۔ اس نے سر
ٹک کر اس اندھیرے کو دور کرنے کی کوشش کی مگر بے سود ۔
دھیرا پوری طرح اس کے دماغ پر حاوی ہو گیا تھا ۔ یہی حال اس
کے ساتھیوں کا ہوا تھا۔

"ماسٹر"۔ اچانک بلومر نے ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو سے مخاطب ہو کر کہا تو ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کی نظریں سکرین سے ہٹ گئیں اور وہ مڑ کر بلومر کی جانب دیکھنے لگا جو ایک مشین پر کام کر رہا تھا۔

"یس"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹر نے چونک کر کہا۔

"میں نے سمندر میں ڈی ون دن ریز پھیلا دی ہیں۔ سی ہاک ان ریز کے جال میں پھنس گئی ہے مگر الٹرا ایکس بی ریز آن نہیں ہو رہا باہر بلیک ٹاور پر شاید کوئی پرندہ بیٹھا ہوا ہے جس کی وجہ سے ٹاور کے ٹاپ پر موجود بلیک پلیٹ ہل گئی ہے۔ پلیٹ ہلنے کی وجہ سے اس میں سے الٹرا ایکس بی ریز آن ہونے میں پرابلم ہو رہی ہے"۔ بلومر نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو باہر جا کر اس پرندے کو اڑا دو۔ سی ہاک ڈی ون دن میں پھنس ہی چکی ہے۔ وہ اب کہاں جا سکتی ہے۔ جیسے ہی الٹرا

...کی تحریک ختم ہو گی تم سی ہاک پر الٹرا ایکس بی ریز پھینک ...۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے کہا تو بلومر سر ہلا کر کرسی سے اٹھا اور ...ے باہر نکل گیا۔ اسی لمحے ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کی نظر ایک دوسری ...ن پر پڑی جہاں جزیرے میں موجود گھنے جنگلوں کا منظر آ رہا تھا۔ ...ں میں اسے سات افراد حرکت کرتے نظر آئے تو وہ چونک پڑا۔ ...ی سے اس مشین کی طرف بڑھا۔

...یہ کون ہو سکتے ہیں۔ ان کے لباس۔ اوہ۔ اوہ۔ کہیں یہ وہی ...تو نہیں جن پر سمندر میں کاٹم بم پھینکا گیا تھا۔ مگر یہ کیسے ہو ...ہے۔ اگر یہ لوگ سی ہاک سے نکل آئے تھے اور پانی میں موجود ...تو انہیں کاٹم بموں سے ٹکڑوں میں تبدیل ہو جانا چاہئے تھا۔ یہ ...کیا کر رہے ہیں"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے کہا۔ پھر اس کے ذہن ...آیا کہ اس نے جس پاور سے کاٹم بم پھینکے تھے وہ ان لوگوں سے ...فاصلے پر پھٹے ہوں گے جس کی وجہ سے سمندر کا پانی طوفانی انداز ...اچھل پڑا تھا اور شاید پانی کی انہی لہروں میں وہ سمندر سے نکل کر ...ے پر آ گرے ہوں گے۔ جس جگہ وہ گرے تھے وہاں زمین گیلی ...بھربھری تھی جس کی وجہ سے وہ زخمی ہونے سے بچ گئے ہوں

"ہونہہ۔ یہ لوگ واقعی سخت جان ہیں"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے ...تے ہوئے کہا۔ اس نے اسی مشین کی سائیڈ سے ایک مائیک نکالا ...مشین کے چند بٹن آن کر دیئے۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ریڈ ماسٹر ون کالنگ۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر۔ ریڈ کمانڈو ایٹ ایٹ اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایک تیز آواز سنائی دی۔

"ایٹ ایٹ۔ تمہارے گروپ میں کتنے آدمی ہیں اور تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے کہا۔

"میرے گروپ میں چالیس آدمی ہیں ماسٹر اور میں شمالی ساحل سے آدھا کلو میٹر دور جنگل کے وسط میں ہوں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"گڈ۔ تم جنگل کے جنوبی حصے کی طرف اپنے ساتھیوں کو لے کر جاؤ۔ وہاں سات افراد موجود ہیں۔ وہاں جا کر فوراً ان کا خاتمہ کر دو۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سات افراد اور الیسٹروگن جزیرے پر۔ مگر ماسٹر"۔ دوسری طرف سے ایٹ ایٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ نانسنس۔ اپنی بکواس بند کرو اور جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ جاؤ جلدی کرو۔ اوور اینڈ آل"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے حلق کے بل دھاڑتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دوسری طرف سے جواب سنے بغیر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"نانسنس۔ میرے احکامات کی تعمیل کرنے کی بجائے مجھ سے سوال کر رہا تھا"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے غراتے ہوئے کہا اور پھر

رین پر غور سے دیکھنے لگا۔ تمام افراد جنگل میں جیسے کچھ تلاش کر رہے تھے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی بڑا سا تھیلا تلاش کر کے آ گیا اور پھر وہ اس تھیلے کو کھولنے لگا۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو غور سے ان کی حرکات دیکھ رہا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ یہ دیکھتا کہ تھیلے سے وہ کیا نکال رہا ہے کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ سیٹی کی آواز سن کر ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو چونک پڑا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو سیٹی کی آواز اس مشین سے نکل رہی تھی جس پر بلومر پہلے بیٹھا تھا۔ مشین پر ایک سکرین تھی جس پر ایک آدمی کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا جو ریڈ ماسٹر ساڈکر کا چہرہ تھا۔

"ہونہہ۔ ساڈکر کال کر رہا ہے۔ یہ کیا کہنا چاہتا ہے"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے سر جھٹکتے ہوئے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا اس مشین کی طرف آ گیا۔ اس نے ایک بٹن دبایا تو مشین سے پہلے گھوں گھوں کی آواز سنائی دی پھر سکرین پر ریڈ ماسٹر ساڈکر کے ہونٹ ہلے تو مشین سے اس کی آواز سنائی دینے لگی۔

"ریڈ ماسٹر ٹو ساڈکر کالنگ۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا۔

"یس۔ ماسٹر ون اٹنڈنگ یو۔ کیا بات ہے ساڈکر۔ کیوں کال کی ہے۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر۔ میں نے سی ہاک اور ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں جاننے کے لئے کال کی ہے۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" کیا جاننا چاہتے ہو تم ۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے کہا۔

" ماسٹر۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کا کیا کیا ہے آپ نے ۔ انہیں زندہ تو نہیں چھوڑ رکھا ۔ میری پرائم منسٹر صاحب سے بات ہوئی ہے ۔ میں نے انہیں ان پاکیشیائی ایجنٹوں اور ان کی وجہ سے ہلاک ہونے والے تینوں اسرائیلی سائنس دانوں کی رپورٹ دے دی تھی جس پر وہ شدید غضبناک ہو رہے تھے ۔ ان کا حکم ہے کہ ان ایجنٹوں کو کسی بھی صورت میں زندہ نہیں بچنا چاہئے ۔ اس کے لئے ان کا حکم ہے کہ وہ سی ہاک کو ہی اڑا دیں ۔ ان خطرناک ایجنٹوں کی ہلاکت کے لئے سی ہاک جیسی اگر قیمتی آبدوز تباہ ہو جائے تو کوئی پرواہ نہ کریں ۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا۔

" ہونہہ ۔ کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو ۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔

" نہیں ماسٹر ۔ یہ آپ نے کیوں کہا ۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے حیران ہو کر کہا۔

" احمق ۔ میں نے ان سب کو سی ہاک سے نکال کر ہلاک کر دیا ہے ۔ وہ آبدوز سے نکل کر جزیرے کی طرف آرہے تھے تو میں نے ان پر کاٹم بموں کے میزائل پھینک دیئے تھے جس سے سمندر میں ہی ان کے ٹکڑے اڑ گئے تھے ۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے کہا۔

" اوہ ۔ گڈ شو ماسٹر ۔ گڈ شو ۔ اگر وہ لوگ واقعی ہلاک ہو گئے ہیں تو آپ نے اس صدی کا بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے ۔ گڈ شو ۔

۔"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" اگر ۔ تمہاری کیا مراد ہے ۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے تے ہوئے کہا۔

" سوری ماسٹر ۔ پرائم منسٹر صاحب کا کہنا تھا کہ وہ لوگ مافوق فطرت انسان ہیں ۔ وہ ناممکن کو بھی ممکن بنانا جانتے ہیں اور وہ ایسے انسان ہیں جو موت سے نہیں بلکہ موت ان سے بھاگتی ۔ ان خطرناک انسانوں کو ہلاک کرنا بے حد مشکل ہے ۔ ان ریمارکس سن کر مجھے بھی بے حد غصہ آیا تھا مگر میں خاموش ہو تھا ۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر نے کہا۔

" ہونہہ ۔ تم پرائم منسٹر صاحب کو اطلاع دے دو کہ وہ مافوق فطرت انسان ہلاک ہو چکے ہیں اور ان کی لاشیں سمندر میں مچھلیوں نے نگل لی ہیں ۔ اوور اینڈ آل"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے کہا اور نے ہاتھ بڑھا کر مشین کا ایک بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا ۔ رابطہ ختم ہوتے ہی سکرین سے ریڈ ماسٹر ساڈکر کی تصویر غائب ہو گئی

تا۔

" ہونہہ ۔ مافوق الفطرت انسان ۔ ان مافوق الفطرت انسانوں تو میں ایسی موت ماروں گا جس کا وہ تصور بھی"۔ ابھی ریڈ ماسٹر اسٹو نے فقرہ مکمل بھی نہیں کیا تھا کہ اسی لمحے اسے تیز اور انتہائی گوار بو کا احساس ہوا ۔ اس کے چہرے پر یکلخت سراسیمگی پھیل گئی ں نے جلدی سے اپنا سانس روکنے کی کوشش کی مگر اس دوران بو

اس کے دماغ میں اثر کر چکی تھی۔ دوسرے ہی لمحے اس کے ذہن میں
دھماکہ سا ہوا اور وہ لہرا کر گرا اور ساکت ہوتا چلا گیا۔ اسے
سوچنے سمجھنے اور دیکھنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا کہ کیا ہوا تھا اور کیوں
ہوا تھا۔ اس کے ذہن پر مکمل تاریکی چھا گئی تھی۔

" ان پر بلاسٹنگ بلٹس فائر کرو۔ جلدی کرو "۔ خاور نے چیختے
ئے کیپٹن حمزہ سے کہا تو کیپٹن حمزہ نے جلدی سے گن اوپر کر کے
ں کا ٹریگر دبا دیا۔ گولی سیدھی ایک غوطہ خور کے جسم میں جا گھسی
ر خاور نے بھی فائر کر دیا تھا جس کے نتیجے میں ایک دوسرے غوطہ
ر کو بھی زبردست جھٹکا لگا اور پھر دو زور دار دھماکوں سے ان
نوں غوطہ خوروں کے جسم پھٹ گئے۔ ان کے جسم اس طرح پھٹتے
یکھ کر دوسرے غوطہ خور تیزی سے دائیں بائیں ہو گئے تھے جس کی
جہ سے کیپٹن حمزہ اور خاور کو دو اور غوطہ خوروں کو ہٹ کرنے کا
وقع مل گیا تھا۔

دو دو فائر کر کے ان کی گنیں خالی ہو چکی تھیں اس لئے وہ تیزی
سے پلٹے اور دائیں بائیں تیرتے چلے گئے۔ یہ دیکھ کر غوطہ خور جن کی
عداد دس تھی اور جو اب صرف چھ رہ گئے تھے تین تین کے گروپ

میں ان پر فائرنگ کرتے ہوئے پلٹے۔ گولیاں کیپٹن حمزہ اور خاور کے
ارد گرد سے گزر رہی تھیں۔ وہ تیزی سے خود کو لہراتے ہوئے تیر رہے
تھے اور تیرتے ہوئے انہوں نے ایک بار پھر گنیں لوڈ کر لی تھیں۔

گنیں لوڈ کرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹے اور انہوں نے یکے
بعد دیگرے مزید چار غوطہ خوروں کے جسموں کے پرخچے اڑا دیئے۔
تالاب کا پانی غوطہ خوروں کے خون کی وجہ سے خاصا سرخ ہو گیا تھا
اس لئے کیپٹن حمزہ اور خاور ادھر ادھر جانے کی بجائے خون آلود پانی
کی طرف بڑھ آئے تھے تاکہ وہ آسانی سے دوسرے غوطہ خوروں کی
نظروں میں نہ آ سکیں اور واقعی ہوا بھی ایسے ہی تھا۔ سرخ پانی میں
انہیں باقی بچنے والے دونوں غوطہ خور نہ دیکھ سکے تھے۔ وہ نیچے جاتے
ہوئے اندھا دھند فائرنگ کر رہے تھے۔ ان دونوں کو کیپٹن حمزہ
نے گن لوڈ کر کے ہلاک کر دیا تھا۔

" میرا خیال ہے اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ اس سے
پہلے کہ مزید غوطہ خور آ جائیں یا تو ہم باہر نکلنے کا کوئی اور راستہ تلاش
کرتے ہیں یا پھر واپس اسی راستے کی طرف چلتے ہیں جہاں سے آئے
تھے"۔ خاور نے کہا۔

" اسی راستے سے واپس جانا تو ہمارے لئے مشکل ہو گا کیونکہ
سلنڈروں میں موجود گیس ختم ہو رہی ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

" لیکن اب ان لوگوں کی نظروں میں ہم آ چکے ہیں۔ اب ہمارا
تالاب کی طرف بھی جانا خطرناک ہو گا"۔ خاور نے کہا۔

" خاور صاحب۔ یہ سپیشل ٹنل ہے اور جیسا کہ ہمیں معلوم ہے
ر آبدوز اسی راستے سے لیبارٹری میں آتی جاتی ہے تو کیوں نہ ہم اس
یدھے راستے کی طرف چلیں۔ اس طرف زیادہ سے زیادہ انہوں نے
ستہ بند کر رکھا ہو گا۔ ہمارے پاس پانی میں استعمال ہونے والے
م اور بلاسٹنگ بلٹس ہیں جس سے ہم اس راستے کو آسانی سے کھول
یں گے اور اس دروازے تک جانے کے لئے ہمیں آکسیجن بھی زیادہ
ستعمال نہیں کرنا پڑے گی کیونکہ یہ سیدھا راستہ ہے"۔ کیپٹن حمزہ
نے کہا۔

" تم ٹھیک کہتے ہو۔ آؤ۔ اس سے بہتر میرے خیال میں اور کوئی
ل نہیں ہے"۔ خاور نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ پلٹتے اسی لمحے
نہوں نے ٹنل کی دیواروں میں بڑے بڑے سوراخوں کو کھلتے دیکھا۔

" اوہ۔ یہ کیا۔ یہ سوراخ"۔ خاور نے اتنا ہی کہا تھا کہ انہوں نے
ن سوراخوں سے بڑے بڑے مگرمچھوں کو باہر آتے دیکھا۔

" اوہ۔ اوہ۔ خاور انہوں نے ہمارے خاتمے کے لئے ٹنل میں
رمچھ چھوڑ دیئے ہیں۔ جلدی کرو۔ اب ہمیں اوپر تالاب کی طرف ہی
انا ہو گا ورنہ یہ مگرمچھ ہمارے ٹکڑے کر دیں گے"۔ کیپٹن حمزہ نے
ی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ مگرمچھ ان سے خاصے نیچے سے نمودار
وئے تھے اس لئے وہ تیزی سے پلٹے اور جہاں سے تیز روشنی آ رہی تھی
س طرف اوپر کی جانب تیرنے لگے۔ لیکن ان مگرمچھوں کی رفتار ان
ونوں سے کہیں تیز تھی۔ بے شمار مگرمچھ تو خون اور انسانی

لاشوں کے ٹکڑوں کی طرف لپکے تھے مگر چار مگر مچھ پہاڑ جیسا منہ
کھولے تیزی سے ان کے پیچھے لپک پڑے تھے۔ یہ دیکھ کر کیپٹن حمزہ
اور خاور نے ان پر بلاسٹنگ بلٹس فائر کر دیئے۔

تیز رفتاری سے اوپر جاتے ہوئے اور پلٹ کر ان مگر مچھوں پر اندھا
دھند فائرنگ کرنے کے باوجود مگر مچھ ان کی طرف آ رہے تھے اور پھر
ان کا فاصلہ بے حد کم رہ گیا۔ کیپٹن حمزہ اور خاور اوپر جانے کے لئے
اپنا پورا زور لگا رہے تھے لیکن مگر مچھ ان کے قریب آ گئے۔ دو مگر مچھوں
کے منہ کھلے اور ان سے پہلے کہ وہ کیپٹن حمزہ اور خاور کو سالم نگل
جاتے یکے بعد دیگرے زور دار دھماکے ہوئے اور کیپٹن حمزہ اور خاور
کو یوں محسوس ہوا جیسے نیچے سے کسی دیو نے انہیں پوری قوت سے
باہر کی طرف دھکا دے دیا ہو۔ وہ گولی کی سی رفتار سے پانی سے باہر
نکلے اور پھر اڑتے ہوئے اس تالاب سے باہر آ گئے۔ دھماکے کا پریشر
اس قدر زیادہ تھا کہ پانی سے نکل کر وہ تالاب کے اوپر خاصی بلندی
تک چلے گئے تھے۔

"تالاب کے کناروں کی طرف بڑھو"۔ خاور نے چیختے ہوئے کہا تو
کیپٹن حمزہ نے خود کو سنبھال کر جمپ لگائی اور وہ دونوں عین تالاب
کے باہر آ گرے۔ جیسے ہی وہ باہر گرے اسی لمحے اچانک تالاب کے
کنارے پر کھڑے سرخ وردیوں والے مسلح افراد چونک پڑے اور پھر
اس سے پہلے کہ کیپٹن حمزہ اور خاور کچھ سمجھتے ان سرخ وردی والوں
نے ان کے گرد گھیرا ڈال کر ان کی طرف مشین گنیں تان لیں۔

"لو۔ اسے کہتے ہیں تالاب سے اچھلے اور سرخ بھیڑیوں میں آ
..."۔ خاور نے کہا۔

"خبردار۔ جہاں پڑے ہو وہیں پڑے رہو۔ اگر کوئی حرکت کی تو
لی مار دوں گا"۔ ایک سرخ لباس والے نے بری طرح سے گرجتے
ے کہا۔ ان کی گنیں پہلے ہی ان کے ہاتھوں سے نکل گئی تھیں اور
وقت وہ تقریباً پندرہ افراد میں گھرے ہوئے تھے اس لئے وہ وہیں
ے رہے۔

"اپنے سروں سے کنٹوپ اتارو۔ جلدی کرو"۔ اس شخص نے کہا
ں نے ان سے پہلے بات کی تھی۔

" کیپٹن حمزہ ان کی تعداد پندرہ ہے۔ ان کے علاوہ یہاں اور کوئی
مسلح شخص نہیں ہے۔ کنٹوپ اور غوطہ خوری کا لباس اتارتے ہی ہم
نے ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔ تیار ہو"۔ خاور نے کنٹوپ کے مائیک
میں کیپٹن حمزہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوکے"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا اور پھر انہوں نے کنٹوپ اتار دیئے

"گڈ۔ اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ"۔ اس شخص نے کہا جو ان کا
انچارج معلوم ہوتا تھا۔ وہ دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"آکسیجن سلنڈر اور غوطہ خوری کے لباس بھی اتار دو"۔ انچارج
نے کہا تو انہوں نے پہلے کندھوں سے آکسیجن سلنڈر اتارے اور پھر
غوطہ خوری کا لباس اتارنے لگے۔ جیسے ہی انہوں نے لباس اتارے
اسی لمحے دونوں نے اپنی اپنی جگہ سے اچھل کر ریڈ کمانڈوز کے ہاتھوں

میں مشین گنیں ہونے کے باوجود چھلانگیں لگا دیں اور دو دو ریڈ
کمانڈوز سے ٹکراتے ہوئے اور انہیں لئے ہوئے الٹ کر گر پڑے۔
اس سے پہلے کہ ریڈ کمانڈوز اس اچانک افتاد سے سنبھلتے اور ان
پر فائرنگ کرتے کیپٹن حمزہ نے بجلی کی سی تیزی سے ایک ریڈ کمانڈو
کی گری ہوئی مشین گن اٹھائی اور پھر لیٹے لیٹے ان پر فائرنگ کر دی۔
دو ریڈ کمانڈوز کے منہ سے دردناک چیخیں نکلیں اور وہ لٹو کی طرح
گھومتے ہوئے گرتے چلے گئے۔ ان کے گرد سات ریڈ کمانڈوز تھے جن
میں سے کیپٹن حمزہ نے دو کو نشانہ بنایا تھا۔
فائرنگ ہوتے دیکھ کر دوسرے ریڈ کمانڈوز کی توجہ کیپٹن حمزہ
کی طرف ہوئی تو خاور کو بھی موقع مل گیا۔ اس نے جن کمانڈوز کو
گرایا تھا ان میں سے ایک کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹی اور پھر اس
کی مشین گن بھی تڑتڑانے لگی اور ماحول ریڈ کمانڈوز کی دلدوز چیخوں
سے گونج اٹھا۔ یہ دیکھ کر سائیڈوں میں موجود ریڈ کمانڈوز نے اپنی
گنیں سیدھی کیں مگر خاور اور کیپٹن حمزہ نے تیزی سے زمین پر
کروٹیں بدل کر ان کی طرف فائرنگ کر دی تھی۔
ریڈ کمانڈوز نے بھی فائرنگ کی تھی مگر ان کی چلائی ہوئی گولیاں
کیپٹن حمزہ اور خاور کے ارد گرد پڑ رہی تھیں کیونکہ وہ ایک جگہ ٹکتے
ہی نہیں تھے۔ فائرنگ کرتے ہوئے وہ چھلاووں کی طرح ادھر ادھر
اچھل کود کر رہے تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے ان تمام ریڈ
کمانڈوز کا خاتمہ کر دیا۔

یہ ہال نما بہت بڑا کمرہ تھا جہاں آبدوز کو اوپر لانے کے لئے بڑا سا
ب بنایا گیا تھا اور اس جگہ کی حفاظت کے لئے شاید وہاں پچیس
ڈ کمانڈوز ہی موجود تھے جن میں سے دس کو تو کیپٹن حمزہ اور خاور
، تالاب میں ہی ہلاک کر دیا تھا اور اب باقی پندرہ یہاں ہلاک ہو
ۓ تھے۔ سامنے ایک چبوترا تھا جس کے اوپر ایک بڑا سا دروازہ بنا
ا تھا جو فولادی تھا۔ دروازہ بند تھا۔ چبوترے کے دونوں اطراف
ں سیڑھیاں تھیں جن پر چڑھ کر دروازے تک پہنچا جا سکتا تھا۔
پٹن حمزہ نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسے چھت کے قریب ایک
ریڈ کیمرہ دکھائی دیا۔
"اوہ۔ ہمیں چیک کیا جا رہا ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔ ساتھ ہی
ں نے مشین گن اوپر کر کے اس کیمرے پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی
یمرے کے پرخچے اڑ گئے تھے۔ اسی لمحے تالاب میں شدید ہلچل ہوئی
ور انہوں نے تالاب سے کئی مگرمچھوں کو باہر آتے دیکھا۔
"آؤ۔ ہمیں اس دروازے کی دوسری طرف جانا ہے۔ جلدی کرو۔
ب تالاب سے مگرمچھ باہر آ رہے ہیں"۔ خاور نے کہا اور وہ دونوں
دوڑتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے۔ مگرمچھ تالاب سے باہر آ کر
ریڈ کمانڈوز کی لاشوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔
خاور نے آگے بڑھ کر دروازہ دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ شاید
ریڈ کمانڈوز اسی دروازے سے اندر آئے تھے اور انہوں نے دروازہ بند
نہیں کیا تھا۔ خاور نے دروازہ تھوڑا سا کھولا اور احتیاط سے دوسری

طرف جھانک کر دیکھا ۔ سامنے ایک طویل راہداری تھی جو خالی
تھی ۔

خاور نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا ۔ اس
مشین پسٹل پر سائیلنسر چڑھا ہوا تھا ۔ خاور نے راہداری کی چھت کی
طرف دیکھا تو اسے وہاں ایک کیمرہ لگا ہوا نظر آیا ۔ یہ دیکھ کر خاور نے
مشین پسٹل والا ہاتھ دروازے کے اندر کیا اور کیمرے کا نشانہ لے
کر فائر کر دیا ۔ بے آواز گولی نے کیمرے کے ٹکڑے اڑا دیئے تھے ۔

" آؤ " ۔ خاور نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور وہ دونوں راہداری
میں آ گئے ۔ کیپٹن حمزہ نے بھی مشین گن پھینک کر جیب سے
سائیلنسر لگا مشین پسٹل نکال لیا تھا ۔ سامنے ایک دروازہ تھا جو کھلا
ہوا تھا ۔ خاور اور کیپٹن حمزہ اس دروازے کے قریب جا کر رک گئے
دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا ۔ خاور نے آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر
جھانکا تو کمرہ اسے دفتری انداز میں سجا ہوا نظر آیا مگر کمرہ خالی تھا ۔ وہ
دونوں کمرے میں آ گئے ۔

" یہ شاید ریڈ کمانڈوز کے سیکورٹی انچارج کا دفتر ہے " ۔ کیپٹن حمزہ
نے کہا ۔

" ہاں ۔ لگتا تو ایسا ہی ہے " ۔ خاور نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے
کہا ۔ اس کمرے میں بھی ایک دیوار کے پاس اسے ایک کیمرہ لگا ہوا
نظر آیا تو اس نے فائرنگ کر کے اس کیمرے کو بھی توڑ دیا ۔ کمرے
کے دو دروازے تھے ۔ ایک تو وہ جس سے وہ دونوں اندر آئے تھے

دوسرا شمالی دیوار کی طرف تھا ۔ وہ دونوں احتیاط کے ساتھ دروازے
کی طرف بڑھے ۔ یہ دروازہ بھی بند تھا ۔ خاور نے دائیں بائیں دیکھا
اور پھر اس کی نظریں دیوار کے دائیں طرف ایک چھوٹے سے سرخ
بٹن پر پڑ گئیں ۔ اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی ۔

" احتیاط سے ۔ دوسری طرف آدمی ہوں گے " ۔ خاور نے کیپٹن
حمزہ سے کہا تو کیپٹن حمزہ نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ خاور نے انگلی
سے بٹن دبایا تو دروازہ سرر کی آواز کے ساتھ کھلتا چلا گیا ۔ جیسے ہی
دروازہ کھلا کیپٹن حمزہ نے دوسری طرف چھلانگ لگا دی ۔ کمرے میں
تین افراد تھے ۔ انہیں دیکھتے ہی کیپٹن حمزہ نے یکلخت ان پر فائرنگ
کھول دی اور ان کی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا ۔

" گڈ شو کیپٹن ۔ تم نے اچھا کام کیا ہے " ۔ خاور نے اس کی
تعریف کرتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمزہ مسکرا دیا ۔ یہ کمرہ بھی عام سا
تھا ۔ خاور اور کیپٹن حمزہ اس کمرے سے نکل کر احتیاط سے چلتے ہوئے
راہداری میں آ گئے ۔ یہ راہداری بھی خالی تھی ۔ راہداری میں داخل
ہوتے ہی کیپٹن حمزہ نے ایک کیمرے کو دیکھ کر اسے بھی اڑا دیا تھا
اس راہداری میں چار کمرے تھے ۔ خاور اور کیپٹن حمزہ مشین پسٹل
لئے دائیں بائیں دیواروں کے ساتھ لگ کر آگے بڑھنے لگے ۔ تین
کمرے بند تھے البتہ آخری کمرہ جو دائیں طرف تھا اس کا دروازہ تھوڑا سا
کھلا ہوا تھا اور اندر سے کسی کی باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں ۔
خاور اور کیپٹن حمزہ اس کمرے کے دروازے کے قریب آئے اور

پھر کیپٹن حمزہ دوڑ کر دروازے کی دوسری طرف چلا گیا۔ دونوں دروازے کے دائیں بائیں دیواروں سے لگ گئے اور کان لگا کر اندر سے آنے والی آواز سننے لگے۔ کمرے میں شاید ایک ہی شخص موجود تھا اور وہ کسی سے فون پر باتیں کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ریڈ کمانڈوز کو لے کر فوراً یہاں آجاؤ۔ یہاں ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو اور تمام ریڈ کمانڈوز کو بے ہوش کر دیا گیا ہے۔ میں اتفاق سے باہر کا جائزہ لے رہا تھا تو میں نے چھاؤنی کی طرف سات افراد کو آتے دیکھا۔ ان کا انداز بتا رہا تھا جیسے وہ دشمن ہوں۔ بہرحال میں نہیں جانتا وہ کون ہیں۔ وہ جو بھی لوگ ہیں میں نے ان پر کلارم میزائل فائر دیا تھا۔ کلارم میزائل سے نکلنے والی چمک نے ان کو مکمل طور پر مفلوج کر دیا تھا جس پر میں نے ان سب کو اٹھا کر اوپر چھاؤنی میں موجود بلیک روم میں بند کر دیا تھا۔

اول تو انہیں اس وقت تک ہوش نہیں آئے گا جب تک کہ انہیں اینٹی کلارم کے انجکشنز نہ لگا دیئے جائیں اور اگر بفرض محال انہیں ہوش آ بھی گیا تو وہ بلیک روم سے کبھی بھی نہ نکل سکیں گے۔ بلیک روم کی تمام دیواریں اور چھت فولادی ہیں جن کا ایک ہی دروازہ ہے اور اس دروازے کو باہر سے ہی کھولا جا سکتا ہے۔ اندر سے نہیں"۔ کوئی فون پر کہہ رہا تھا اور اس کی باتیں سن کر کیپٹن حمزہ اور خاور کے چہروں پر تشویش دوڑ گئی۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ ریڈ کمانڈوز اور ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کو بے ہوش کرنے والے عمران اور اس

ساتھی ہی ہو سکتے ہیں اور انہی کو فون پر بات کرنے والے نے رم میزائل فائر کر کے مفلوج حالت میں بلیک روم میں بند کر دیا گا۔

"کیا خیال ہے۔ حملہ کر دیں"۔ کیپٹن حمزہ نے سرگوشی میں کہا۔

"رکو۔ اسے بات ختم کرنے دو۔ ہو سکتا ہے کوئی اہم بات لوم ہو جائے"۔ خاور نے کہا تو کیپٹن حمزہ نے اثبات میں سر ہلا

"میرا نام پروفیسر ہاورڈ ہے اور میں مین لیبارٹری سے بول رہا ں۔ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ تم فوراً آجاؤ۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ں"۔ آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی فون بند کرنے کی آواز ائی دی۔ بولنے والے کی آواز بلغم زدہ تھی جیسے وہ کوئی بوڑھا آدمی

"آؤ"۔ خاور نے کہا اور وہ دونوں دروازہ کھول کر تیزی سے اندر اخل ہو گئے۔ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جس کے سامنے والی دیوار کے س ایک بڑی سی میز تھی اور میز کے پیچھے ایک بوڑھا بیٹھا ہوا تھا۔ ہ کسی گہری سوچ میں تھا۔ اس نے دروازہ کھلتے اور دو آدمیوں کو ندر آتے دیکھا تو وہ بوکھلا کر یکدم اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ک۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم۔ اور"۔ بوڑھے نے جس نے ون پر اپنا نام پروفیسر ہاورڈ بتایا تھا حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے ہا۔

"اپنی جگہ پر ساکت رہو ورنہ گولی مار دوں گا"۔ خاور نے مشین پسٹل کی رخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"لل۔ لیکن۔ لیکن تم کون ہو اور یہ۔ یہ"۔ بوڑھے نے بدستور ہکلاتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ کیپٹن دروازہ بند کر دو"۔ خاور نے کہا تو کیپٹن حمزہ نے دروازہ بند کر کے اسے اندر سے لاک لگا دیا۔ خاور آگے بڑھا اور پروفیسر ہاورڈ کے قریب آ گیا۔

"میز سے نکل کر اس طرف آؤ۔ جلدی کرو"۔ خاور نے سرد لہجے میں کہا تو بوڑھا کانپتا ہوا میز کے پیچھے سے نکل آیا۔

"اس طرف آؤ اور اس کرسی پر بیٹھ جاؤ"۔ خاور نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو بوڑھا کانپتا ہوا ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھیں خوف سے پھٹی ہوئی تھیں۔

"اس لیبارٹری میں کتنے افراد ہیں۔ جلدی بتاؤ"۔ خاور نے غراتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تیس۔ تیس آدمی ہیں"۔ پروفیسر ہاورڈ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اور ریڈ کمانڈوز کتنے ہیں"۔ خاور نے پوچھا۔

"لل۔ لیبارٹری میں کوئی کمانڈو نہیں ہے۔ البتہ لیبارٹری کی پچھلی طرف سی ہاک پوائنٹ ہے۔ وہاں پچیس کمانڈوز ہیں"۔ پروفیسر ہاورڈ نے اسی انداز میں کہا۔

"ہونہہ۔ وہ تیس افراد کیا سائنس دان ہیں"۔ خاور نے کہا۔

"ہاں۔ دس سائنس دان ہیں۔ پندرہ انجینئر اور پانچ اسسٹنٹ۔ ۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو"۔ پروفیسر ہاورڈ نے خوف سے تھوک ہوئے کہا۔

"سرداور کہاں ہے"۔ خاور نے پوچھا تو اس بار پروفیسر ہاورڈ بری ح چونک پڑا۔

"سرداور۔ کک۔ کون سرداور"۔ پروفیسر ہاورڈ نے حیرت بھرے میں کہا۔ خاور نے محسوس کر لیا تھا کہ پروفیسر ہاورڈ جان بوجھ کر ن بن رہا ہے۔ اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور کمرہ زوردار تھپڑ کی ، اور پروفیسر ہاورڈ کی دردناک چیخ سے گونج اٹھا۔ خاور نے اس کے پر زوردار تھپڑ جڑ دیا تھا۔

"بتاؤ۔ کہاں ہے سرداور ورنہ تمہاری بوڑھی ہڈیاں تشدد اشت نہیں کر سکیں گی"۔ خاور نے چیختے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ سپیشل روم میں ہے"۔ پروفیسر ہاورڈ نے گھگھیائے ئے لہجے میں کہا۔ خاور کے ایک ہی تھپڑ نے اس کا حلیہ بگاڑ دیا تھا ں کی آنکھوں میں زمانے بھر کا خوف ابھر آیا تھا۔

"کہاں ہے یہ سپیشل روم اور لیبارٹری کا مین حصہ کس طرف ہ جہاں تم ڈی میزائلوں پر کام کر رہے ہو"۔ خاور نے کہا تو پروفیسر رڈ نے اسے تفصیل بتا دی۔

"پروفیسر ہاورڈ۔ اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو گے تو ٹھیک

ہے ورنہ میں تمہارے جسم کی ایک ایک بوٹی الگ کر دوں گا"۔ خاور نے انتہائی سفاکی سے کہا۔

"مم۔ میں تعاون کروں گا۔ میں تعاون کروں گا"۔ پروفیسر ہاورڈ نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ اٹھو اور پہلے ہمیں اس طرف لے چلو جہاں تمہارے ساتھی کام کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ہم سرداور کے پاس جائیں گے"۔ خاور نے کہا تو پروفیسر ہاورڈ کانپتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"رکو۔ یہ بتاؤ تم نے فون پر کس سے بات کی تھی اور کسے یہاں آنے کے لئے کہہ رہے تھے"۔ خاور نے پوچھا۔

"ریڈ ماسٹر ٹو ساڈکر۔ میں ریڈ ماسٹر ٹو ساڈکر سے بات کر رہا تھا۔ وہ یہاں دوسرے جزیرے سے ریڈ کمانڈوز کے ساتھ آ رہا ہے"۔ پروفیسر ہاورڈ نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیوں بلایا ہے تم نے اسے"۔ خاور نے چونک کر کہا۔

"باہر تمہارے پانچ ساتھیوں نے جزیرے پر ہر طرف زہریلی گیس پھیلا دی تھی جس کے نتیجے میں جزیرے اور چھاؤنی میں موجود تمام ریڈ کمانڈوز اور ریڈ ماسٹر ون ڈکاسٹو بے ہوش ہو گئے تھے۔ میں نے اتفاقاً جزیرے کو دیکھنے کے لئے سپیشل مانیٹر آن کیا تو میں جزیرے پر ہر طرف ساکت و سامت ریڈ کمانڈوز کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ جزیرے پر سوائے سات افراد کے جنہوں نے ماسک پہن رکھے تھے اور زندگی کی اور کوئی تحریک نظر نہیں آ رہی تھی۔ میری سمجھ میں آ رہا تھا کہ جزیرے پر سات سو سے زیادہ ریڈ کمانڈوز اور ریڈ ڈکاسٹو کیوں ساکت پڑے ہیں۔ پھر میں نے سات افراد کو ں میں آتے دیکھا۔ ان کے ہاتھوں میں ایٹ تھرٹی لانچرز تھے جن جھے اندازہ ہو گیا کہ انہی لانچرز سے بائیکونر گیس کے گولے ئے گئے ہوں گے جس کی زود اثر گیس سے ہر ذی روح بے ہو گئی تھی"۔ پروفیسر ہاورڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور پھر تم نے ان سات افراد پر کلارم میزائل فائر کر دیا جس سے الی کلارم ریز سے وہ سب بے ہوش ہو گئے"۔ خاور نے اس کا مکمل کرتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ انہوں نے چونکہ گیس ماسک پہن رکھے تھے اس لئے نے ان پر کلارم ریز فائر کی تھی اور پھر میں نے لیبارٹری کا مین ڈور کر کے اپنے اسسٹنٹ کو اوپر بھیجا اور ان کے ذریعے ان ساتوں یڈ ماسٹر ڈکاسٹو کے سپیشل بلیک روم میں بند کر دیا۔ میرے یوں نے ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کو ہوش میں لانے کی کوشش کی مگر ب نہ ہو سکے۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو اور ریڈ کمانڈوز کو بائیکونر گیس بے ہوش کیا گیا تھا جو اینٹی بائیکونر کے انجکشن سے ہی ہوش میں ے تھے اور ہمارے پاس اس گیس کا اینٹی موجود نہیں تھا اس لئے نے کائی ٹن جزیرے پر ریڈ ماسٹر ساڈکر کو فون کیا تھا اور اسے یل بتا کر یہاں آنے کے لئے کہا تھا"۔ پروفیسر ہاورڈ نے کہا۔

"ہونہہ۔ وہ لوگ یہاں کتنی دیر میں پہنچ جائیں گے"۔ خاور نے

ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ریڈ ماسٹر ساؤکر تو ہیلی کاپٹر آئے گا۔ وہ زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ میں یہاں پہنچ جائے گا۔ البتہ ریڈ کمانڈوز لانچوں اور موٹر بوٹس میں آئیں گے۔ انہیں یہاں آنے میں ایک گھنٹے سے زیادہ وقت لگے گا"۔ پروفیسر ہاورڈ نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے ہمارے پاس پندرہ منٹ ہیں"۔ خاور نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" خاور صاحب۔ اس سے پوچھیں کہ کلارم ریز کا اینٹی کیا ہے اور کہاں ہے"۔ کیپٹن حمزہ نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ پروفیسر ہاورڈ تم نے ہمارے جن ساتھیوں کو کلارم ریز سے بے ہوش کیا ہے اس کا اینٹی کیا ہے"۔ خاور نے چونک کر کہا۔

" سس۔ سادہ پانی۔ اگر ان کو سادہ پانی کے چند قطرے پلا دیئے جائیں تو وہ ہوش میں آ جائیں گے"۔ پروفیسر ہاورڈ نے کہا تو خاور نے اس سے لیبارٹری سے باہر جانے کا راستہ پوچھا اور اس سے بلیک روم کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور کیپٹن حمزہ سے کہا کہ وہ جائے اور عمران اور باقی ساتھیوں کو وہاں سے لے آئے۔ کیپٹن حمزہ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ خفیہ راستے سے سیڑھیاں چڑھ کر جزیرے پر چلا گیا۔ خفیہ سیڑھیوں والا راستہ پروفیسر ہاورڈ کے ہی آفس سے نکلتا تھا۔

" اب میرے ساتھ چلو اور دکھاؤ تمہارے ساتھی کہاں ہیں"۔ ور نے کہا تو پروفیسر ہاورڈ نے سر ہلایا اور اسے شمالی دروازے کی رف چلنے کو کہا۔ سامنے ایک اور راہداری تھی۔ بوڑھا پروفیسر آگے لنے لگا اور خاور چوکنے انداز میں اس کے پیچھے ہو لیا۔ سامنے ایک اور ہنی دروازہ تھا۔ اس دروازے کی سائیڈ کی دیوار پر کنٹرول پینل لگا ھا۔ پروفیسر نے آگے بڑھ کر کنٹرول پینل کی طرف ہاتھ بڑھایا تو ھاور نے اسے روک دیا۔

" ٹھہرو۔ ایک طرف ہٹو۔ مجھے بتاؤ کوڈ"۔ خاور نے کہا تو پروفیسر ہاورڈ پیچھے ہٹ آیا اور خاور کنٹرول پینل کے قریب آ گیا۔

" ایٹ ایٹ سکس تھری ون"۔ پروفیسر ہاورڈ نے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا کر نمبر پریس کر دیئے۔ ابھی اس نے ایٹ ایٹ نائن تھری پریس کیا تھا کہ یکلخت اس کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور دوسرے ہی لمحے خاور زمین میں پیدا ہونے والے خلا میں غائب ہو گیا۔ جیسے ہی خاور اس خلا میں گرا زمین دوبارہ برابر ہو گئی اور راہداری پروفیسر ہاورڈ کے فاتحانہ قہقہے سے گونج اٹھی۔

عمران کو ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک فولادی کمرے میں موجود پایا ۔ کمرہ زیادہ بڑا نہیں تھا البتہ اس کی دیواریں اور چھت فولادی تھیں جبکہ فرش سادہ تھا اور کمرہ سیم زدہ تھا ۔ عمران چونکہ الٹا لیٹا ہوا تھا اس لئے کمرے میں موجود سیم کی وجہ سے اسے سب سے پہلے ہوش آگیا تھا ۔ ویسے بھی وہ بے پناہ قوت ارادی کا مالک تھا اور دوسرے اس مشن پر آنے سے پہلے اس نے زہریلی گیس اور ریز سے بچنے لئے خاص گولیاں کھا رکھی تھیں اس لئے کلارم ریز زیادہ دیر اسے بے ہوش نہ رکھ سکی تھی ۔

عمران نے خود اور اپنے ساتھیوں کو جو گولیاں کھلائی تھیں ان گولیوں کو کھائے انہیں کئی گھنٹے گزر چکے تھے ۔ شاید اسی وجہ سے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر کلارم ریز اثر انداز ہو گئی تھی لیکن ابھی ان مخصوص گولیوں کا اثر باقی تھا یا پھر یہ سیم زدہ کمرے کا اثر تھا کہ

ران کو کچھ ہی دیر میں ہوش آگیا تھا ۔

وہ چند لمحے غور سے کمرے کو دیکھتا رہا ۔ اسے عمارت سے شعلہ ا نکل کر اپنی طرف آتے اور اس کے پھٹنے کا منظر یاد آگیا تھا جس ے نیلی روشنی نکلی تھی اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت بے ہوش ہو گیا ما ۔ اب اسے یہاں ہوش آیا تھا ۔ کمرے میں خاصی روشنی تھی اور ں کے ساتھی اس کے آس پاس بے ہوش پڑے ہوئے تھے ۔

"کلارم ریز ۔ اوہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس عمارت میں بائیکونز لیس کے اثر سے بے ہوش ہونے سے کوئی بچ گیا تھا اور اس نے ہمیں چھاؤنی کی طرف آتے دیکھ کر ہم پر کلارم ریز میزائل پھینک دیا تھا اور پھر ہمیں بے ہوش کر کے اس فولادی کمرے میں قید کر دیا ۔ وہ ۔ ویری بیڈ ۔ یہ واقعی برا ہوا ہے" ۔ عمران نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا ۔

وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ۔ یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان سا چھا گیا کہ اس کی تلاشی نہیں لی گئی تھی ۔ مشین پسٹل اور دوسری تمام چیزیں اس کے پاس ہی تھیں عمران نے جیب سے ایک انجکشن نکال لیا ۔ یہ انجکشن منرل واٹر کا تھا عمران کو چونکہ کلارم ریز کا اینٹی معلوم تھا اس لئے اس نے انجکشن کی سیل توڑی اور پھر اس نے منرل واٹر کی دو دو بوندیں اپنے ساتھیوں کے منہ کھول کر ان کے منہ میں ٹپکا دیں ۔ چند ہی لمحوں میں اس کے ساتھیوں کو ہوش آگیا ۔

"عمران صاحب ۔ ہوا کیا تھا ۔ وہ میزائل ۔ وہ نیلی روشنی" صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے انہیں کلارم ریز کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ ۔ ہمیں اس فولادی کمرے میں قید کیا گیا ہے ۔ اب یہاں سے نکلیں گے کیسے ۔ یہاں تو چاروں طرف کوئی دروازہ بھی نہیں ہے"۔ تنویر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہمیں یہاں سے جلد سے جلد نکلنا ہو گا"۔ عمران نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔ اس کے چہرے پر پتھریلی سنجیدگی تھی ۔ وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"لیکن کیسے ۔ یہاں سے نکلنے کا تو کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا"۔ تنویر نے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اس نے جیب سے ایک ماچس کی ڈبیہ جتنا بم نکال لیا۔

"میگنٹ بم"۔ صفدر کے منہ سے نکلا۔

"ہاں ۔ اپنا اسلحہ جیبوں سے نکالو اور دیواروں کے ساتھ لگ کر لیٹ جاؤ"۔ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس نے میگنٹ بم فرش پر رکھ دیا ۔ اس کے ساتھی فوراً دیواروں کے ساتھ لگ کر لیٹ گئے ۔ عمران بھی ایک دیوار کے قریب آ کر لیٹ گیا ۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین پسٹل سے میگنٹ بم پر فائر کیا ۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور فرش کا ایک بہت بڑا حصہ ٹوٹ کر بکھر گیا۔ خوفناک دھماکے سے یکبارگی پورا کمرہ دہل اٹھا تھا لیکن وہ چونکہ فولادی دیواروں کی جڑوں کے ساتھ تھے اس لئے بم کے ذرات نے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔

"نیچے کود جاؤ ۔ جلدی کرو ۔ جو بھی نظر آئے اسے اڑا دو"۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی اٹھے اور تیزی سے اس خلا میں کودتے چلے گئے ۔ نیچے زیادہ گہرائی نہیں تھی اور جس حصے میں وہ کودے تھے وہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جہاں بڑی بڑی پیٹیاں دیواروں کے ساتھ موجود تھیں ۔ عمران نے ان پیٹیوں کو دیکھتے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ سٹور روم ہے اور ان پیٹیوں میں غذائی سامان موجود تھا ۔ سامنے ایک بڑا سا دروازہ تھا جو بند تھا۔

"آؤ ۔ اس طرف آؤ"۔ عمران نے کہا۔ اس نے دروازے کے قریب جا کر دروازے کے آٹومیٹک لاک پر فائر کیا تو لاک ٹوٹ گیا۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے باہر سے سن گن لی مگر باہر سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی ۔ عمران نے تیزی سے دروازہ کھول دیا ۔ سامنے ایک راہداری تھی جو خالی تھی۔

"باہر آ جاؤ"۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو اس کے ساتھی باہر آ گئے اور پھر وہ قدموں کی آواز نکالے بغیر اس طرف بھاگنے لگے جس طرف راہداری مڑ رہی تھی ۔ وہ راہداری میں کچھ ہی آگے گئے ہوں گے کہ انہیں دور سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں ۔ عمران نے ہاتھ سے انہیں اشارہ کر کے روک دیا ۔ وہ سب دیواروں سے لگے گئے اور آنے والے کا انتظار کرنے لگے ۔ قدموں کی آواز سے

معلوم ہو رہا تھا کہ آنے والا اکیلا ہے۔

عمران نے مشین پسٹل جیب میں رکھ لیا۔ وہ شاید آنے والے کو قابو میں کرنا چاہتا تھا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ آدمی اس طرف آگیا۔ جیسے ہی وہ راہداری میں مڑا۔ عمران اس پر کسی بھوکے عقاب کی طرف جھپٹ پڑا۔ وہ بوڑھا آدمی تھا۔ عمران کی گرفت میں آتے ہی وہ بری طرح سے چیخنے لگا۔ عمران نے اسے اٹھا کر پوری قوت سے نیچے پٹخ دیا اور یکدم اس کی گردن پر گھٹنا رکھ دیا۔

"تت۔ تم۔ تم بلیک روم سے کیسے نکل آئے"۔ بوڑھے نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔ عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کے سر پر رکھتے ہوئے کہا۔ بوڑھے کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھی اور وہ عمران کے گھٹنے کے نیچے بری طرح سے لرز رہا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہا۔ ہاورڈ۔ پپ۔ پروفیسر ہاورڈ"۔ بوڑھے نے بھنچی بھنچی آواز میں کہا۔

"ماسٹر ڈکاسٹو کہاں ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ۔ وہ۔ اپنے ہیڈ کوارٹر میں ہے۔ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے اسے اور جزیرے پر موجود تمام ریڈ کمانڈوز کو بائیکوز گیس سے بے ہوش کر دیا تھا۔ وہ سب وہیں ہیں"۔ پروفیسر ہاورڈ نے

کہا۔

"ہونہہ۔ تو ہم پر کلارم ریز والا میزائل تم نے پھینکا تھا اور ہمیں فولادی روم میں بھی تم نے قید کرایا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہ میں نے ہی فائر کیا تھا"۔ پروفیسر ہاورڈ نے کہا۔

"کیسے۔ جلدی بتاؤ ورنہ گردن توڑ دوں گا"۔ عمران نے غرا کر کہا تو پروفیسر ہاورڈ نے اسے تفصیل بتا دی۔ عمران نے اس سے لیبارٹری کا محل وقوع اور وہاں کام کرنے والے افراد کے بارے میں پوچھا تو اس نے خوف کے مارے سب کچھ بتا دیا۔ اس نے عمران کو یہ بھی بتا دیا کہ ان کے دو ساتھی پہلے ہی لیبارٹری میں داخل ہو چکے ہیں جن میں سے ایک انہیں فولادی کمرے سے آزاد کرانے کے لئے باہر جا چکا ہے جبکہ اس نے دھوکے سے ان کے دوسرے ساتھی کو نیچے تہہ خانے میں پھینک دیا ہے۔

عمران اپنے ساتھیوں کا سن کر چونک پڑا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے دونوں ساتھی خاور اور کیپٹن حمزہ ہی ہو سکتے تھے جو جزیرے کے گرد وائرلیس بم لگانے گئے تھے۔ وہ یقیناً جزیرے کے نیچے کسی آبی راستے سے لیبارٹری میں پہنچ گئے ہوں گے۔ ابھی وہ پروفیسر ہاورڈ سے تفصیل پوچھ ہی رہا تھا کہ کیپٹن حمزہ بھی وہاں پہنچ گیا جو فولادی کمرے کا دروازہ کھول کر پھٹی ہوئی زمین سے نکل کر اس طرف آگیا تھا۔ عمران نے سب سے پہلے اپنے ساتھیوں کی مدد اور پروفیسر ہاورڈ کی نشاندہی سے تہہ خانہ کھلوا کر خاور کو باہر نکلوایا جو تہہ خانے میں

گر کر بے ہوش ہو گیا تھا۔

صفدر اور جوزف تہہ خانے میں جا کر اسے ہوش میں لا کر وہیں لے آئے تھے جہاں عمران بوڑھے پروفیسر ہاورڈ سے پوچھ گچھ کر رہا تھا عمران نے پروفیسر ہاورڈ کی کنپٹی پر مکا مار کر اسے بے ہوش کیا اور پھر وہ تیزی سے ایک طرف بھاگتے چلے گئے اور پھر وہ سب لیبارٹری میں پھیل گئے۔

عمران کے حکم پر انہوں نے لیبارٹری میں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا تھا۔ سپیشل روم میں انہیں سرداور بھی مل گئے جن کی حالت بے حد ابتر تھی اور وہ بے ہوش تھے۔ ان لوگوں نے سرداور پر تشدد تو نہیں کیا تھا لیکن انہیں مسلسل کئی روز سے بھوکا پیاسا رکھا جا رہا تھا جس کی وجہ سے ان کی حالت بے حد خراب ہو رہی تھی۔ عمران نے انہیں ہوش دلایا تو وہ عمران کو وہاں دیکھ کر مسرت سے کھل اٹھے اور بے اختیار عمران سے لپٹ گئے۔ عمران نے انہیں کھانے پینے کے لئے دیا تو ان کی حالت سنبھل گئی۔ اب وہ پوری طرح سے نارمل نظر آ رہے تھے۔

عمران اس وقت لیبارٹری کے آپریشن روم میں تھا جہاں سے سات میزائلوں کو سات مسلم ممالک پر حملہ کرنے کے لئے اڑایا جانا تھا۔ عمران نے پروفیسر ہاورڈ سے اگلوا لیا تھا کہ سرداور نے ان کی کوئی مدد نہیں کی تھی اور انہیں وہ پرزہ بنا کر دینے سے صاف انکار کر دیا تھا جس سے میزائل تیز رفتاری اور عین ٹارگٹ پر فائر ہو سکتے۔

میزائل مکمل تھے۔ صرف ان میں وہ پرزہ لگنا باقی تھا جس کے لئے انہوں نے سرداور کو اغوا کیا تھا۔

پروفیسر ہاورڈ نے انہیں یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس پرزے کے لئے انہوں نے اسرائیل کی مین ایٹمی لیبارٹری سے تین بڑے سائنس دانوں کو یہاں بلوایا تھا کہ شاید وہ ایسا کوئی پرزہ بنا کر انہیں دے سکیں جس سے وہ اپنا مشن مکمل کر سکیں مگر وہ تینوں سائنس دان ابھی تک وہاں نہیں پہنچے تھے اور عمران دل میں ہنس رہا تھا کہ وہ اب یہاں پہنچیں گے بھی کیسے کیونکہ وہ ابو حماس کے قبضے میں تھے جنہیں وہ کسی بھی صورت زندہ نہیں چھوڑے گا۔ عمران نے لیبارٹری کے میزائل سیکشن میں جا کر میزائلوں پر تھوڑا سا کام کیا تھا اور پھر وہ واپس آپریشن روم میں آگیا تھا۔

"عمران صاحب"۔ خاور نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی صاحب"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو اس کے اس انداز پر خاور بے اختیار مسکرا دیا۔

"پروفیسر ہاورڈ نے دوسرے جزیروں پر سے ریڈ ماسٹر ساڈکر اور ریڈ کمانڈوز کو بلایا تھا۔ وہ شاید جزیرے پر پہنچ چکے ہوں"۔ خاور نے کہا۔

"میں بھی انہی کا انتظار کر رہا ہوں"۔ عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"انتظار۔ کیوں"۔ تنویر نے حیران ہو کر پوچھا۔

" اب یہاں شادی کی رسم ادا کی جانے والی ہے۔ شادی میں جس قدر زیادہ باراتی ہوں اتنی ہی سلامیاں زیادہ ملتی ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ ان سلامیوں میں سے مجھے تمہاری سلامی سب سے زیادہ ملے گی کیونکہ تم"۔ عمران نے جان بوجھ کر اپنا فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر سوائے تنویر کے سب کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

" میری طرف سے تمہیں گولیوں کی ہی سلامی مل سکتی ہے جو سیدھی تمہارے سینے میں ہی اتاروں گا"۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

" حیرت ہے۔ بہن کا سہاگ اجاڑنے والے بھائی کو آج میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں"۔ عمران نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا لیکن اس کی آواز تنویر سمیت سب نے سن لی تھی۔

" پھر بھی عمران صاحب۔ آپ ریڈ ماسٹر ساڈکر اور ریڈ کمانڈوز کا انتظار کیوں کر رہے ہیں"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ان لوگوں نے اس بار پاکیشیا سمیت چھ اور اسلامی ممالک کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ میں نے ڈی میزائلوں کو چیک کیا ہے اگر واقعی یہ میزائل ان سات ممالک پر برسا دیئے جاتے تو ان سے اس قدر تباہی ہونی تھی جس کا تصور بھی محال ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف گھناؤنی اور بدترین سازش کی ہے جس کی سزا بہرحال انہیں ملنی چاہیئے۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو اور اس کے ریڈ کمانڈوز تو باہر مردوں سے بدتر پڑے ہیں۔ اب میں ریڈ ماسٹر ساڈکر اور ان کمانڈوز کا انتظار کر رہا ہوں جو دوسرے جزیروں سے یہاں آ رہے ہیں۔ وہ سب چونکہ اس گھناؤنی سازش میں برابر کے شریک ہیں اس لئے میں ان سب کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے ایسٹروگن میں جو حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں میں ان کے ذریعے ریڈ ماسٹر ساڈکر اور اس کے ساتھ آنے والے تمام ریڈ کمانڈوز کو فنا کر دوں گا۔ اس کے علاوہ میں نے ان میزائلوں میں بھی ایسی ایڈجسٹمنٹ کر دی ہے جو ہمارے یہاں سے جاتے ہی آٹو فائر ہوں گے اور ان جزیروں پر جا گریں گے جن پر اسرائیل اور ریڈ کمانڈوز کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ میں ان میں سے کسی ایک کو زندہ نہیں چھوڑوں گا"۔ عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور اس کی بات کا جواب دینے کے لئے صفدر نے منہ کھولا ہی تھا کہ اسی لمحے وہاں موجود ایک ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

" سب خاموش رہنا۔ شاید ریڈ ماسٹر ساڈکر کی کال ہے"۔ عمران نے کہا اور اس نے آگے بڑھ کر ایک مشین کو آن کر کے اس کی سائیڈ میں موجود ایک مائیک کو نکال کر منہ کے قریب کر لیا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ ریڈ ماسٹر ساڈکر کالنگ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ریڈ ماسٹر ساڈکر کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ پروفیسر ہاورڈ اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ عمران نے پروفیسر ہاورڈ کی آواز میں کہا۔

" پروفیسر۔ ایسٹروگن کی کیا پوزیشن ہے۔ ماسٹر ون اور ریڈ

کمانڈوز کو ہوش آیا ہے یا نہیں ۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ساڈ کر نے پوچھا۔

" نہیں ۔ میں نے تمہیں بتایا تو تھا کہ جب تک انہیں اینٹی ہائیکوٹز انجکشن نہیں لگیں گے وہ ہوش میں نہیں آ سکتے ۔ پھر کیوں پوچھ رہے ہو"۔ عمران نے پروفیسر ہاورڈ کی آواز میں سخت لہجے میں کہا۔

" سوری پروفیسر ۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی کیا پوزیشن ہے ۔ اوور"۔ ریڈ ماسٹر ساڈ کر نے کہا۔

" وہ بھی بدستور بے ہوش ہیں اور فولادی کمرے میں پڑے ہیں ۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

" اوکے ۔ ہم پہنچ رہے ہیں ۔ میں وہاں آکر اپنے ہاتھوں سے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کروں گا۔اس وقت تک انہیں کسی بھی صورت فولادی کمرے سے باہر نہیں آنا چاہئے اور نہ ہی انہیں ہوش آنا چاہئے ۔اوور"۔ ریڈ ماسٹر ساڈ کر نے غراتے ہوئے کہا۔

" بے فکر رہو ۔لیکن تم آنے میں اتنی دیر کیوں لگا رہے ہو ۔ تم تو ہیلی کاپٹر میں زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ میں یہاں پہنچنے والے تھے ۔ پھر ۔اوور"۔ عمران نے کہا۔

" میرے ذاتی ہیلی کاپٹر میں خرابی ہو گئی تھی اس لئے میں اب ریڈ کمانڈوز کے ساتھ آرہا ہوں ۔ آٹھ سو ریڈ کمانڈوز کے ساتھ ۔ ہماری لانچیں اور موٹر بوٹس دس منٹ تک جزیرے پر پہنچ جائیں گی ۔ اوور"۔ ماسٹر ساڈ کر نے کہا۔

" اوکے ۔ اور کچھ ۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

" نہیں ۔ باقی باتیں وہاں آکر ہوں گی ۔ اوور اینڈ آل"۔ ریڈ ماسٹر ڈکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" تم یہاں آؤ تو ۔ پھر دیکھو میں تم سب کا کیا حشر کرتا ہوں"۔ ران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے غراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے ب مشین کی طرف بڑھ گیا ۔ اس مشین پر دوسری مشینوں سے یادہ بڑی سکرین نصب تھی ۔ مشین آن تھی مگر اس کی سکرین آف ی ۔ عمران نے آگے بڑھ کر سکرین آن کی تو سکرین پر پورے یرے کا منظر ابھر آیا ۔شاید کسی سیٹلائٹ سسٹم سے اس جزیرے ی تصویر لی جا رہی تھی ۔ جزیرے سے دس کلو میٹر دور اسے چاروں رف سے موٹر بوٹس اور لانچوں کے نقطے سے جزیرے کی طرف آتے کھائی دینے لگے ۔ عمران نے جلدی جلدی اس مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا ۔ سکرین پر سرخ رنگ کا ایک نقطہ سا ابھرا تو عمران نے لیور گھما کر اس نقطے کو متحرک کر کے آنے والی ایک لانچ پر فکس ر دیا ۔ پھر دوسرا نقطہ سکرین پر ابھرا تو عمران نے اسے بھی متحرک ر کے ایک موٹر بوٹ پر فکس کر دیا ۔ اس طرح چند ہی لمحوں میں س نے آنے والی تمام تمام بوٹس اور لانچوں پر سرخ نقطے ایڈجسٹ ر دیئے جو متحرک لانچوں اور موٹر بوٹس کے ساتھ حرکت کر رہے تھے۔

" لو ۔ اب یہ تمام موٹر بوٹس اور لانچیں میرے نشانے پر ہیں ۔

بس ایک بٹن دبانے کی دیر ہے پھر جزیرے سے بے شمار میزائل نکلیں گے اور یہ تمام موٹر بوٹس اور لانچیں تباہ ہو کر سمندر برد ہو جائیں گی اور اس کے ساتھ ہی ریڈ ماسٹر ساڈکر اور اس کے ریڈ کمانڈوز کا نام ونشان تک مٹ جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"ایسا تب ہو گا جب تم سب زندہ رہو گے"۔ اچانک ایک غراتی ہوئی آواز کمرے میں گونجی اور وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔ انہوں نے مڑ کر دیکھا اور پھر ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کمرے کے دروازے پر ایک ریڈ کمانڈو کھڑا تھا جس کا ڈیل ڈول بے حد بڑا تھا۔ اس کا چہرہ غیض و غضب سے بگڑا ہوا تھا اور اس کے ایک ہاتھ میں مشین پسٹل اور دوسرے ہاتھ میں ایک بم تھا۔ وہ دستی بم تھا جس کی پن نکلی ہوئی تھی۔ اس نے بم کا کلچ پکڑ رکھا تھا جس کے ہاتھ سے نکلتے ہی بم دھماکے سے پھٹ سکتا تھا۔ اس شخص کا چہرہ لہولہان تھا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ بے حد بھیانک ہو گیا تھا۔

"تم۔ تم ماسٹر ڈکاسٹو"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو ہوں۔ تمہاری موت"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے بھی غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیکن تم ہوش میں کیسے آگئے۔ اور یہاں"۔ عمران نے کہا اس کے ہاتھ میں پن نکلا ہوا بم دیکھ کر عمران کے چہرے پر تشویش ابھر آئی تھی۔ عمران کی باتیں سن کر ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ اس کا قہقہہ بے حد زہریلا تھا اور اس کا یہ قہقہہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے کانوں میں پگھلے ہوئے سیسے کی طرح پڑ رہا تھا۔ عمران واقعی اس وقت ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کو وہاں دیکھ کر حیران رہ گیا جیسے اسے ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کے وہاں آنے کی ایک فیصد بھی امید نہ ہو۔

ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو حلق پھاڑ کر ہنس رہا تھا اور عمران اور اس کے ساتھی ہونٹ بھینچے اس کی جانب کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کے روپ میں ان کے سامنے دنیا کا کوئی نیا عجوبہ آگیا ہو۔

" میں تمہارے اس ساتھی کی وجہ سے ہوش میں آگیا تھا"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے کیپٹن حمزہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک کر کیپٹن حمزہ کی طرف دیکھنے لگے جو ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کی بات سن کر اچھل پڑا تھا۔ اس کے چہرے پر زمانے بھر کی حیرت تھی جیسے وہ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کے ہوش میں آنے کے بارے میں قطعی لاعلم ہو۔

" میرے اس ساتھی نے تمہیں اپنی جراب سنگھا دی ہو گی"۔ عمران نے کیپٹن حمزہ کی طرف دیکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تمہارا یہ ساتھی میرے سپیشل کنٹرول روم میں آیا تھا۔ اس نے مشین گن سے میرے کنٹرول روم کو مکمل طور پر تباہ کر دیا تھا جس سے کئی سکرینوں کے شیشے ٹوٹ گئے تھے اور شیشے کی کرچیاں میرے چہرے اور جسم پر پڑنے لگیں۔ ان کرچیوں سے میرا چہرہ زخمی ہو گیا اور انہی زخموں کی وجہ سے مجھے اسی وقت ہوش آگیا تھا مگر اس نوجوان کے ہاتھ میں مشین گن دیکھ کر میں اسی طرح پڑا رہا۔ پھر یہ کنٹرول روم سے نکل آیا تو میں خاموشی سے اٹھ کر اس کے پیچھے ہو لیا۔

میں نے کنٹرول روم سے یہ بم اور مشین پسٹل نکال لیا تھا۔ یہ نوجوان ہیڈ کوارٹر سے نکل کر بلیک روم کی طرف جا رہا تھا۔ میں اس کے پیچھے باہر آیا تو ہر طرف اپنے ریڈ کمانڈوز کی بکھری ہوئی لاشوں کو دیکھ کر میرا خون کھول اٹھا۔ پھر میں نے ان کو چیک کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ سب بے ہوش ہیں۔ میں اس نوجوان کے پیچھے بلیک روم کی طرف گیا اور سوچ رہا تھا کہ یہ فولادی کمرے میں کیوں گیا ہے۔

میں نے فولادی کمرے میں جھانکا فرش کا کچھ حصہ ٹوٹا ہوا نظر آیا جبکہ یہ نوجوان اس خلا میں کود رہا تھا۔ اسے خلا میں جاتے دیکھ کر میں بھی فولادی کمرے میں آگیا اور پھر جب میں راہداری میں آیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ تم لوگوں نے لیبارٹری پر قبضہ کر لیا ہے۔ تم سب لیبارٹری کے سائنس دانوں کو ہلاک کر رہے تھے۔ میں چھپ گیا اور پھر میں انتظار کرنے لگا کہ تم سب ایک جگہ اکٹھے ہو تو میں

تمہارے سامنے آؤں ۔ میں کافی دیر سے باہر موجود ہوں اور تم لوگوں کی باتیں سن رہا ہوں ۔ تم نے ریڈ ماسٹرز، ریڈ کمانڈوز اور اسرائیل کو بدترین نقصان پہنچانے کی باتیں کیں تو میں تمہارے سامنے آگیا۔

تمہارا کیا خیال ہے میرے ہوتے ہوئے تم ایسا کر لو گے ۔ میں ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو ہوں ۔ میں مرجاؤں گا مگر میں تمہیں کسی بھی طرح اس مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا ۔ اگر میں مروں گا تو تم سب کو ساتھ لے کر مروں گا اس لئے مجھ پر حملہ کرنے یا گولی چلانے کی حماقت نہ کرنا"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے رکے بغیر مسلسل بولتے ہوئے کہا ۔ عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا ۔ اسے معلوم تھا کہ بائیکونز گیس کے اثر سے نکلنے کے لئے اگر اینٹی بائیکونز انجکشنز کی بجائے چہرہ زخمی کر دیا جائے تو بائیکونز گیس کا اثر بہت جلد ختم ہو جاتا ہے ۔ یہی ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کے ساتھ ہوا تھا ۔ وہ ہونٹ بھینچ کر کیپٹن حمزہ کی طرف دیکھنے لگا جس کا چہرہ یہ سب سن کر متغیر ہو گیا تھا۔

" سس ۔ سوری پرنس ۔ میں باہر گیا تو بلیک روم کی طرف جاتے ہوئے مجھے ایک کنٹرول روم دکھائی دیا ۔ اس کنٹرول روم کو دیکھ کر میں نے سوچا کہ اگر ان میں سے کسی کو ہوش آگیا تو یہ اوپر بیٹھے بیٹھے ہمیں اور آپ کو نقصان پہنچا سکتے تھے اس لئے میں نے مشینری پر فائرنگ کر کے اسے تباہ کر دیا تھا"۔ کیپٹن حمزہ نے

جلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ہونہہ ۔ اب تم کیا چاہتے ہو ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو"۔ عمران نے سر ٹک کر ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کی طرف دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

" تم سب کی موت "۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے غراتے ہوئے کہا ۔ وہ ستور دروازے کے قریب کھڑا تھا ۔ عمران اور وہاں موجود سب کی ریں اس پر جمی ہوئی تھیں اور وہ ان سے تقریباً پچاس گز کے فاصلے پر ڑا تھا۔

" ہمیں مارنے سے پہلے یہ دیکھ لو تمہارے ملک کا ایک بڑا ائنس دان ہمارے پاس ہے ۔ ہمیں ہلاک کرنے کی کوشش کی تو یہ بھی نہیں بچ سکے گا"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" کوئی پرواہ نہیں ۔ تم لوگوں نے جہاں لیبارٹری کے دوسرے سائنس دان ہلاک کر دیئے ہیں تو ایک یہ بھی سہی ۔ مگر تم لوگوں کی ہلاکت بے حد ضروری ہے ۔ تم جیسوں کو ہلاک کر کے ایک تو میں ان سب کا تم سے بدلہ لے لوں گا دوسرے اسرائیل اور اس کے اتحادی ممالک جن کے خلاف تم لوگ کام کرتے رہتے ہو ان سب کی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تم سے جان چھوٹ جائے گی"۔ ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو نے کہا ۔ اس نے اچانک ہاتھ اوپر کیا جیسے وہ ان پر بم پھینکنا چاہتا ہو ۔

" نیچے لیٹ جاؤ"۔ عمران نے اسے ہاتھ اٹھاتے دیکھ کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا تو وہ یکدم نیچے گر پڑے ۔ اس سے پہلے کہ ریڈ ماسٹر

ڈکاسٹو ان پر بم پھینکتا اچانک تڑتڑاہٹ کے ساتھ گولیاں چلیں اور پھر
ایک زور دار دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کے
پرخچے اڑتے چلے گئے۔ ان سب کے نیچے گرتے ہی چوہان نے بجلی کی
سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کے ہاتھ
میں موجود بم پر فائرنگ کر دی تھی جس کے نتیجے میں بم اس کے ہاتھ
میں ہی پھٹ گیا تھا اور ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کے ٹکڑے اڑ گئے تھے۔

" گڈ شو چوہان۔ میں نے تمہارا ارادہ بھانپ لیا تھا اس لئے میں
نے ان سب کو نیچے لیٹنے کے لئے کہا تھا۔ تم نے عقل مندی کی جو
اس کے بم پر فائرنگ کر دی ورنہ یہ بم پھینک دیتا تو اس کی جگہ
ہمارے یہاں ٹکڑے بکھر جاتے"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے چوہان کی
تعریف کرتے ہوئے کہا تو چوہان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔
ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو شاید جلدی میں ہلکے پاور کا بم لے آیا تھا۔ اس بم کے
پھٹنے سے صرف اس کا جسم ہی ٹکڑے ٹکڑے ہوا تھا۔ بم کے دھماکے
سے وہاں اور کوئی نقصان نہیں ہوا تھا۔

" سوری پرنس۔ میری وجہ سے یہ یہاں تک آنے میں کامیاب ہو
گیا تھا۔ میں"۔ کیپٹن حمزہ نے شرمندگی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

" ارے نہیں۔ تم نے جو کیا اچھا کیا تھا۔ اگر کسی اور طرح سے
اسے ہوش آ جاتا تو یہ اپنے کنٹرول روم سے ہمیں زیادہ نقصان پہنچا
سکتا تھا۔ اچھا کیا جو تم نے اس کا کنٹرول روم تباہ کر دیا اور یہ اپنی
موت مرنے کے لئے یہاں آ گیا"۔ عمران نے کہا تو اس کے ساتھی
اس کی تائید میں سر ہلانے لگے۔

" عمران صاحب۔ لانچیں اور موٹر بوٹس قریب آ گئی ہیں"۔
صفدر نے کہا تو عمران نے چونک کر سکرین کی طرف دیکھا۔ واقعی
بے شمار موٹر بوٹس اور لانچیں جزیرے کے قریب آ گئی تھیں اور ان
میں بے شمار کمانڈوز موجود تھے جنہوں نے ریڈ یونیفارمز پہن رکھی
تھیں۔ ان کے پاس بھاری اسلحہ تھا۔ سکرین پر موجود ریڈ سپائس
بدستور ان لانچوں پر ہی تھے۔

" اب ان کا بھی خاتمہ ہونا چاہئے ورنہ یہ بھی ہمارے لئے کوئی نئی
مصیبت کھڑی کر دیں گے"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے مشین
کے مختلف بٹن دبا کر ایک لیور گھمایا اور پھر سائیڈ میں لگے ہوئے
ایک ہینڈل کو پکڑ کر نیچے کر دیا۔ اسی لمحے اچانک انہوں نے جزیرے
پر سے بے شمار چھوٹے چھوٹے مگر انتہائی تباہ کن میزائل نکل کر
سمندر کی طرف بڑھتے دیکھے۔ ان میزائلوں کو شاید ریڈ ماسٹر ساڈکر
اور ریڈ کمانڈوز نے دیکھ لیا تھا۔ جیسے ہی میزائل ان کی طرف بڑھے
انہوں نے چلتی لانچوں اور موٹر بوٹس سے سمندر میں چھلانگیں لگانا
شروع کر دی تھیں۔

میزائل کئی لانچوں سے ٹکرائے اور انہوں نے ان لانچوں کے
پرخچے اڑا دیئے۔ عمران بار بار ہینڈل کھینچ رہا تھا اور جزیرے پر سے
میزائل جو ان لوگوں نے شاید اسی مقصد کے لئے وہاں مختلف جگہوں
پر لگا رکھے تھے نکل کر سمندر کی طرف بڑھتے اور لانچوں اور موٹر بوٹس

سے جا ٹکراتے ۔ چند میزائل پانی میں وہاں بھی گرے تھے جہاں ریڈ کمانڈوز نے چھلانگیں لگائی تھیں ۔ خوفناک دھماکوں کی وجہ سے سمندر کا پانی بری طرح سے اچھلنا شروع ہو گیا تھا۔

عمران ان پر اس وقت تک میزائل برساتا رہا جب تک وہاں موجود ایک ایک بوٹ اور لانچیں تباہ نہ ہو گئی ۔ چند ہی لمحوں میں پانی پرسکون ہو گیا ۔ اب سمندر میں موٹر بوٹس اور لانچوں کے ٹوٹے پھوٹے ڈھانچے اور تختے سے جلتے ہوئے نظر آ رہے تھے ۔ وہاں زندگی کا نام و نشان موجود نہ تھا ۔ عمران نے اس پر بس نہیں کیا تھا ۔ اس نے میزائل روم میں جا کر ساتوں میزائل ان جزیروں پر داغ دیئے تھے جن پر ریڈ کمانڈوز کا قبضہ تھا ۔ اس نے جیسے یہودیوں کے ان ریڈ کمانڈوز کا مکمل طور پر صفایا کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا جب ساتوں میزائل کائی ٹن اور دوسرے جزیرے کی طرف پرواز کر گئے تو عمران اور اس کے ساتھی لیبارٹری سے نکل آئے ۔

عمران نے ساحل پر آ کر ٹرانسمیٹر پر جولیا کو کال کیا اور اسے آبدوز ساحل پر لانے کا حکم دیا ۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد جولیا آبدوز ساحل سے کچھ فاصلے پر سمندر سے باہر لے آئی تھی ۔ اس نے عمران اور اپنے ساتھیوں کو بتایا تھا کہ جب وہ آبدوز پیچھے لے جا رہی تھی تو اچانک آبدوز کے ارد گرد لہروں کا جال سا بن گیا تھا جس میں آبدوز پھنس گئی تھی اور جس کی وجہ سے وہ زیادہ دور نہیں جا سکی تھی ۔ پھر شاید ریڈ ماسٹر ڈکاسٹو کے کنٹرول روم کے تباہ ہوتے ہی لہروں کا جال ختم

گیا تھا ۔ یہ اندازہ عمران کا تھا ۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ سب سی ہاک میں تھے اور سی ہاک الیسٹروگن برے سے نکل کر کھلے اور گہرے سمندر کی طرف بڑھتی چلی گئی ۔ کے راستے میں کوئی جزیرہ نہیں آیا تھا ۔ عمران نے جو میزائل فائر ے تھے ان میزائلوں سے وہ ساتوں جزیرے سمندر میں غرق ہو گئے ے ۔ البتہ سمندر میں انہیں کئی جگہوں پر خون آلود پانی اور بے شمار شوں کے ٹکڑے ضرور دکھائی دیئے تھے جو شاید دوسرے جزیروں ے تھے ۔

عمران نے الیسٹروگن جزیرے سے دو سو کلو میٹر دور جا کر وائرلیس وں کا چارجر آن کر دیا جس سے الیسٹروگن جزیرہ خوفناک دھماکوں زو میں آ گیا تھا ۔ کیپٹن حمزہ، خاور اور عمران کے لیبارٹری میں ہپائے ہوئے وائرلیس بموں کے پھٹتے ہی الیسٹروگن جزیرے پر جیسے یامت آ گئی ۔

الیسٹروگن جزیرے کی لیبارٹری میں جہاں ایٹمی بیٹریاں لگی ہوئی یں وہ ان وائرلیس بموں کی وجہ سے خوفناک انداز میں پھٹ پڑی یں جس سے سارا جزیرہ آتش فشاں کی طرح پھٹ گیا تھا اور یہ پے ر پے خوفناک تباہی تھی جس سے اسرائیل کی کمر ٹوٹ کر رہ گئی تھی ایاید اس قدر جانی اور مالی نقصان اس سے پہلے ان کا کبھی نہیں ہوا و گا جتنا الیسٹروگن جزیرے اور دوسرے جزیروں کی تباہی اور ریڈ مانڈوز کی بڑی تعداد میں ہلاکت سے ہوا تھا ۔ عمران اور اس کے

ساتھیوں نے ایک بار پھر اسرائیل کو یہ سبق سکھا دیا تھا کہ ا
جیالے اور محب وطن انسانوں سے ٹکرانا ان کے بس میں نہیں ۔
جو اپنے وطن کی آن اور شان اور اس کی حفاظت کے لئے اپنی جان
تک قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

ختم شد